صحیفه مهدیه

امام زمانه عجل الله تعالی فرجه الشریف سی متعلق یا آپ
سی منقول نماز ول ، دعاؤل اور زیارتون کانایاب مجموعه

تألیف :

حجة الاسلام والمسلمین علامه سید مرتضی مجتهدی صاحب

ترجمه :

مولانا سید امتیاز حیدر جهانیان پوری

صحیفه مهدیه (اردو)

....

تألیف : حجة الاسلام والمسلمین علامه سید مرتضی مجتهدی صاحب

ترجمه : مولانا سید امتیاز حیدر جهانیان پوری

ناشر : عباس بک ایجنسی (هندوستان)

نوبت چاپ : اول

....

هندوستان : لکهنو ، درگاه حضرت عباس علیه السلام ، عباس بک ایجنسی

فون : 2001816 - 2647590

....

وبسایت مؤلف : WWW.ALMONJI.COM

Email: info@almonji.com

بسم الله الرحمن الرحيم

بسمه تعالیٰ

عرض مترجم

الحمد لله الذی بعث الانبیاء والمرسلین والصلوٰۃ والسلام علی رسولنا محمد خاتم النبیین وعلیٰ آله الطاهرین والعنة الدائمة علی اعدائهم اجمعین.

غیبت کے زمانہ میں امام کی تشبیہ اس سورج سے دی گئی ہے جو بدلی میں ہو اور جس طرح بدلی کے باوجود سورج کی روشنی سے عالم منور رہتا ہے اسی طرح غیبت کی المناک بدلی کے باوجود امام سے اس دنیا کو فیض پہنچ رہا ہے۔

درحقیقت بدلی کی صورت میں سورج کو دیکھنے سے وہ نگاہیں محروم رہتی ہیں جو بادلوں تک محدود ہیں لیکن وہ لوگ جو بادلوں کے اوپر طیاروں یا کسی اور ذریعہ سے پرواز کر رہے ہوتے ہیں ان کیلئے سورج غائب یا نظروں سے پوشیدہ نہیں ہوتا، چنانچہ ایک ہی وقت میں جو پرواز نہیں کر سکتے سورج کی دید سے محروم ہیں، اور جو پرواز کی قدرت رکھتے ہیں ان کیلئے اس قسم کی کوئی محرومیت نہیں ہوتی.

ہمارا امام بھی ہمارے درمیان ہے اور ہر آن ہر لحہ اس کی توجہ ہماری طرف ہے اور اپنا فیض پہنچا رہا ہے، اگر ہم چاہیں اور ہم میں خورشید زہرا کی زیارت کا شوق ہو تو غیبت کی بدلی کو چیرنے کے لئے قدم

بڑھائیں تھوڑا سا اس مادی دنیا سے معنوی فضا کی طرف پرواز کریں ہماری نگاہوں کے سامنے آفتاب امامت جلوہ افروز ہوگا مگر کیا کریں ہماری مشکل غفلت اور سستی ہے جس نے ہم سے قوت پرواز سلب کر لی ہے ہم جس حال میں ہیں اور جس ڈگر پر چلے جا رہے ہیں جیسا حال ہے ویسے ہی مستقبل کے منتظر ہیں۔

جب باپ سفر پر جاتا ہے اور بچوں کی نظروں سے غائب ہو جاتا ہے تو بچے ہر لحظہ باپ کا تصور لئے ہوتے ہیں اور اپنی تمام مصروفیات ومشاغل کے باوجود ذہن کا ایک گوشہ اس سے متعلق رہتا ہے لائق اولاد اس کی سلامتی کے لئے دعا کرتی ہے چشم شوق لئے واپسی کی منتظر رہتی ہے اور اگر یہ فراق طولانی ہو جائے تو اس کے شوق دید میں مزید شدت پیدا ہو جاتی ہے، ہمارا امام بھی ہم سب کا باپ ہے اور ہم سب اس کی اولاد یں ہیں لیکن کیا لائق اولاد کی خصوصیات ہم میں موجود ہیں؟ کیا ہم لائق اولاد کی طرح اپنے امام کے منتظر ہیں اور ان کے حضور میں شرفیاب ہونے کا شوق لئے بیٹھے ہیں؟

یقین جانئے باپ کے لئے اولاد سے دوری نہایت سخت ہوتی ہے اکثر یہی ہوتا ہے کہ اولاد باپ کو بھول جاتی ہے لیکن باپ اولاد کی فکر میں ہوتا ہے اگر درد وآلام نے اولاد کو گھیر لیا ہو تو باپ کو کسی بھی صورت قرار نہیں رہتا۔

ہمارا امام جو کہ ہم سب کا باپ ہے ہماری مشکلات ہمارے دکھ درد، ہمارے حقوق کی پائمالی، ظالموں کے تہاجم سبھی کچھ دیکھ رہا ہے اور ہر روز ہم سے آ ملنے کا منتظر ہے اس کا فیض ہے کہ چرخ ایام میں گردش ہے، انفاس میں روانی ہے اس کی عنایتیں ہیں جو ہم اتنے سارے دشمنوں کا مقابلہ کر رہے ہیں، وگرنہ ہم میں اس درجہ قوت کہاں؟

حال ما درهجر مهدی بهتر از یعقوب نیست

اوپسر گم کرده بود ماپدر گم کرده ایم

کچھ کتاب کے متعلق:

حضرت امام عصر سے متعلق بہت سی کتابیں لکھی گئیں اور لکھی جارہی ہیں لیکن آپ کی نظروں کے سامنے موجود کتاب ''صحیفہ مہدیہ'' مضامین، اسلوب، طرز بیان، اور محتوا کے لحاظ سے نادر مجموعہ ہے یہ ایک ایسی نایاب دعاؤں، زیارتوں، اور اذکار پر مشتمل ہے جو خاص وعام کے لئے مفید ہے. یہ کتاب محترم مؤلف کے نفیس مقدمہ بارہ باب اور خاتمہ پر مشتمل ہے، اصل کتاب عربی زبان میں لکھی گئی ہے جسے جناب محمد حسین رحیمیان نے فارسی میں ترجمہ کیا ہے، اردو ترجمہ میں دونوں سے استفادہ ہوا ہے، محترم مولف نے اس کتاب کے مقدمہ میں جن باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے اور جو سوال پیش کئے ہیں بالخصوص آنخضرت (عج) سے بے توجہی، غفلت اور ان کے ہوتے ہوئے دوسروں سے امید رکھنا اور ان کے سامنے ہاتھ پھیلانا ہر ایک کے لئے لمحۂ فکر یہ ہے، ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں اسے پڑھنے کے بعد ہمیں یہ سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ جو ہیم کرنا چاہئے تھا اسے ہم نے کس حد تک کیا اور جو نہیں کرنا چاہئے تھا اس میں کس حد تک قدم آگے بڑھ چکے ہیں، اس کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوگا کہ امام کن کن مرحلوں میں اپنے چاہنے والوں کی راہنمائی کرتے ہیں، حضرتؑ نے کبھی عالم خواب میں، کبھی عالم بیداری میں اور کبھی بیداری اور نیند کی ملی جلی کیفیت میں انھیں شرف حضور بخشا ہے اور ان کی مشکل کشائی کی ہے. گم گشتہ کو راہ دکھایا، بیمار کی مسیحائی کی، اور تشنہ علم کو سیراب کیا، خلاصہ یہ کہ جو بھی آپ کے در پر سوالی بن کر گیا محروم نہ پلٹا۔

کچھ مؤلف کے متعلق:

حجۃ الاسلام والمسلمین جناب سید مرتضٰی مجتہدی سیستانی متقی پرہیزگار عاشق آل محمد جناب سید جواد مجتہدی اعلی اللہ مقامہ کے فرزند ہیں مرحوم کی وفات روز عاشورا مجلس عزا میں زیارت عاشورا پڑھنے کے بعد ہوئی ہے مرحوم خود عالم وعابد اور زاہد فرد جناب سید محمد باقر ابن آیت اللہ العظمٰی السید علی سیسانی

کے فرزند تھے، چنانچہ جب ایسے آباءواجداد ہوں جو علم ومعنویات کے درجہ کمال پر فائز ہوں تو موصوف کی بالخصوص اس علمی کاوش کے پیش نظر تعریف میں کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانا اتنا سمجھ لیں جب علم حد درجہ عشق سے پوری طرح آمیختہ ہوجاتا ہے تو جو ذات وجود میں آتی ہے اسے جناب مرتضٰی مجتھدی کہتے ہیں آپ کی اس کے علاوہ اور بھی کتابیں ہیں مثلاً اسرار موفقیت، یہ دو جلدوں میں شایع ہوئی اور محبوب وعام وخاص ہوئی اور خود یہ کتاب عربی، فارسی اور اردو میں ترجمہ ہوئی فارسی اور عربی کے دوسرے ایڈیشن آچکے ہیں۔

اور اب یہ کتاب آپ کے سامنے ہے پوری کوشش رہی ہے کہ اس میں غلطیاں یا کسی قسم کا ترجمہ اور کمپوزنگ کا نقص نہ رہ جائے مگر دونوں ہی کا امکان ہے لہٰذا آپ سے گذارش ہے اس طرح کا کوئی نقص نظر آئے تو درگذر فرمائیں۔

والسلام

سید امتیاز جہانیاں پوری

بسمہ تعالیٰ

فہرست

پہلا باب

نمازیں

دوسرا باب

قنوت میں پڑھی جانے والی دعائیں

تیسرا باب
نماز کے بعد کی دعائیں

چوتھا باب

ایام ہفتہ کی دعائیں

پانچواں باب

ہر مہینہ کی دعا

چھٹا باب

وہ دعائیں جو ہفتہ کے ایام سے مخصوص نہیں ہیں

ساتواں باب
حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) سے توسل

آٹھواں باب

عریضے

نواں باب

استخارے

دسواں باب

وہ دعائیں جن کو حضرت بقیۃ اللہ اروا حنا فداہ نے اپنے اجداد کرام سے نقل کیا ہے

گیارہواں باب

زیارتیں

بارہواں باب

حضرت امام عصر (عج) کے نواب اربعہ کی زیارت

کچھ دعائیں اور......جن کوآنحضرت (عج) کے اصحاب نے نقل کیا ہے

خاتمہ کتاب یا ملحقات

....

مقدمہ (۱)

حمد وشکر اس پروردگار کیلئے ہے جس نے ہمیں وجود عطا کیا اور ہماری ہدایت کیلئے خاتم المرسلین کو مبعوث فرمایا، اس پروردگار نے کمال (۲) دین اور نیک اعمال (۳) کی طرف رغبت پیدا کرنے کے لئے ائمہؑ ہدیٰ کی ولایت کو ہمارے لئے ظاہر فرمایا نیز مکارم اخلاق (۴) سے آراستہ ہونے اور ثواب اعمال (۵) حاصل کرنے کے لئے ہماری ہدایت فرمای تا کہ دار السلام (۶) (بہشت) میں داخل ہوں۔

(۱) یہاں پر اس کا ذکر ضروری ہے کہ محترم مولف نے کتاب کے مقدمہ میں فن بلاغت کا استعمال کیا ہے اور اس کے مقدمہ کے ضمن میں ان کتابوں کے اسماء کا بھی تذکرہ کیا ہے جن سے استفادہ کیا گیا ہے اس فن کا کامل حسن عربی عبارت میں نظر آئیگا، اس فن کو علم بدیع وبلاغت میں براعت استہلال کہتے ہیں۔

(۲) کمال الدین وتمام النعمۃ کی طرف اشارہ ہے جس کو محدث کبیر شیخ صدوقؒ نے تالیف فرمایا ہے۔

(۳) اقبال الاعمال کی طرف اشارہ ہے اسے جلیل القدر عالم سید علی ابن موسی بن طاؤوس نے تالیف فرمایا ہے۔

(۴) مکارم الاخلاق کی طرف اشارہ ہے اس کو جلیل القدر عالم دین ابونصر حسن طبرسیؒ نے تالیف فرمایا ہے۔

(۵) ثواب الاعمال کی طرف اشارہ ہے اسے شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے۔

(۶) الف: دار السلام کی طرف اشارہ ہے اس کو شیخ الحجہ محمود عراقی نے تالیف فرمایا ہے۔

ب: ''دارالسلام فیما یتعلق بالرویا والمنام'' محدث نوری کی تالیف۔

اور ہمیشہ باقی (۱) رہنے والی بہشت میں جاودانی (۲) ہوجائیں اور جنت الماوی (۳) کے اس مقام پر پہنچ جائیں جہاں ملائکہ اور رحمت پروردگار کا مشاہدہ کریں اور ملائکہ ہمارے لئے کہیں: **سلام قولا من رب رحیم**. (۴)

سلام و درود ہو خاتم الانبیاء ختم الرسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی طیب و طاہر آل پر جو اس غرض سے آئی کہ پاکیزہ کلمات (۵) کے ذریعہ بشریت کو اس کے فرائض کی تعلیم دے (۶) اور انکی ایسے الٰہی چراغ (۷) کے ذریعہ کہ جس کا نور ''**کوکب دری (۸) یوقد من شجرة مبارکة زیتونة**'' (وہ روشن ستارے جو درخت زیتون پر تابندہ ہیں) کے مانند ہے دریائے (۹) انوار کی طرف ہدایت کرے اور اس نور کے پرتو میں ان عارفوں کے راستوں (۱۰) کو ان پر واضح کرے جنھوں نے شہر علم و حکمت کے سفر کا عزم کیا ہے تا کہ وہ باب سعادت (۱۱) سے اس شہر میں داخل ہو جائیں۔

(۱) جنات الخلود کی طرف اشارہ ہے اسے بزرگ عالم امامی خاتون آبادی نے تالیف فرمایا ہے۔

(۲) المقام الاسنی کی طرف اشارہ ہے یہ مرحوم کفعمیؒ کی تالیف ہے۔

(۳) جنۃ الماویٰ کی طرف اشارہ ہے یہ محدث نوری کی تالیف ہے۔

(۴) سورہ یٰس آیت ۵۸۔

(۵) الکلم الطیب کی طرف اشارہ ہے اسے سید علی خان مدنیؒ نے تالیف فرمایا ہے۔

(۶) تکالیف الانام کی طرف اشارہ ہے یہ علی اکبر ہمدانیؒ کی کتاب ہے۔

(۷) المصباح کی طرف اشارہ ہے یہ جلیل القدر عالم کفعمیؒ کی تالیف ہے۔

(۸) سورۂ نور آیت ۳۵۔

(۹) بحار الانوار کی طرف اشارہ ہے یہ علامہ مجلسیؒ کی تالیف ہے۔

(۱۰) منھاج العارفین کی طرف اشارہ ہے یہ محمد حسن سمنانی کی کتاب ہے۔

(۱۱) باب السعادت کی طرف اشارہ ہے یہ مرحوم فیض کاشانی کی کتاب ہے۔

سلام و درود ہو اہل بیتؑ کی اس آخری فرد پر جو عدل و انصاف کیلئے قیام کرے گا اور دعوت نبوی غلبہ حیدری ، طہارت و عصمت فاطمی .ضبط و صبر حسنی شہامت وشجاعت حسینی فخر وعظمت باقری ، علامت وآثار جعفری ،غیر معمولی ذکاوت کاظمی ،دلیل و برہان رضوی ،عطا وبخشش تقوی طہارت وانتخاب نقوی ، ہیبت و بزرگی عسکری اور غیبت الٰہی کا مالک ہو۔

جو ذات حق کے قیام کے لئے انسانوں کو صداقت اور سچائی کی دعوت دیتی ہے وہ کلمۂ خدا امان خدا اور حجت خدا ہے وہ خدا کے حکم کو زندہ کرنے میں غالب اور حرم الٰہی کی پاسبانی میں مستحکم ہے۔

وہ ظہور اور غیبت میں غم وغصہ اور بلاؤں کو دفع کرنے والی ہے، صاحب جود وکرم ہے، بھلائی اور احسان اس کا شیوہ ہے اور وہ امام برحق ابوالقاسم محمد بن الحسن صاحب عصر والزمان ارواحنالہ الفداہ، الٰہی خلیفہ وجانشین ہیں جو جن وانس کے رہنما ہیں، تاریک شبوں میں روشن و تابندہ (۱) ستارہ ہیں سفر اور زمانہ کے خطرات کے وقت امن وامان (۲) کا باعث ہیں، سختیوں اور بلاؤں کے وقت محفوظ رکھنے والی سپر (۳) ہیں۔

اے زمانہ کے مالک اے میرے مولا اور سید وسردار آپ کی بارگاہ میں یہ ایک کمزور اور فانی بندہ کا نذرانہ ہے اگر قبول ہو تو پروردگار عالم کا احسان وکرم ہمارے شامل حال ہوگا وہ پروردگار جس نے آپ کے وجود واحسان سے ہم کو سرفراز کیا ہے۔

اس کتاب کا آپ کی نظر میں قبول ہو جانا ہمارے لئے باقیات صالحات (۴) اور روز قیامت

(۱) نجم الثاقب کی طرف اشارہ ہے یہ محدث نوریؒ کی تالیف ہے۔

(۲) الامان من اخطار الاسفار والزمان کی طرف اشارہ ہے یہ سید بن طاوسؒ کی کتاب ہے۔

(۳) الجنۃ الواقیۃ کی طرف اشارہ ہے یہ بزرگ عالم دین میر داماد کی طرف منسوب ہے۔

(۴) الباقیات الصالحات کی طرف اشارہ ہے محدث قمیؒ کی تالیف ہے۔

کے لئے توشہ ہوگا (۱) جس دن لاینفع مال و لابنون (۲) نہ مال فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ اولاد، طلب کرنے والوں کے لئے نجات کا باعث (۳) اور راتوں کو عبادت میں گذارنے والوں کے لئے مشعل راہ (۴) ہے اور

اگر اسے پڑھیں تو بہشت کے دروازوں کے کھلنے کے لئے (۵) کلید نجات (۶) ہے اے صاحب بخشش واحسان آپ کے قبول کرنے سے یہ کتاب احباب کے لئے مایۂ بصیرت (۷) ہوگی، جو غیب کی پوشیدہ کنجی (۸) کے حصول کے لئے اس کو غور سے پڑھیں نیز آپ کو چاہنے والے اور وہ افراد جو آمادہ اور قوی ہیں (۹) انھیں پروردگار عالم کی نصرت کے لئے آمادہ اور مستعد قرار دے۔

اے میرے محبوب اور اے میرے عزیز! ﴿مَسَّنا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنا بِبِضاعَةٍ مُزْجاةٍ فَأَوْفِ لَنا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنا إِنَّ اللّٰهَ يَجْزِىْ الْمُتَصَدِّقِيْنَ﴾ (۱۰)

اے میرے محبوب اور اے عزیز ہم کو، ہمارے کنبہ کو مشکلات وضرورت نے گھیر رکھا ہے ہم بہت تھوڑی سی پونجی لے کر آپ کے پاس آے ہیں ہمارے پیمانہ کو لبریز کر دیجئے ہم کو اپنا صدقہ خیرات فرما دیجئے اس میں تو شک نہیں کہ خدا خیرات کرنے والوں کو جزائے خیر دیتا ہے۔

(۱) زادالمعاد کی طرف اشارہ ہے یہ علامہ مجلسیؒ کی کتاب ہے۔
(۲) سورۂ شعراء آیت (۸۸۔
(۳) فلاح السائل کی طرف اشارہ ہے یہ سید بن طاوسؒ کی تالیف ہے۔
(۴) مصباح المتہجد کی کی طرف اشارہ ہے یہ شیخ طوسیؒ کی تالیف ہے۔
(۵) فتح الابواب کی طرف اشارہ ہے یہ سید بن طاؤسؒ کی تالیف ہے۔
(۶) مفتاح الفلاح کی طرف اشارہ ہے یہ شیخ بہائیؒ کی کتاب ہے۔
(۷) تبصرۃ الولی کی طرف اشارہ ہے یہ علامہ سید ہاشم بحرانیؒ کی تالیف ہے۔
(۸) مفاتیح الغیب کی طرف اشارہ ہے علامہ مجلسیؒ کی کتاب ہے۔
(۹) العدد القویۃ کی طرف اشارہ ہے یہ سید رضی الدین حلیؒ کی تالیف ہے۔
(۱۰) سورہ یوسف آیت (۸۸۔

جو کتاب آپ کے سامنے ہے یہ ان نمازوں، دعاؤں اور زیارتوں کا مجموعہ ہے جو حضرت امام عصر (عج) سے ماثور ہیں یا پھر کائنات میں ولایت کبری کے مالک، آخری جانشین، روئے زمین پر خلیفہ خدا حضرت حجت بن الحسن العسکری (ارواحنا فداہ، آپ کے آباء واجداد علیہم السلام اور فرزندوں پر بہترین درود وسلام

ہو) کے متعلق وارد ہوئی ہیں ،مولف کی یہ کوشش رہی ہے کہ وہ دعائیں اور زیارتیں جو معتبر کتابوں میں بیان ہوئی ہیں اور ہم تک پہنچی ہیں انھیں جمع کیا جائے (۱) اگر چہ اس کا دعوی نہیں ہے کہ یہ کتاب جامع اور کامل مجموعہ ہے اس لئے کہ ایک طرف تو غیبت کا طولانی زمانہ حضرت صاحب الزمان ارواحنافداہ سے دوری اور جدائی سبب بنی کہ بہت سی دعائیں اور ذکر حضرت نے بیان کئے لیکن ہم تک پہنچ نہیں سکے، اور ہم ان سے بے خبر ہیں۔

ممکن ہے چاہنے والوں تک حضرت کی طرف سے بعض مطالب پہنچے ہوں اور انھوں نے انھیں پوشیدہ رکھا ہو اور تحریر نہ کیا ہو ہم اس طرح کے مسائل سے ناواقف ہیں، اس پر گواہ وہ مطلب ہے کہ جسے مرحوم آیت اللہ العظمٰی الحاج شیخ مرتضٰی حائریؒ سے آپ کے لئے نقل کرنا چاہتے ہیں، آپ اس وقت فقہ کا درس مسجد عشق علی میں دیا کرتے تھے ایک روز آپ کے درس کے بعد میں آپ کے گھر گیا آپ نے فرمایا:

(۱) (ادلہ سنن میں تسامح) کے قاعدے کی بنا پر اسی طرح (اخبار من بلغ) کے تحت دعاؤں اور زیارتوں کی سند میں بہت زیادہ دقت ضروری نہیں ہے لیکن یہ درست نہیں ہے کہ (سنن میں قاعدہ تسامح) اور اخبار من بلغ) کو دستاویز قرار دے کر ہر طرح کی اور مجہول السند دعاوں کو دوسروں کے لئے نقل کر دیں یا انھیں خود پڑھنے میں مشغول ہو جائیں بلکہ ہمیں چاہیئے اس طرح کی دعاؤں اور زیارتوں سے دوری اختیار کریں اس لئے کہ غلط مضامین اس قسم کی بہت سی دعاؤں میں موجود ہیں، اس کے علاوہ خاندن وحی (علیہم السلام) سے صادر ہونے والی دعائیں اور زیارتیں اس درجہ ہمارے پاس موجود ہیں کہ ایسی دعائیں اور زیارتیں جن کی سند معلوم نہ ہو ان کے پڑھنے یا نقل کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے اس حقیقت کے پیش نظر وہ دعائیں اور زیارتیں جن کے موثق مصادر موجود نہیں ہیں نقل نہیں کی ہیں، اور اس کتاب میں انہی نمازوں زیارتوں اور دعاؤں کو ذکر کیا ہے کہ جو قدیم مصادر اور معتبر کتابوں میں موجود ہیں۔

میرا ایک دوست تھا جس کا امام عصر ارواحنالہ الفداہ سے رابطہ تھا وہ بعض اوقات میرے پاس آتا تھا اس کے اور ہمارے درمیان انقلاب کے اوائل تک رابطہ رہا لیکن انقلاب کے بعد یہ رابطہ منقطع ہو گیا اور کئی سال گزر گئے ہم نے اسے نہیں دیکھا۔

جب ہمارا اس سے رابطہ تھا تو اس وقت ہمیں ایک مشکل درپیش ہوئی ہم نے اپنی مشکل اس سے کہی

اور درخواست کی کہ اس مشکل کو حل کر دے ، ہماری مشکل یہ تھی کہ بعض طلاب اور ضرورت مند افراد ہمارے پاس آتے تھے اور اعانت چاہتے تھے لیکن چونکہ ان میں سے بعض کو ہم نہیں جانتے تھے لہذا ان کی مدد کرنے میں ہمیں تردد ہوتا تھا، ہم نے کہا کیا ایسے افراد کو پیسہ دینا ہمارے لئے صحیح ہے. چونکہ یہ احتمال تھا کہ جن کو ہم نہیں پہچانتے وہ حقیقی مستحق نہ ہوں اور ہم ان کی اعانت کریں اور جو واقعا ضرورت مند ہیں انکی مدد نہ کریں۔

بہر حال ہم نے اپنی مشکل اس سے بیان کی اس نے کہا ٹھیک ہے تمہاری مشکل کو حضرت صاحب الزمان (عج) کی بارگاہ میں پیش کرونگا اور انشاءاللہ جواب بھی حاصل کرلونگا ایک مدت کے بعد وہ میرے پاس آیا اور حضرت حجت کی طرف سے ایک دعا اس نے ہمیں دی اور کہا اگر کسی کو نہیں پہنچانتے اور وہ تم سے اعانت چاہتا ہے تو پہلے اس دعا کو پڑھو پھر اس کی اعانت کرو اس لئے کہ حضرت نے فرمایا: اگر اس دعا کو پڑھنے گے بعد کسی شخص کی مدد کی جائے تو وہ اس پیسہ کو کسی ایسی جگہ استعمال نہیں کرسکتا جہاں ہم راضی نہیں ہیں یہ ایک مختصر دعا تھی اور ہم نے بار بار دیکھا کہ جب نا آشنا افراد آتے تھے اور ان محترم سے اعانت چاہتے تھے تو آپ پہلے اس دعا کو پڑھتے تھے پھر انکو پیسہ دیتے تھے یہ اہم قضیہ جس کو ممکن ہے بعض افراد باور نہ کریں ہم نے اس لئے ذکر کیا کہ اپ کو معلوم ہو جائے کہ وہ تمام دعائیں اور ذکر جو حضرت نے فرمائے ہیں ہم تک نہیں پہنچے ہیں ممکن ہے بہت سی دعائیں زیارتیں اور صلوات حضرت کے دوستوں کے پاک دلوں میں محفوظ رہی ہوں، لیکن انھوں نے عوام کے سامنے ان کا ذکر نہ کیا ہو اور وہ اس دار فانی کو وداع کہہ چکے ہیں۔

مرحوم محدث نوریؒ کہتے ہیں: بعض قابل اعتماد اصحاب نے ہم سے بتایا ہے کہ انھوں نے بیداری کے عالم میں آنحضرت (عج) کی زیارت کی ہے اور آپ کے متعدد معجزے دیکھے ہیں، حضرت (عج) نے انکو بہت سے پوشیدہ غیبی امور سے آگاہ کیا ہے اور ان کے لئے دعا فرمائی ہے اور انھیں مہلک خطرات سے نجات دی ہے جن کی تفصیل وتوصیف الفاظ کے ذریعہ نہیں کی جاسکتی۔(۱)

لہذا جو کچھ بھی اس کتاب میں جمع کیا گیا ہے وہ دعائیں اور زیارتیں ہیں جو معتبر کتب میں موجود ہیں نہ کہ وہ تمام دعائیں جن کو حضرت نے ابھی تک بیان فرمایا ہے۔

یہ بھی قابل ذکر ہے کہ اس باب میں ہمیں جو کچھ بھی حاصل ہوا ہے وہ اس کریم سید سردار کا کرم ہے لذا مجموعہ میں جو بھی خوبصورتی اور حسن نظر آئے وہ آنحضرت (عج) ارواحنا فداہ کا تصدق ہے، اور جو بھی نقص

وخامی نظر آئے وہ میری جانب سے ہے امید ہے پروردگار عالم ہمیں اس کام میں صداقت واخلاص عطا کرے اور اس کتاب کو ہمارے لئے خود اپنے آپ کی طرف توجہ اپنے نفس کی معرفت اور اپنے ولی صاحب الزماں اروا حنا فداہ سے قربت کا ذریعہ قرار دے۔

یہ کتاب (۲) مقدمہ اور خاتمہ کے علاوہ ۱۲ باب پر مشتمل ہے جیسا کہ:

(۱) دار السلام ج ۲ ص ۱۳۷.

(۲) الصحیفۃ المبارکۃ المہدیۃ کی پہلی مرتبہ طباعت کے بعد ہم نے جو اضافہ کیا اس میں چار سو سے زیادہ نمازیں، دعا، زیارت اور استخارے ہیں اور چونکہ چوتھا، پانچواں، گیارہواں، اور بارہواں باب (یعنی وہ دعائیں کہ جنہیں امام عصر اروا حنا فداہ نے افراد کے لئے یا دوسروں کے خلاف استعمال کیا ہے اسی طرح وہ دعائیں جس کو ولادت کے وقت پڑھا ہے اور وہ دعائیں جن کو دیگر دعاؤں کے ضمن میں بیان فرمایا ہے نیز وہ دعائیں اور زیارتیں جو خود آنحضرت (عج) کے متعلق وارد ہوئی ہیں) ماہرین سے متعلق ہیں اور صرف تحقیق کرنے والے افراد کے لئے مفید ہیں یعنی عوام کے لئے اس کا پڑھنا ضروری نہیں ہے ان کو حذف کر دیا ہے اور اس کی ترتیب میں کچھ تبدیلی کے ساتھ کتاب ''المختار من الصحیفۃ المبارکۃ المہدیۃ'' مرتب کیا ہے، جو انشاء اللہ عوام کے لئے مفید ہوگی۔

(۱) بحار الانوار ج ۳۶ ص ۳۰۰.

(۲) سورہ مزمل آیت ۱۹.

(۳) سورہ مزمل آیت ۲۰.

اہم نکتہ

اس جگہ ضروری ہے کہ ایک نکتہ کی طرف نشاندہی کی جائے: وہ یہ کہ ائمہ علیہم السلام نے ایسے دور میں زندگی گذاری ہے جس میں جبتری (۱) کی ملعونہ حکومت نے ماحول میں ایسی گھٹن پیدا کر دی تھی جو علوی عدل پر مبنی حکومت کے وجود میں آنے میں رکاوٹ تھی، اسی وجہ سے ہمارے ائمہ علیہم السلام کے پاس الٰہی اسرار کے بیان کرنے کا موقع فراہم نہ تھا، اور اموی وعباسی ستمگر وسرکش اس امر سے روکتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ برحق امیروں میں اولین امیر اور اولین مظلوم جس کو اس کے حق سے محروم کیا گیا حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں:

(۱) حبتر اولیائے الہی کی خلافت کے اولین غاصب کے لئے کنایہ ہے. بحار الانوار ج ۳۵ ص ۳۳۶.

(۲) بحار الانوار ج ۹۵ ص ۳۰۶.

پس افشائے راز اور اہم معنوی حقائق کا بیان ان کے لئیے ممکن نہ ہوا اس کی وجہ یہ تھی کہ عوام میں اسے برداشت کرنے کی قوت نہیں تھی .اور یہ وجہ بھی تھی کہ لوگ حضرت قائم ارواحنا فداہ کے ظہور تک اس حبتری حکومت کے اندر زندگی گذاریں گے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام آیت کریمہ (واللیل اذا یسر (۱) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

یہی وجہ ہے کہ معصومین علیہ السلام نے بہت سے معنوی حقائق و اسرار کو دعاؤں اور مناجات کے ضمن

میں بیان کیا ہے اگر آپ ان کے خواہاں ہیں تو انھیں دعاؤوں اور مناجات میں تلاش کریں۔

اہل بیت علیہم السلام نہ صرف سیاسی ماحول اور عوام کی فکری کیفیت کی وجہ سے اسرار کو صراحت کے ساتھ بیان نہیں کر سکے اور انہیں دعاؤں اور مناجات کے ضمن میں بیان کیا، بلکہ انھوں نے نہایت اہم اعتقادی مسائل اور اعلی معارف کو بھی دعا' مناجات اور زیارت کی صورت میں بیان کیا ہے جنھیں دعاؤں کی طرف رجوع اور اس میں تحقیق کے ذریعہ معلوم کیا جا سکتا ہے بلکہ اسرار' عقاید' اور بلند پایہ معارف سے قطع نظر بہت سے مطالب اور مسائل جو انسان کی زندگی میں بنیادی اور حیاتی کردار رکھتے ہیں انھیں بھی بیان فرمایا ہے، اور انسانی سماج کو زندگی کا بہترین درس دیا ہے۔

بطور مثال صحیفہ کاملہ سجادیہ جس کی صحت کی حضرت حجت ارواحنا فداہ نے تائید فرمائی ہے اگر اس کے اندر دقت کی جائے اور دیکھا جائے تو احساس ہوگا کہ حضرت امام سجاد علیہ السلام نے دعا اور مناجات کے عنوان سے بہت ہی مختصر لفظوں میں زندگی کے عظیم حقائق کو بیان کیا ہے ،اسی طرح دیگر دعاؤں میں

(۱) سورۂ فجر آیت ۴.

(۲) بحار الانوار ج ۲۴ ص ۸۷.

توجہ جو حضرتؑ سے یا اہل بیت علیہم السلام سے صادر ہوئی ہیں اس حقیقت کو بخوبی واضح کرتی ہیں۔

دعاؤں میں جن اہم درسوں کی تعلیم ائمہؑ نے ہمیں دی ہے یہاں اس کی کچھ مثالیں آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

مناجات انجیلیہ میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

امام سجاد علیہ السلام کا یہ کلام ہر اس شخص کے لئے جو اس دعا کی کتاب کو ہاتھ میں لیتا ہے اور دعاؤں کو

پڑھنے کے ذریعہ پروردگار عالم سے ہم کلام ہوتا ہے بیداری کی گھنٹی ہے۔

یہ دعا کرنے والا جو بھی ہو گرچہ خود کو بے ارادہ اور ناچیز سمجھتا ہے اسے چاہئیے کہ پروردگار عالم سے بہترین اور عالی ترین ہمت طلب کرے تا کہ اپنی زندگی میں عظیم تبدیلی پیدا کر سکے اور اپنے وجود کو سماج کے لئے حیاتی اور بنیادی بنا سکے، یہ وہ حقیقت ہے جو قلب پر نور امامت کی چمک کے ساتھ جاودانی بن جاتی ہے۔

جو کچھ دعاؤں اور ...حضرات معصومینؑ سے ہم تک پہنچا ہے وہی ولایت کا طور سینا ہے اور جو وادی ایمن تک پہنچنا چاہتا ہے اور ہدایت کے کوہ طور سینا کی چوٹیوں پر جانا چاہتا ہے اسے چاہئیے کہ دعا کے آداب اور قبولیت کے شرائط معلوم کرے اور سیکھے یہاں تک کہ دعا کے مستجاب ہونے کا مشاہدہ کرے۔

(۱) بحار الانوار ج ۹۴ ص ۱۵۵.

جو کچھ ہم نے کہا وہ وہی ہے جو قرآن اور روایات سے ہمارے ہاتھ لگا ہے لذا موقع غنیمت جانتے ہوے اسے محفوظ کر لیجئے اور الٰہی رحمت و کرم سے مایوس نہ ہویئے (اِنَّـهُ يَـأيْـئَـسُ مِـنْ رَوْحِ اللّٰهِ اِلاَّالْقَوْمُ الكَافِرُون (۱)

(بلاشبہ خدا کی رحمت اور کرم سے سوائے کافر قوم کے کوئی مایوس نہیں ہوتا)

خاندان وحی کے نور امامت سے مستفید ہونے کے ساتھ اپنے جسم و روح کے اندر نور امید اور نور یقین پیدا کریئے۔

عقلی اور نقلی دلیلوں کی رو سے دعا کی ترغیب

آداب دعا اور اس کے شرائط کی بحث میں وارد ہونے سے پہلے ضروری ہے کہ ان عقلی اور نقلی دلائل کو پیش کیا جائے جو دعا کی طرف ترغیب دلاتے ہیں۔

عـقـلـی دلیل : عقل کا تقاضا ہے کہ اگر انسان کی طرف کوئی خطرہ متوجہ ہو اور وہ اسے برطرف

کر سکتا ہوتو اسے دور کرنا ضروری ہے۔

واضح سی بات ہے کہ دنیوی زندگی میں ہر انسان کو کچھ خطرات درپیش ہوتے ہیں اور انسان ہمیشہ خطروں میں گھرا ہوا ہے اس لئے کہ انسان ان چیزوں سے مبرا نہیں ہے جو اس کے نفس کے اندر خطرات کو جنم دیتی ہیں اسے تشویش و پریشانی میں مبتلا کرتی ہیں اور تکلیف کا باعث ہوتی ہیں اور اس طرح کی مشکلات یا باطنی ہیں جیسے وہ عارضے جو انسان کے مزاج پر غلبہ کرتے ہیں یا ظاہری ہیں جیسے کسی ظالم سے اسے کوئی نقصان پہنچے یا پڑوسیوں اور اطراف میں رہنے والوں سے اسے کوئی ضرر پہنچے۔

اور اگر فی الحال اس قسم کی مشکلات سے دوچار نہ ہو تو عقل مستقبل میں ان حوادث کے دامنگیر ہونے کو ممکن قرار دیتی ہے۔

(۱) سورۂ یوسف آیت ۸۷

چنانچہ انسان کس طرح ان حوادث میں مبتلا اور گرفتار نہ ہوگا جب کہ ایسی دنیا میں زندگی گذار رہا ہے کہ جس میں کسی بھی صورت آرام وقرار نہیں ہے جو مصیبتیں اس میں ہیں انسان سے دور نہ ہوں گی، اور ہر آدمی کو یا مشکل نے گھیر رکھا ہے یا ان سے خطرہ بنا ہوا ہے لذا اس دنیا کا نقصان دو حال سے خارج نہیں ہے: یا پہنچ گیا ہے اور انسان اس سے دوچار ہے یا پھر پہنچنے والا ہے لہٰذا انھیں دور کرنے کی قدرت ہونے کی صورت میں انھیں دور کرنا چاہیے۔

اس طرح کے ضرر کو دور کرنے کے لئے ایک وسیلہ ہے اور وہ انسان کے بس میں ہے لذا عقلی لحاظ سے ضروری ولازم ہے کہ انسان دعا کے ذریعہ اس طرح کے ضرر کو اپنے سے دور کرے۔

جیسا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے ہم کو اس معنی سے آگاہ فرمایا ہے۔

نقلی دلیل : احادیث سے جو چیز معلوم ہوتی ہے یہ ہے کہ ہر شخص چاہے وہ سالم ہو یا مبتلا دعا کا محتاج ہے اور دعا کا فائدہ یہ ہے کہ دعا انسان کو اس بلا سے نجات دیتی ہے جس میں وہ گرفتار ہے اور اس بدی اور مشکل کو برطرف کر دیتی ہے جو پہنچنے والی ہے یا جس فائدہ کو حاصل کرنے کی کوشش میں انسان ہے دعا اس تک پہنچا دیتی ہے اور جو چیز موجود ہے اسے ثابت اور پابر جا کر کے جاودانی کر دیتی ہے اور زوال و نابودی سے روکتی ہے یہی وہ مقام ہے جہاں معصومین علیہم السلام دعا کو بعنوان سلاح متعارف

(۱) بحار الانوار ج ۹۳ ص ۳۸۰.

کراتے ہیں .سلاح وہ ذریعہ ہے کہ جس سے انسان کو فائدہ پہنچتا ہے اور اس سے ضرر برطرف ہوتا ہے اور دیگر روایات میں معصومین علیہم السلام نے دعا کو سپر کہا ہے اس میں شک نہیں کہ انسان سپر کے ذریعہ اپنے کو بلاؤں سے محفوظ رکھتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

الدعاء انفذ من السنان الحديد (۳)

(۲،۱) الکافی ج۲ص ۴۶۸.
(۳) الکافی ج۲ص۴۶۹

دعا آہنی نیزہ سے کہیں زیادہ نفوذ کرنے والی ہے۔
حضرت امام کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

پھر ایک دوسری روایت میں حضرت امام کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

علیکم بالدعأ فانّ الدعأ و الطلب الی الله تعالی یردّ البلاء،وقد قدّر وقضی فلم یبق الاّ امضائه فاذا دعی الله وسئل صَرْفه صرَفه(۲)

دعا کرو اس لئے کہ پروردگار عالم سے دعا اور طلب بلاؤں کو دور کرتی ہے، وہ بلائیں جو مقدر ہو چکی ہیں اور حکم الٰہی اس پر جاری ہو گیا ہے صرف اس پر مہر اور دستخط نہیں ہوئی ہے چنانچہ اگر خدا سے اس طرح کی بلاؤں کے برطرف ہونے کے لئے دعا کی جائے تو پروردگار عالم اسے برطرف کر دے گا۔

(۱)الکافی ج۲ص ۶۹.

(۲)الکافی ج۲ص۴۷۰.

ایک دوسری روایت میں زرارہ امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں:

اَلا ادلّکم علیٰ شئی لم یستثن فیه رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم؟ قلت بلی قال:الدعاء یردّ القضاء و قد ابرم ابراما ،و ضمّ اصابعه(۱)

کیا تمھیں ایسے مسئلہ کی طرف راہنمائی فرماؤں جس میں پیغمبر نے استثناء نہیں فرمایا ہے .عرض کیا ہاں:فرمایا: دعا حتمی قضاء وقدر جس پر دستخط ہوچکی ہو اور قطعی ہو اسے بر طرف کردیتی ہے حضرت نے اپنی انگلیوں کو (عمل کے محکم ہونے کو بتانے کے لئیے)ایک دوسرے سے ملادیا۔

امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

ان الدعأ و البلاء لیتوا فقان الیٰ یوم القیامة 'ان الدعا ء لیرد البلاء و قد ابرم ابراما(۲)

بلاشبہ دعا اور بلا قیامت تک ایک دوسرے کے ساتھ ہیں (یعنی ان میں سے ایک کا واقع ہونا حتمی ہے)اوراس میں بھی شک نہیں کہ دعا حتمی اور یقینی بلاءکو برطرف کردیتی ہے۔

اسی طرح امام سجاد نے دوسری جگہ فرمایا:

الدعا یرد البلاء النازل ومالم ینزل(۳)

دعانازل ہوئی اورنازل ہونے والی بلاؤں کو برطرف کردیتی ہے۔

(۱)الکافی ج۲ص۴۷۰

(۲)الکافی ج۲ص۴۶۹.

(۳)عدۃ الداعی ص۱۱.

آداب دعا

اگر دعا کرنے والا اس کے آداب کی رعایت کرنے کے ساتھ دعا کرے تو اسے اس کی دعا کے مستجاب ہونے میں عجیب آثار نظر آئیں گے،ہم اس جگہ دعا کے آثار بیان کریں گے۔

کتاب (المختار من کلمات الامام المھدی عج) میں کہا گیا ہے کہ دعا کے آداب سیکھو اور توجہ دو کہ کسے بلا رہے ہو؟ اور کس لئے بلا رہے ہو؟ غور کرو کس کے متعلق سوال کرر ہے ہو؟ کتنا سوال کرر ہے؟ اور کس لئے سوال کرر ہے ہو؟۔

دعا یعنی ان تمام موارد کے لئے خدا کی بارگاہ میں تمہاری طرف سوال اور اجابت کے لئے طلب ہے، نیز سارے اختیارات کو ترک کرنا اور تمام امور چاہے ظاہری ہوں یا باطنی خدائے برحق کے سپرد کردینا ہے۔

اگر دعا کو اس کے شرائط کے ساتھ انجام نہ دیا تو اس کی قبولیت کے لئے منتظر نہ رہو اس لئے کہ وہ ظاہر و باطن سے آگاہ ہے شاید خدا سے اس امر کے لئے دعا کرر ہے ہو جس کے باطن میں خدا اس کے برعکس دیکھ رہا ہو۔

یہ معلوم ہونا چاہئیے کہ خدا اگر ہمیں دعا کا حکم نہیں دیتا لیکن ہم اخلاص کے ساتھ دعا کرتے تو وہ اپنے فضل کی بنیاد پر ہماری دعا کو قبول کرتا لہذا جب پروردگار عالم اس دعا کی قبولیت کا ضامن ہے جو شرائط کے ساتھ انجام دی گئی ہو،تو اسے کیسے قبول نہ کرے گا؟ (۱)

(۱) بحارالانوار ج ۹۳ ص ۳۲۲.

آداب دعا ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

پہلی شرط: دعا کو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم سے شروع کرے۔

رسولؐ خدا نے فرمایا:

لایردّ دعاء اوّله بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (۱)

جس دعا کے شروع میں بسم اللہ ہووہ ردنہ ہوگی۔

دوسری شرط: دعا کرنے سے پہلے حمد وشکر پروردگار بجالائے۔

ہمارے سیدوسردار حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے:

کل دعاء لایکون قبله تحمید فهوابتر. (۲)

ہروہ دعا کہ جس سے پہلے پروردگار عالم کی حمد نہ کی جائے وہ ابتر اور ناقص ہے۔

دوسری روایت میں آیا ہے:

امیر المومنین علیہ السلام کی کتاب میں اس طرح بیان ہوا ہے: مدح وثنا،طلب کرنے اور دعا کرنے سے پہلے ہوتی ہے جب پروردگار عالم سے دعا کرنا چاہوتو پہلے اس کی تعریف کرو۔

راوی نے کہا اس کی تعریف کیسے کریں؟

فرمایا اس طرح کہو:

یَامَنْ اَقْرَبُ إِلَیّ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ یَا مَنْ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهِ یَا مَنْ هُوَبِالْمَنْظَرِ الأَعْلیٰ،یَامَنْ لَیْسَ کَمِثْلِهِ شَیٌ (۳)

(۱) بحارالانوار ج۹۳ ص۳۱۳.

(۲) الکافی ج۲ ص۵۰۳.

(۳) بحارالانوار ج۹۳ ص۳۱۵.

اے وہ پروردگار جو مجھ سے میری رگ گردن سے زیادہ قریب ہے، وہ کہ جو انسان اور اس کے قلب کے درمیان حائل اور مانع ہوتا ہے، اے وہ جو نظر کرنے میں بلند مرتبہ ہے، اے وہ کہ جس کا مثل و مانند نہیں ہے۔

تیسری شرط: محمدؐ وآل محمدؐ پر صلوات بھیجے۔

رسول خداؐ نے فرمایا:

صلاتکم علیّ اجابة لدعائکم و زکاة لاعمالکم(۱)

تمہارا ہم پر صلوات اور درود بھیجنا تمہاری دعا کی قبولیت اور تمہارے اعمال کے پاکیزہ ہونے کا باعث ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

لایزال الدعاء محجوبا حتی یصلی علی محمدؐ و آل محمدؐ (۲)

دعا اس وقت تک محجوب رہے گی جب تک محمدؐ و آل محمدؐ پر صلوٰت و درود نہ بھیجے،

دوسری حدیث میں فرماتے ہیں:

من کانت له الی الله عزوجل حاجة فلیبدء بالصلاة علی محمدو آله، ثمّ یسأله حاجته، ثمّ یختم بالصّلاة علی محمد و آل محمد، فانّ اللّٰه أکرم من أن یقبل الطرفین ویدع الوسط، اِذا کانت الصلاة علی محمد و آل محمد لاتحجب عنه (۳)

جو پروردگار عالم کی بارگاہ میں حاجت مند ہو اسے چاہئیے محمدؐ و آل محمدؐ پر صلوات سے ابتدا کرے اور پھر اپنی حاجت کو پروردگار عالم سے طلب کرے اور محمدؐ و آل محمدؐ پر

(۱) بحارالانوار ج۹۴ص۵۴.

(۲) بحارالانوار ج۹۳ص۳۱۲و۳۱۶.

(۳) بحارالانوار ج۹۳ص۳۱۶.

صلوات کے ذریعہ تمام کرے اس لئے کہ پروردگار عالم اس سے کہیں زیادہ کریم ہے کہ کلام کے دونوں سروں کو قبول کرے اور بیچ کے حصہ کو قبول نہ کرے جب دعا محمدؐ و آل محمدؐ پر صلوات کے ساتھ ہو تو محجوب نہ ہوگی۔

چوتھی شرط: معصومین علیہم السلام کو شفیع قرار دے۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

اگر پروردگار عالم کے پاس حاجت ہوتو اس طرح کہو۔

اللّٰهُمَّ اِنّی أَسْألکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَعَلیٍّ، فَاِنَّ لَهُمَا عِنْدَکَ شَأناً مِنَ الشَّأنِ، وَقَدْراً مِنَ القَدْرِ، فَبِحَقِّ ذٰلِکَ الشَّأنِ وَبِحَقِّ ذٰلِکَ القَدْرِ أَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَأَنْ تَفْعَلْ بِی کَذَا وَکَذَا......

فانه اذاکان یوم القیامةلم یبق ملک مقرّب ولانبی مرسل ولامؤمن ممتحن الاّ وهو یحتاج الیهما فی ذلک الیوم.(۱)

پروردگارا تجھ سے محمدؐ اور علیؑ کے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں اس لئے کہ ان دو بزرگوں کی تیرے یہاں منزلت و مقام ہے اور تیرے نزدیک قدر و قیمت رکھتے ہیں پس اس قدر و منزلت اور اس شان کا واسطہ محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیج اور میری فلاں حاجت کو پوری فرما اس لئے کہ جب روز قیامت آئیگا تو کوئی بھی ملک مقرب، پیغمبر مرسل اور آزمودہ مومن باقی نہیں ہوگا کہ جسے ان دونوں کی ضرورت نہ ہو۔

زیارت جامعہ کبیرہ میں اس طرح پڑھتے ہیں:

اللّٰهُمَّ اِنِّی لَوْوَجَدْتُ شُفَعَاءَ أَقْرَبَ اِلَیْکَ مِنْ مُحَمَّدٍ وَأَهْلِ بَیْتِهِ الأَخْیَارِ، اَلائمَّةِ الأَبْرَارِ لَجَعَلْتُهُمْ شُفَعَائِی......

(۱) بحارالانوار ج۹۴ص۲۲.

پروردگارا ! اگر تیرے نزدیک میں محمدؐ اور ان کے اہل بیتؑ اخیار، ائمہؑ ابرار سے بہتر کسی کو شفیع پاتا تو انھیں تیری بارگاہ میں شفیع قرار دیتا۔

واضح ہے کہ حاجات کے برآوردہ ہونے کے لئے پروردگار عالم کی بارگاہ میں وسیلہ طلب کریں، اس لئے کہ پروردگار عالم نے قرآن مجید میں اس کے متعلق حکم دیا ہے اور فرمایا ہے: (**وابتغوا الیه الوسیلة**) اس سے تقرب حاصل کرنے کے لئے وسیلہ طلب کرو)

متعدد روایات میں بیان ہوا ہے کہ کلام الٰہی میں وسیلہ سے مراد ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں اور اگر ہم وسیلہ کو سیڑھی وغیرہ سے تعبیر کریں تو اس سے منافات نہیں رکھتا اس لیئے کہ یہاں پر سیڑھی سے مراد بلندی اور ترقی کی منزل طے کرنے کا وسیلہ ہے۔

ایک روایت میں رسول خدا سے نقل ہوا ہے:

هم العروة الوثقى والوسيلة الى الله(۱)

وہ یعنی اہل بیت عصمت اور طہارت (۲) خدا کی جانب مورد اطمینان وسیلہ ، اور محکم رسّی ہیں۔

اور پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی: **يَـا اَيُّهَـا الَّـذِيْـنَ اٰمَـنُـوا اتَّقُوْا اللّٰـهَ وَابْتَغُوْا اِلَيْـهِ الْوَسِيْلَةَ .(۳)**

اے ایمان لانے والوں خدا سے ڈرو اور اس کی (بارگاہ) کے لئیے وسیلہ طلب کرو۔

اس بات کا احتمال کہ ایمان وتقوا وسیلہ طلب کرنے کے لئے پروردگار عالم کی بارگاہ میں شرط ہو چنانچہ بدون تقوا اور ایمان وسیلہ طلب کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے لہذا اگر دونوں ایک دوسرے کے ہمراہ ہوں تو مفید ہوں گے اس لئے کہ ولایت اسی صورت میں قبول ہوگی جب ایمان وتقویٰ ہمراہ ہو۔

(۱) سورۂ مائدہ آیت ۳۵.
(۲) تفسیر صافی ج۱ ص ۴۴۱.
(۳) سورۂ مائدہ آیت ۳۵.

پانچویں شرط: دعا سے پہلے اپنے گناہوں کا اعتراف کرے

ایک روایت میں امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

انما هى المدحة ثم الاقرار بالذنب ثم المسألة والله ما خرج عبد من ذنب الّا بالاقرار (۱)

پہلے مدح وثنا پھر گناہ کا اقرار اس کے بعد حاجت طلب ہونی چاہیئے۔

چھٹی شرط: جب دل غافل ہو یا کہیں اور کھویا ہو تو دعا نہ کرے بلکہ بارگاہ پروردگار میں حاضر ہو اور توجہ کے ساتھ دعا کرے۔

جیسا کہ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ان الله لا یستجیب دعاءً بظهر قلب ساه فاذا دعوت فاقبل بقلبک ثم استیقن الاجابة(۲)

بلاشبہ پروردگار عالم اس دعا کو قبول نہیں کرتا ہے جو غافل دل سے کی گئی ہو جب دعا کرنا چاہو تو حضور قلب کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو اور دعا کی مقبولیت کا یقین رکھو۔

چونکہ جس کے خیال پراکندہ ہوں اور خدا سے دعا کرے تو وہ درحقیقت دعا نہیں کرتا اس لئے کہ شائستہ دعا شائستہ عمل سے ہے' کیا نیک اور شائستہ عمل حرام اور پلیدی کے ساتھ اکٹھا ہوسکتا ہے؟

خدا قرآن مجید میں فرماتا ہے:

یَاایُّهَاالرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحاً ..(۳)

(۱) بحارالانوار ج۹۳ص۳۱۸.

(۱) بحارالانوار ج۹۳ص۳۲۳.

(۲) سورۂ مومنون آیت۵۱.

اے پیغمبرو پاک وپاکیزہ چیزیں کھاؤ اور عمل صالح انجام دو.

اس آیت میں عمل صالح اور پاک وپاکیزہ غذا کے کھانے کے درمیان لازمہ بخوبی نظر آتا ہے۔

رسول خداؐ نے فرمایا:

من احبّ ان یستجاب دعائه فلیطیب مطعمه ومکسبه، (۱)

جو چاہتا ہے اس کی دعا مستجاب ہو اسے چاہئے اپنے کھانے اور درآمد کو پاک وحلال کرے۔

دوسری حدیث میں آیا ہے:

طهّرمأكلك ولا تدخل فى بطنك الحرام (۲)

اپنے کھانے کو پاکیزہ کرواوراپنے شکم میں مال حرام داخل نہ کرو،

دوسری روایت میں آیا ہے:

اطب كسبك تستجاب دعوتك فان الرجل يرفع اللقمة الى فيه حراماً فما تستجاب له اربعين يوماً(۳)

اپنی درآمدوتجارت کو پاکیزہ وحلال کروتا کہ تمہاری دعامستجاب ہواس لئے کہ جب انسان لقمہ حرام منھ میں ڈالتا ہےتو چالیس روزتک اس کی دعامستجاب نہیں ہوتی ہے۔

حدث قدسی میں آیا ہے:

فمنك الدعاء و علىّ الاجابة فلا تحجب عنى دعوة

(۱)بحارالانوارج۹۳ص۳۷۲.

(۲)بحارالانوارج۹۳ص۳۷۳.

(۳)بحارالانوارج۹۳ص۳۵۸.

الادعوة آكل الحرام(۱)

(اے بندۂ مومن) تیراوظیہ دعا کرنا ہےاورمیرالطف قبول کرنا ہےاورکوئی دعامجھ سے پوشیدہ نہیں ہوتی مگراس کی دعاجوحرام کھاتا ہو۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

من سره ان يستجاب دعاؤه فليطيب كسبه(۲)

جو چاہتا ہے اس کی دعا مستجاب ہو اسے چاہئیے تجارت و درآمد کو پاک و حلال کرے۔

دوسری روایت میں فرمایا:

اِذاأراد أحدكم أن يستجاب له فليطيّب كسبه وليخرج من مظالم الناس، واِنّ اللّٰه لايرفع دعاء عبد وفی بطنه حرام، او عنده مظلمة لأحد من خلقه(۳)

تم میں جو چاہتا ہے اس کی دعا مستجاب ہو،اسے چاہئے اپنی درآمد ومعاش کو پاکیزہ و حلال کرے اور اپنے کو لوگوں کے حق سے آزاد کرے اس لئے کہ جس کے شکم میں حرام ہو یا حق الناس اس کی گردن پر ہو تو اس کی دعا اوپر نہیں جاتی اور مستجاب نہیں ہوتی۔

آٹھویں شرط: لوگوں کے جو حقوق اس کی گردن پر ہیں اسے ادا کرے،

.امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِنّ اللّٰه عزّوجلّ يقول: وعزّتی وجلالی لااُجيب دعوة مظلوم دعانی

(۱،۲) بحارالانوار ج۹۳ ص۳۷۳.

(۳) بحارالانوار ج۹۳ ص۳۲۱.

فی مظلمة ظلمها، ولاحد عنده مثل تلک المظلمة(۱)

پروردگار عالم فرماتا ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم جس مظلوم پر ظلم ہوا ہے،جبکہ خود اس نے اسی طرح کا ظلم دوسرے پر کیا ہو تو اس کی دعا مستجاب نہ کروں گا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اِنّ اللّٰه اوحی الی عيسیٰ بن مريم : قل للملاء من بنی اسرائيل:......انی غير مستجيب لاحدمنكم دعوة ولاحد من خلقی قبله مظلمة(۲)

پروردگار عالم نے حضرت عیسیٰ بن مریم کو وحی فرمائی: بنی اسرائیل کے ایک گروہ سے کہو میں اس شخص کی دعا قبول نہ کرونگا جس کے پاس لوگوں کا حق ہے۔

نویں شرط: گناہ حاجت کے پورا ہونے میں مانع ہوتا ہے۔

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

ان العبد یسأل الحاجة فیکون من شانه قضاؤها الی اجل قریب، أو اِلیٰ وقت بطئ فیذنب العبد ذنباً، فیقول اللّٰہ تبارک وتعالی للملک: لاتقض حاجته وأحرمه ایاها، فانه تعرّض لسخطی واستوجب الحرمان منّی.(۳)

جو بندہ پروردگار عالم سے حاجت طلب کرے تو بندہ کی شان یہ ہے کہ جلدی ہی اس کی حاجت پوری ہو جائے یا ایک مدت کے بعد اس کی حاجت پوری ہو لیکن بندہ

(۱)بحارالانوار ج۹۳ص۳۲۰.

(۲)بحارالانوار ج۹۳ص۳۷۳.

(۳)بحارالانوار ج۷۳ص۳۲۸.

گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو پروردگارر عالم ملک سے کہتا ہے اس کی حاجت پوری نہ کرو اور اسے محروم رکھو اس لئے کہ اس نے میرے غضب سے تعرض کیا ہے اور میری جانب سے محرومیت کا مستحق ہے۔

دسویں شرط: قبولیت دعا کے متعلق حسن ظن رکھنا

حسن ظن سے مقصود یقین ہے اس لئے کہ پروردگار عالم سے وعدہ خلافی محال ہے اور"**ادعونی استجب لکم** (۱) مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا کے مطابق پروردگار عالم نے دعا کا حکم دیا ہے اور قبولیت کی ضمانت دی ہے لذا وعدے کی خلاف ورزی نہ کرے گا اسی طرح قرآن مجید میں دوسری جگہ فرماتا ہے (وَعْدَاللّٰہِ لاٰیُخْلِفُ اللّٰہَ وَعْدَہُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لاٰیَعْلَمُوْنَ(۲) یہ وعدہ الٰہی ہے اور پروردگار عالم اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اور پھر کیسے وعدہ خلافی کرسکتا ہے جبکہ وہ بے نیاز، قادر، مہربان، رحیم اور عظمتوں والا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے:

فاذا دعوت فَاَقبل بقلبک ثم استیقن الا جابة (۳)

جب دعا کرنا ہوتو اپنے دل کے ساتھ بارگاہ پروردگار میں حاضر ہواور پھر دعا کی قبولیت کا یقین رکھو(۴)

گیارہویں شرط: دعامیں اصراراور استقامت.

علامہ مجلسیؒ اسے دعا کے آداب اور شرائط میں شمار کرتے ہیں اور فرماتے ہیں قرآن سے پہلے

(۱) سورۂ غافر آیت ٦٠.

(۲) سورۂ روم آیت ٦.

(۳) بحارالانوار ج ۹۳ ص ۳۲۳.

(۴) المختار من کلمات الامام المھدی ج ۱ ص ۲۳۸.

آسمانی کتاب میں آیا ہے: ''**لاتمل من الدعأ فا نی لا امل من الاجابة(۱)**

دعا سے خستہ اور ملول مت ہو اس لئے کہ میں اجابت سے ملول اور خستہ نہیں ہوتا ہوں۔

عبدالعزیز حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام نے فرمایا:

ان العبد ا ذا دعا لم یزل الله فی حاجته مالم یستعجل (۲)

جس وقت بندہ دعا کرتا ہے تو پروردگار عالم اس کی دعا کی اجابت کی حالت میں ہوتا ہے مگر یہ کہ وہ خود جلدی کرے (اور دعا سے ہاتھ روک لے)

اسی طرح حضرت سے روایت ہوئی ہے:

ان العبداذا عجل فقام لحاجته 'یقول الله تعالی :استعجل عبدی أتراہ یظن ان حوا ئجه بید غیری (۳)

جس وقت بندہ اپنی حاجت طلب کرنے میں عجلت کرے تو پروردگار عالم فرماتا ہے میرا بندہ عجلت کرر ہا ہے کیا وہ خیال کرتا ہے اس کی حاجت میرے علاوہ کسی اور کے

ہاتھ میں ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان الله يُحب السائل اللحو ح(۴)

پروردگار عالم اصرار اور استقامت کرنے والے بندہ کو دوست رکھتا ہے۔

ولید بن عقبہ ہجری نے روایت کی ہے کہ ہم نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا:

و الله لا يلحّ عبد مؤمن على الله في حاجته الا قضاها له(۵)

(۱) بحار الانوار ج ۹۳ ص ۳۷۳.

(۲) الکافی ج ۲ ص ۴۷۴.

(۳) بحار الانوار ج ۹۳ ص ۳۷۴.

(۴) بحار الانوار ج ۹۳ ص ۳۷۴.

(۵) الکافی ج ۲ ص ۴۷۵.

خدا کی قسم کوئی بھی بندہ ایسا نہیں ہے کہ جو اپنی حاجت پر اصرار کرے اور پروردگار عالم اسے قبول نہ کرے۔

ابو صباح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں:

ان الله كره الحاح الناس بعضهم على بعض في المسالة، واحب ذالک لنفسه 'ان الله يحب ان يسال و يطلب ما عنده(۱)

پروردگار عالم بعض لوگوں کے بعض لوگوں پر ان کی دعا میں اصرار کو دوست نہیں رکھتا اور اس اصرار کو خود اپنے لئے دوست رکھتا ہے پروردگار عالم دوست رکھتا ہے کہ جو اس کے پاس ہے اس سے مانگا اور سوال کیا جائے۔

احمد بن محمد بن ابونصر کہتے ہیں امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا آپ پر قربان جاؤں میں کئی سال سے پروردگار عالم سے ایک حاجت رکھتا ہوں (مگر ابھی تک پوری نہیں ہوی) اور حاجت کے پوری ہونے میں تاخیر کی وجہ سے اپنے دل میں ایک چیز (وسوسہ) کا احساس کرتا ہوں۔

امامؑ نے فرمایا:

یـا أحــمــد إیـاک والشیـطـان أن یـکـون لــه عـلیک سبیـل، حتّـی یقنّطک،اِنّ ابا جعفر علیه السلام کان یقول:

انّ الـمـؤمـن لیسـأل اللّٰـه حـاجة فیـؤخّـرعنه تعجیل اِجابته حبّاً لصوته واستماع نحیبه،

ثـمّ قـال: والـلّٰـه مـاأخّـر الـلّٰـه عـن الـمـؤمـنیـن مایطلبون فی هذه الدّنیا خیرلهم ممّا عجّل لهم ،وأیّ شیٔ الدنیا.(۲)

(۱)الکافی ج۲ص۴۷۵.

(۲)بحارالانوار ج۹۳ص۳۷۴.

اے احمد شیطان سے بچو کہیں وہ تمہارے اندر نفوذ نہ کر جائے اگر ایسا ہوا تو وہ تمہیں رحمت خدا سے محروم کردے گا، امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

اگر مومن پروردگار عالم سے کوئی حاجت طلب کرتا ہے اور اس کی حاجت کے پوری ہونے میں تاخیر ہوتی ہے تو یہ اس لئے ہے کہ پروردگار عالم کو اس کی آواز اچھی لگتی ہے اور وہ اس کے نالہ کو مزید سننا چاہتا ہے .پھر فرمایا: خدا کی قسم اس دنیا میں مومنین کی جو حاجت پوری کرنے میں پروردگار عالم تاخیر کرتا ہے اس سے بہتر ہے کہ ان کی ضرورتوں کو پورا کردیتا ہے.اور دنیا کی کیا قیمت ہے۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ان الـعبـدالـولـیّ لـلِّه یدعو اللّٰه فی الامر ینوبه، فیقال للملک الموکّل به:

اِقـض لـعبـدی حـاجتـه ولاتعجلّها، فانّی أشتهی أن أسمع ندائه وصوته، واِنّ الـعبـدالـعـدوّلـلّٰه لیدعواللّٰه فی الامر ینوبه فیقال للملک الموکّل

به:

اِقض لعبدی حاجته وعجّلها، فانی أکره أن اسمع ندائه وصوته، قال: فیقول الناس: ماأُعطی هذا اِلّا لکرامته، ومامنع هذا اِلاّ لهوانه.(۱)

جس بندے کو پرور دگار عالم دوست رکھتا ہے اور کسی حاجت کے متعلق وہ مستقل خدا سے دعا کرتا ہے تو جو ملائکہ اس کی حاجت کے لئے موکل ہیں ان سے خطاب کرتا ہے۔

(۱)بحارالانوار ج۹۳ص۳۷۴.

میرے بندے کی حاجت پوری کرولیکن عجلت نہ کرو اس لئے کہ مجھے اس کی ندا اور آواز سننا پسند ہے اور وہ بندہ جو خدا کا دشمن ہے اور کسی امر میں مستقل دعا کرتا ہے تو پروردگار عالم اس کی حاجت کو برآوردہ کرنے والے ملائکہ سے کہتا ہے: اس کی حاجت جلدی پوری کردو اس لئے کہ اس کی ندااور آواز مجھے پسند نہیں ہے۔

حضرت نے فرمایا: اس وقت لوگ کہتے ہیں اس کی کرامت کی وجہ سے اس کی دعا مستجاب ہوگئی اوراس کے ذلیل ہونے کی وجہ سے اس کی دعا قبول نہ ہوئی۔

حضرت پھرایک دوسری روایت میں فرماتے ہیں:

لایزال المؤمن بخیر ورخاء ورحمة من اللّٰه مالم یستعجل فیقنط فیترک الدعاء، قلت له: کیف یستعجل؟

قال: یقول: قد دعوت منذ کذا و کذا، ولاأری الاِجابة. (۱)

مومن ہمیشہ خیروآسائش اوررحمت الٰہی میں ہے **جب تک عجلت نہ کرے اور پشیمان نہ ہواوردعا سے ہاتھ نہ روکے**.ہم نے عرض کیا کیسے عجلت کرتا ہے؟ حضرت نے فرمایا: کہتا ہےایک مدت سے پروردگار سے دعا کرتا ہوں مگروہ قبول

نہیں ہوتی۔
اسی طرح دوسری جگہ فرماتے ہیں:

اِنّ المؤمن ليدعو اللّٰه في حاجته فيقول عزّ وجلّ: أخّروا اِجابته، شوقاً اِلى صوته ودعائه، فاذا كان يوم القيامة قال اللّٰه: عبدي دعوتني وأخّرت اِجابتك وثوابك كذا وكذا، ودعوتني في كذا وكذافأخّرت اِجابتك وثوابك كذا،

(۱) بحارالانوار ج۹۳ص۳۷۴.

قال: فيتمنّى المؤمن أنّه لم يستجب له دعوة في الدنياممّا يرى من حسن الثواب.(۱)

بندہ مومن خدا سے اپنی حاجت کے لئے دعا کرتا ہے تو پروردگار عالم فرماتا ہے اس کی دعا کی اجابت میں تاخیر کرو چونکہ اس کی آواز اور دعا سے ہمیں شوق ورغبت ہے۔
روز قیامت پروردگار عالم فرمائے گا میرے بندے! تو نے مجھ سے دعا کی اور میں نے اسے قبول کرنے میں تاخیر کی یہ اس تاخیر کا ثواب اور جزا ہے تو نے مجھ سے فلاں دعا کی تھی اس میں تاخیر کیا یہ اس کی جزاوثواب ہے۔
حضرت نے فرمایا: اس روز مومن آرزو کرے گا اے کاش دنیا میں اس کی کوئی دعا مستجاب نہیں ہوتی اور یہ وہ وقت ہوگا جب آخرت میں اس کی نیک جزا دیکھے گا:

قال رسول اللّٰه صلى اللّه عليه وآله وسلم: رحم اللّه عبداً طلب من اللّٰه حاجة فألحّ في الدعاء، اُستجيب له أولم يستجب له،وتلا هذه الآية: ﴿وَأَدْعُو رَبِّي عَسىٰ أَنْ لَاأَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيّاً﴾ (۲)(۳)

رسول خدا نے فرمایا: جو بندہ خدا سے کوی حاجت طلب کرے اور پھر اس پر اصرار کرے تو خدا اسے معاف کردیتا ہے چاہے اس کی دعا مستجاب ہو یا نہ ہو پھر

آنحضرت نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: اوراپنے پروردگار کی ہی عبادت کرونگا، امید ہے کہ میں اپنے پروردگار کی عبادت سے محروم نہیں رہوں گا۔
توریت میں آیا ہے:

(۱) بحارالانوار ج۹۳ص۳۷۴.

(۲) سورۂ مریم آیت ۴۸.

(۳) بحارالانوار ج۹۳ص۳۷۵.

یا موسیٰ ! من أحبّني لم ینسني، ومن رجا معروفي الحّ في مسألتي.
یا موسیٰ ! إنّي لست بغافل عن خلقي ولکن أُحبّ أن تسمع ملائکتي ضجیج الدعاء من عبادي، وتری حفظتي تقرّب بني آدم اِلیَّ بما أنا مقوّیهم علیه ومسبّبه لهم،
یاموسی ! قل لبني اسرائیل: لاتبطرنکم النعمة فیعاجلکم السلب، ولاتغفلوا عن الشکر فیقارعکم الذلّ،و ألحوّ في الدعاء تشملکم الرحمة بالاجابة، وتهنئکم العافیة(۱)

اے موسیٰ: جو ہمیں دوست رکھتا ہے اسے فراموش نہیں کرتا ،**جو میرے رزق اور احسان کی امید رکھتا ہواور اپنی دعا میں اصرار کرے۔**
اے موسیٰ میں اپنی مخلوقات سے غافل نہیں ہوں لیکن مجھے پسند ہے کہ فرشتے میرے بندوں کا نالہ اور ان کی دعا سنیں اور میری نسبت اولاد آدم کے تقرب اور قربت کو اس قوت کے باعث جو ہم نے انھیں عطا کیا ہے اور دعا کے اسباب جو ہم نے ان کے لئے فراہم کیا ہے کامیرے عرش کے محافظ مشاہدہ کریں۔
اے موسیٰ بنی اسرئیل سے کہدو :نعمت اور آسائش تمہاری ناشکری کا سبب نہ بنے وگرنہ تم سے نعمت سلب ہو جائے گی اور حمد وشکر سے غفلت نہ کروتا کہ ذلت ورسوای

تمہارے دامن گیر نہ ہو دعا میں اصرار کرو تا کہ اجابت کی رحمت تمہارے شامل حال ہواور عافیت وسلامتی سے سرفراز رہو۔

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

لایلح عبد مؤمن علی الله فی حاجته الا قضاهاله(۱)

(۱) بحارالانوار ج۹۳ص۳۷۵.

(۲) بحارالانوار ج۹۳ص۳۷۵.

کوئی ایسا بندہ نہیں ہے کہ جو اپنی حاجت پراصرار کرے اور پروردگارعالم اس حاجت کو پوری نہ کرے۔

منصور صیقل کا بیان ہے:

قلت لأبی عبداللّٰہ علیہ السلام: ربّما دعا الرجل فاستجیب له ثمّ أُخّر ذلک الیٰ حین؟

قال:فقال علیه السلام: نعم، قلت: ولم ذلک لیزداد من الدعاء؟

قال: نعم.(۱)

امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا بعض اوقات ایک شخص دعا کرتا ہے اور مستجاب ہوتی ہے لیکن ایک مدت تک اس میں تاخیر ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں،
ہم نے عرض کیا کیوں تاخیر ہوتی ہے؟ کیا اس لئے کہ دعا زیادہ کرے؟
حضرت نے فرمایا: ہاں۔

جو ہم نے بیان کیا وہ دعا کے شرائط اور آداب کا نہایت اہم حصہ تھا دعا کے بعض آداب خاص اہمیت کے حامل ہیں لذا انہیں یہاں تاکیداً بیان کریں گے۔

دعا پڑھنے میں تکرار و دوام اور اس کی اہمیت

دعاؤں میں تکرار اور اس میں دوام رکھنا مقصد تک پہنچنے اور حاجت کو پانے میں نہایت با اہمیت ہے .اور یہ نکتہ بہت ہی مہم ہے لہٰذا جو افراد دعا کی کتب سے سروکار رکھتے ہیں انھیں ان پر توجہ رکھنی چاہئے اس لئے کہ اکثر افراد اس کی قدرت و توانای نہیں رکھتے کہ ایک دعا یا ایک زیارت پڑھنے کے ذریعہ یا

(۱) بحارالانوار ج ۹۳ ص ۳۷۵

ایک فاتحہ پڑھ کے اپنی حاجت پوری کرلیں اور اپنی مراد تک پہنچ جائیں۔

اس مطلب کے واضح ہونے کے لئے ایک مثال پیش کرتے ہیں تا کہ جو بات کہی واضح ہو جاے بہت سے جسمانی امراض اگر ابتدای مرحلہ میں ہوں یا سطحی اور پیچیدہ نہ ہوں تو ان کا صرف ایک نسخہ سے علاج کیا جا سکتا ہے لیکن اگر مرض طولانی ہو جائے یا انسان کے بدن میں اس کی جڑ مضبوط ہو جائے تو ظاہر سی بات ہے ایسا مرض ایک نسخہ سے معالجہ نہ ہوگا اور ایک دوا سے برطرف نہ ہوگا بلکہ اس کے علاج کے لئے کو طویل مدت تک دوا مصرف کرنی ہوگی۔

روحی امراض میں بھی یہی صورت حال ہے اگر کسی شخص کی روحی بیماری زیادہ اہم ہو یا اہم نہ بھی ہو لیکن وقت گذرنے کے کی وجہ روح میں اس کی جڑ مضبوط ہوگئی ہو اور وہ اس کا عادی بن گیا ہو تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ اس طرح کی مشکلات ایک بار دعا پڑھنے سے برطرف نہ ہوگی بلکہ دعا میں تکرار اور اسے بڑھنے میں دوام کی ضرورت ہے بالکل اسی طرح جیسے بعض جسمانی امراض میں انسان کو دوا کے بار بار استعمال اور جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔

لہٰذا جس طرح جسمانی بیماریوں کے علاج میں دوا جاری رکھتے ہیں تا کہ مکمل علاج ہو جائے اسی طرح جن جگھوں پر دعا کی ضرورت ہے دعا پڑھنا جاری رکھیں تا کہ اس کا اثر ظاہر ہو جاے۔

البتہ ممکن ہے بعض افراد ایک دعا یا خدا کے اسماء میں سے کسی ایک کو پڑھنے کے ذریعہ اپنا مقصود حاصل کرلیں درحقیقت اس طرح کے افراد نے ریاضت نفس کی ہے اور مستجاب الدعا ہیں لہذا عام لوگوں کو اس طرح کی توقع نہیں رکھنی چاہئے کہ ان کی طرح صرف ایک مرتبہ دعا کریں اور اپنا مقصود حاصل کرلیں اور

روایات میں دعا کی تکراراور پابندی کے متعلق اس پہلو پر بہت زیادہ تاکید ہوئی ہے۔

دعا کی قبولیت میں یقین کی اہمیت

دعا کی قبولیت میں دو چیزیں بہت زیادہ موثر ہیں۔

(۱)قلبی رکاوٹوں کو دور کرنا اور باطنی تاریکی کو مٹانا۔

(۲) باطنی نورانیت و پاکیزگی اور طلب پیدا کرنا

انسان کی دعا کا تیر نشانہ پر لگے اس کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے ان دونوں چیزوں کو پیدا کرے تاکہ مضطر نہ ہو،لہٰذا اسے چاہئے کہ قلب سے تاریکی کو دور کرے اور اسکی جگہ پر نورانیت کو جاگزیں کرے،اوراس کام کو یقین انجام دیتا ہےیعنی دل سے ظلمت و تاریکی کو دور کرتا ہےاور دل کے اندر پاکیزگی اورنورانیت بھی پیدا کرتا ہے وہ تمام افراد صحیح معارف اورعقاید میں یقین کی منزل پر پہنچے جو پاکیزہ اور نورانی قلب کے مالک تھے اس لئے کہ یقین پیدا ہونے کا لازمہ قلب میں نورانیت پیدا ہونا ہےاورنوریقین جیسا کوئی نورنہیں ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔

لانور کنورالیقین (۱)

کوئی بھی نور،نوریقین جیسانہیں ہے

واضح ہے کہ جب یقین دل میں پیدا ہو جائے اور قلب منور ہو جائے تو تاریکیاں اس سے دور ہو جا تی ہیں کیونکہ نوروظلمت کا ایک جگہ جمع ہونا محال ہے۔

لہذا یقین پیدا کرنے کے ذریعہ ان تمام تاریکیوں کو دور کیا جا سکتا ہے جو دعا کی قبولیت میں مانع

(۱) بحارالانوار ج ۸۷ ص ۱۶۵

ہیں اور پاکیزگی ونورانیت کوبھی پیدا کیا جا سکتا ہے جو دعاء کی قبولیت کے لئے ضروری ہیں اس مقام پر اذکار اور دعاء کی قبولیت میں یقین کی اہمیت کو مزید واضع کرنے کے لئے ایک اہم واقعہ جس کو اسرار موفقیت کی پہلی جلد میں بیان کیا ہے آپ کے لئے نقل کرتے ہیں۔

بسم الله الرحمن الرحیم اگر یقین کے ساتھ پڑھی جائے تو اس کے اثرات کے متعلق آیت اللہ العظمیٰ خوئی قدس سرہ نے ایک بہت ہی پیارا واقعہ استادالفقہا مرحوم مرزا بزرگ شیرازی کے خادم سے نقل کیا ہے اس کا بیان ہے کہ مرحوم مرزا کا ایک دوسرا بھی خادم تھا جس کا نام شیخ محمد تھا مرحوم کے انتقال کے بعد اس نے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے سے کنارہ کشی اختیار کر لی ایک دن ایک آدمی شیخ محمد کے پاس آیا اس نے دیکھا کہ شیخ نے غروب کے وقت چراغ کو پانی سے پر کیا اور پھر روشن کر دیا اور چراغ اچھی طرح جلنے لگا اس شخص کو بہت تعجب ہوا اور اس کی علت پوچھی؟

شیخ محمد نے جواب دیا: مرحوم مرزا بزرگ کے انتقال کے بعد آنجناب کی جدائی وفراق اور غم واندوہ میں ہم نے لوگوں کے ساتھ معاشرت ختم کر دی اور گوشہ تنہائی میں اپنے اوقات بسر کرنے لگا میرا دل بہت بھرا رہتا تھا اور شدید حزن واندوہ نے مجھے اپنے گھیرے میں لے لیا تھا، ایک دن شام کے وقت ایک عرب جوان طالب علم کی صورت میں میرے پاس آیا ہم کو اس سے انس بھی ہو گیا اور غروب تک ہمارے پاس ہی رہا اس کی گفتگو اتنی دلنشین تھی کہ ہمارا تمام غم واندوہ برطرف ہو گیا اس کے بعد بھی وہ کئی بار آیا اور ہمیں اس سے خاص لگاؤ ہو گیا ایک دن وہ مجھ سے گفتگو کر رہا تھا لیکن اس درمیان ہمیں یاد آیا کہ آج چراغ میں تیل نہیں ہے اور چونکہ اس وقت رسم یہ تھی کہ دکانیں غروب کے وقت بند ہو جاتی تھیں اس لئے ہمیں اس وقت فکر ہوئی کہ اگر اس سے اجازت لیکر تیل خریدنے کے لئے باہر جاتا ہوں تو اس کی گفتگو سے محروم ہو جاؤنگا اور اگر تیل نہ خریدوں تو رات بھر تاریکی کا سامنا کرنا پڑے گا ہماری اس کیفیت کی طرف وہ متوجہ ہو گیا اور فرمایا تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ آج ہماری باتوں پر توجہ نہیں دیتے۔

ہم نے کہا: میری توجہ آپ کی طرف ہے۔

فرمایا:نہیں،میری باتوں پرتم ٹھیک طرح سے توجہ نہیں دے رہے ہو۔

ہم نے کہاحقیقت یہ ہے کہ آج چراغ کے لئے تیل نہیں ہے۔

فرمایا: بہت تعجب ہے ہم نے اتنی ساری حدیثیں تم سے بیان کیا اور (**بسم اللہ الرحمن الرحیم**) کی فضیلت کے متعلق تمہیں بتایا تم اتنا فائدہ نہ اٹھا سکے کہ مٹی کا تیل خریدنے سے بے نیاز ہو جاؤ؟

ہم نے کہا۔جیسا کہ آپ بیان کررہے ہیں اس طرح کی ہمیں کوئی حدیث یاد نہیں ہے

فرمایا:تم بھول گئے اور پھر فرمایا (**بسم اللہ الرحمن الرحیم**) کے خواص میں یہ ہے کہ اگر تم کسی مقصد سے اسے پڑھو تو وہ مقصود تم کو حاصل ہو جائے تم اپنے چراغ کو پانی سے پر کردو اور اس قصد سے کہ پانی میں مٹی کے تیل کی خاصیت پیدا ہو جائے (**بسم الله الرحمن الرحیم**) کہو۔

ہم نے قبول کیا اٹھا اور چراغ کو پانی سے پر کیا اور اس وقت کہا (**بسم اللہ الرحمن الرحیم**) پھر اسے روشن کیا تو وہ روشن ہو گیا اس وقت سے جب بھی خالی ہوتا ہے اسے پانی سے پر کرتا ہوں بسم اللہ کہتا ہوں اور روشن کرتا ہوں۔

مرحوم آیت اللہ خوئی اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں :تعجب کا مقام یہ ہے اس قضیہ کو بتانے کے بعد شیخ محمد کے عمل سے اثر ختم نہیں ہوا۔

جیسا کہ آپ نے ملاحظہ کیا ایک بسم اللہ کہنا چوں کہ اس کا تلفظ اعتقاد اور یقین کے ساتھ ہوا تو ظاہر میں بھی اس کا اثر غیر معمولی اور تعجب آمیز رہا ہے۔

وہ لوگ جو اسم اعظم جانتے ہیں وہ بھی ان اسماء کو پڑھتے ہیں جنہیں لوگ عام طور سے استعمال کرتے ہیں ،لیکن جو چیز ان کے عمل کو دوسروں سے ممتاز کر دیتی ہے ان کا یقین ہے اس لئے کہ ان کا یقین اس اسم کے اثر میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے جس کا وہ تلفظ کرتے ہیں۔

تعجیل فرج کے لئے محفل دعا قائم کرنا

جس طرح ممکن ہو انسان آنحضرت (عج) کے ظہور میں تعجیل کے لئے دعا کرے تنہا دعا کرے، یا کئی لوگ اکٹھا ہو کر دعا کریں اور بزم دعا قائم کر کے آنحضرت (عج) کی یاد کو تازہ کریں، اس طرح کی بزم پر نیک امر کے لئے دعا کے علاوہ دوسرا عمل خیر بھی مترتب ہے مثلا: ائمہ معصومینؑ کے امر کو زندہ رکھنا اہل بیتؑ کی احادیث کو یاد کرنا وغیرہ......

گرانقدر کتاب (مکیال المکارم) کے مولف امام عصر ارواحنا فداہ کی غیبت کے زمانہ میں اس طرح کی بزم دعا کے قیام کو لوگوں کا فریضہ قرار دیتے ہیں اور وہ بزم جس میں ہمارے مولا صاحب

(۱) مکیال المکارم ج۱ص ۳۳۳.

الزمان (عج) کو یاد کیا جائے، اس میں ان کے نامحدود فضائل ومناقب بیان کئے جائیں، اس بزم میں حضرت (عج) کے لئے دعا ہو اور جان و مال کو اخلاص کے طبق میں رکھ کر حضرت کے سامنے پیش کیا جائے۔

آپ فرماتے ہیں اس طرح کی بزم کا قیام دین خدا کی ترویج، کلمہ خدا کی سربلندی، بھلای اور تقوا میں اعانت شعائر الٰہی کی تعظیم اور ولی خدا کی نصرت ہے ان سب کے علاوہ بہترین دلیل وہ دلنشین کلام ہے جو امام برحق حضرت جعفر بن محمد الصادقؑ سے (الوسائل) اور دیگر کتابوں میں نقل ہوا ہے، آپ فرماتے ہیں:

تزاوروا، فانّ فی زیارتکم احیاءً لقلوبکم وذكراً لأحاديثنا، وأحاديثنا تعطّف بعضكم على بعض، فان أخذتم بها رشدتم ونجوتم، وإن تركتموها ضللتم وهلكتم فخذوا بها وأنا بنجاتكم زعيم. (۱)

ایک دوسرے سے ملاقات کرو اس لئے کہ اس طرح کے دیدار تمہارے دلوں کو زندہ رکھنے اور ہماری احادیث کے ذکر ہونے کا باعث ہیں .اور ہماری احادیث کا تذکرہ تمہیں ایک دوسرے کی نسبت دلسوز اور زیادہ مہربان کردیگا اگر ہماری احادیث کو

دل میں بٹھا لو اور عمل کرو تو ہدایت پا گئے اور مہلکوں سے نجات پا جاؤ گے اور اگر انھیں بھلادو تو گمراہ اور ہلاک ہو جاؤ گے لہذا ان پر عمل کرو اس لئے کہ ہم تمہاری نجات کے ضامن ہیں۔

ہمارے مطلب پر یہ روایت کس طرح دلالت کرتی ہے: حضرت نے اس روایت میں ایک دوسرے سے ملاقات کے لئے جانے کے حکم کے علل و اسباب بیان کئے ہیں یعنی کیوں ایک

(۱) وسائل الشیعہ ج ۱۱ص ۵۶۷.

دوسرے سے ملاقات کے لئے جائیں؟ اس لئے کہ یہ ان کے امر کے زندہ کرنے اور ان کی احادیث کو یاد کرنے کا ذریعہ ہے۔

لہذا معصومین علیہ السلام کی نگاہ میں ایسی بزم قائم کرنا جس میں امام عصر ارواحنا فداہ کو یاد کیا جائے اور ان کے مناقب بیان کئے جائیں کے استحباب میں کوئی شک نہیں ہے

اور ہمارے مطلب پر دوسری دلیل امیر المومنین علی علیہ السلام کا زرین کلام ہے آپ مفصل گفتگو کے ضمن میں فرماتے ہیں:

اِنّ اللّٰہ تبارک وتعالیٰ اِطّلع اِلی الأرض فاختارنا، واختار لنا شیعة ینصروننا، ویفرحون لفرحنا، ویحزنون لحزننا، ویبذلون أموالهم وأنفسهم فینا، اُولٰئک منّا واِلینا، الخبر.(۱)

بلا شبہ پروردگار عالم کرۂ زمین سے واقف ہے اور اس نے ہمیں انتخاب کیا اور ہمارے لئے شیعہ منتخب کئے جو ہماری مدد کرتے ہیں، ہماری خوشی میں خوش ہوتے ہیں، ہمارے غم میں محزون ہوتے ہیں اپنی جان مال ہماری راہ میں قربان کرتے ہیں وہ ہم سے ہیں اور ہماری ہی طرف پلٹ کر آئیں گے۔

توجه: بعض اوقات کہا جا سکتا ہے کہ اس طرح کی بزم قائم کرنا واجب ہے مثلا جس وقت لوگ انحراف اور گمراہی میں مبتلا ہو رہے ہوں اور اس طرح کی بزم قائم کرنا ان کو فساد و گمراہی میں مبتلا ہونے سے

روکنے اوران کی ہدایت راہنمائی کا باعث ہو۔

گمراہوں کی راہنمای مفسدوں اوراہل بدعت کوروکنا، امر بالمعروف اورنہی عن المنکر کے دلائل کے پیش نظر اس امر کا وجوب حاصل ہوجاتا ہے درحقیقت ہرصورت میں پروردگار عالم حافظ اور بچانے والا ہے (۲)

(۱) الخصال ج۲ص۶۳۵.

(۱) مکیال المکارم ج۲ص۱۶۹.

حضرت امام عصر ارواحنا فداہ سے مخصوص جگہیں

ہم یہاں ان جگہوں کا تذکرہ کریں گے جو آنخضرت (عج) سے مخصوص ہیں۔

مرحوم محدث نوری لکھتے ہیں: یہ کسی پر پوشیدہ نہیں ہے کہ کچھ جگہیں ہیں جو حضرت بقیت اللہ الاعظم سے مخصوص اورآنخضرت (عج) ک نام سے معروف ہیں. جیسے نجف اشرف میں ''وادی السلام'' کوفہ میں مسجد سہلہ، حلہ، میں ایک معروف مقام' شہرقم میں مسجد جمکران اور............

ایسا محسوس ہوتا ہے ان جگہوں پر آنخضرت (عج) کے کچھ عاشقوں نے آپ کو دیکھا ہے اورآپ کے حضور میں شرفیاب ہوے ہیں یا پھر ان جگہوں پر حضرت (عج) سے کچھ معجزے بھی ہوے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان جگہوں کو مبارک ومسعود شمار کیا جاتا ہے۔

یہ انس وآرام اور ملائکہ رحمت کے نزول کی جگہیں ہیں اورشیاطین کا ان جگہوں سے کم گذر ہوتا ہے اور یہ امر بارگاہ معبود میں دعااورعبادت کی قبولیت کا ایک سبب ہے۔

بعض روایات میں ہمیں نظر آتا ہے کہ پروردگار عالم مقدس مقامات جیسے مساجد' ائمہؑ کے حرم' امام زادوں کے مقبرے اورشہر کے دورونزدیک واقع صلحاء اور نیک افراد کی قبروں کے پاس عبادت کئے جانے کو دوست رکھتا ہے۔

ہاں، یہ خود غیبی والٰہی لطف ہے کہ اس نے اپنے بندوں پر کرم کیا ہے، وہ بندے جو درگاہ الٰہی میں نیاز مند ہیں، وہ جو راستہ بھول گے ہیں اور معرفت کی تلاش میں ہیں، وہ جنہیں کوئی راستہ نظر نہیں آ تا اور مضطر ہیں ، جو مرض کی تکلیف برداشت کرر ہے ہیں' مقروض اور مظلوم ہیں' وہ جو اپنے دشمنوں سے خائف اور محتاج ومحروم ہیں اسی طرح وہ تمام افراد جن کے وجود کو غم واندوہ نے پوری طرح سے گھیر لیا ہے جس کی وجہ سے ان کے افکار پراکندہ ہیں ظاہر مضمحل اور حواس باختہ ہیں یہ سب کے سب اس مقدس مقام پر پناہ حاصل کرتے ہیں اور تضرع وزاری اور صاحب مقام کو وسیلہ قرار دیکر پروردگار عالم کی بارگاہ میں دست نیاز بلند کرتے ہیں دردوں کی دوا اور شرورافراد کے گزند سے محفوظ رہنے کیلیئے اس سے دعا کرتے ہیں۔

زیادہ ممکن ہے کہ ان جگہوں سے یہ لوگ اپنی مرادوں کو پا کر لوٹیں' وہ بیمار جو شفا کی امید لیکر آیا ہے وہ بالکل ٹھیک ہوکر پلٹے' وہ مظلوم جو انصاف کی امید لے کر آیا ہے اپنا حق لیکر واپس جائے اور وہ مضطرب جو حیران و پریشان تھا وہ پرسکون واپس ہو، فطری ہے کہ جس درجہ بھی ان مقدس مقامات کے تعظیم واکرام میں ہم کوشاں ہوں گے اتنا ہی زیادہ خیر وبرکت حاصل کرسکیں گے۔

یہ بھی احتمال ہے کہ یہ سارے مقامات اس گھر کی طرح ہوں جس کے متعلق پروردگار عالم نے حکم فرمایا ہے کہ (ان جگہوں کو مقدس شمار کیا جائے اور اس میں پرورگار عالم کا نام لیا جائے) اور ان لوگوں کی تعریف کی جاے جو اس میں صبح وشام پروردگار عالم کی تسبیح وتہلیل میں مشغول رہتے ہیں (۱)

۱: مسجد کوفہ کی فضیلت

ظہور کے زمانہ میں حضرت مہدی (عج) کا مصلٰی

مسجد کوفہ ان چار مسجدوں میں سے ہے جس کے متعلق فرمایا گیا ہے وہاں سفر کیا جائے۔

وہ چار مسجدیں یہ ہیں۔

(۱) مکہ میں مسجد الحرام۔

(۲) مدینہ منورہ میں مسجد النبیؐ۔

(۳) بیت المقدس میں مسجد اقصیٰ۔

(۱) نجم الثاقب ۴۷۳۔

(۴) شہر کوفہ (عراق) میں مسجد کوفہ

اسی طرح مسجد کوفہ ان چار مقامات میں سے ہے جہاں انسان نماز قصر اور تمام پڑھنے میں مخیّر ہے اور وہ چار مقامات یہ ہیں (۱) مسجد الحرام (۲) مسجد النبیؐ (۳) حائر حسینیؑ (۴) مسجد کوفہ۔

مسجد کوفہ وہ مقام ہے جہاں انبیاء اور اوصیاؑء نے نماز ادا کی ہے اور انشاء اللہ عنقریب وہ حضرت مھدی (عج) کا مصلی بھی یہیں ہوگا۔

ایک روایت میں آیا ہے اس مسجد میں ہزار پیغمبر اور ہزار اوصیاء نے نماز ادا کی ہے (۱) مسجد کوفہ کے اعمال زیادہ ہیں اور یہاں مطلب کے طوالانی ہونے کے خوف سے انھیں بیان کرنے سے گریز کیا ہے، سید عالی مقام علی بن طاووس نے (مصباح الزائر) میں اس کے اعمال کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے جو اس کے طالب ہیں اس کتاب کا مطالعہ کریں۔

۲: مسجد سہلہ کی فضیلت

اس مسجد میں حضرت صاحب الزمان (عج) سے مخصوص مقام

شہر کوفہ میں مسجد اعظم کے بعد سب سے بہترین مسجد، مسجد سہلہ ہے اس جگہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ادریسؑ کا گھر ہے، اس طرح اس جگہ خضر علیہ السلام وارد ہوں گے اور ان کا مسکن بھی یہیں ہے۔

ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ صلحاء اور مرسل پیغمبروںؑ سے مخصوص مقام بھی یہیں ہے اس مسجد کی فضیلت میں بہت سی روایتیں بیان کی گی ہیں،

امام صادق علیہ السلام نے ابوبصیر سے فرمایا:

أتـرانـی أنـظـر اِلـی صـاحـب الامـر داخلاً اِلـی مسجد السهلة بـأهلـه

(۱) مفتاح الجنات ج ۱ ص ۴۱۰.

وعيـالـه ومتّـخـذه مـنـزلاً له، واِنّ اللّٰه تعالی لم يرسل نبياً قطّ اِلاّ وصلّی فيـه، وكـلّ مـن أقـام فيه فكأنّما أقام فی خيمة رسول اللّٰهؐ وما من مؤمن ولامـؤمـنـة الا وقـلـبـه يـحـنّ اليـه، وفيـه حـجر عليه صور جميع الانبياء صلوات اللّٰه عليهم.

ومـا مـن احـد يـصـلّـی فيـه ويـدعـو بـنيّة خالصة اِلاّ أعطاه اللّٰه حاجته، ومـامـن احـد يـطـلـب فيـه الامـان اِلاّ آمنه اللّٰه من كلّ مايخاف، ومامن يـوم او ليـلة الا وتـنـزّل الـملائكة لزيارته وعبادة اللّٰه فيه، ومالم اذكره لک من فضيلة هذا المسجد اكثر مما ذكرته (۱)

گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت صاحب الامر (عج) اپنے اہل وعیال کے ساتھ مسجد سہلہ میں وارد ہو گئے ہیں اور وہاں سکونت اختیار کر لی ہے پروردگار عالم نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس نے وہاں نماز ادا کی اور جو اس جگہ قیام کرے گویا اس نے رسول خدا کے خیمہ میں قیام کیا ہے۔

ایسا کوئی مومن مرد اور عورت نہیں ہے جس کا دل اس مقدس مقام پر جانے کے لئے آرزومند نہ ہو اس مسجد میں ایک پتھر ہے جس پر تمام انبیاء کی تصویر ہے۔

جو بھی اس مسجد میں خالص نیت کے ساتھ نماز پڑھے اور دعا کرے پروردگار عالم اس کی حاجت کو پورا کرے گا اور جو بھی اس میں امان چاہے پروردگار عالم ہر اس چیز سے اسے امان دے گا جس سے وہ ڈرتا ہے اور کوئی ایسا روز وشب نہیں ہے جس میں آسمان کے ملائکہ اس میں عبادت خدا کے لئے نہ آتے ہوں۔

اس مسجد کے فضائل جو ہم نے بیان نہیں کئے وہ اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ جو بیان کئے ہیں۔

(۱) مفتاح الجنات ج ا ص ۴۱۰.

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے:

من صلی رکعتین فی مسجد السهلة زاد الله فی عمره عامین .

جو بھی مسجد سہلہ میں دو رکعت نماز پڑھے پروردگار عالم اس کی عمر میں دو سال اضافہ کر دے گا۔

دوسری روایت میں وارد ہوا ہے:

اِنّ منه یکون النفخ فی الصور، ویحشر من حوله سبعون ألفاً یدخلون الجنة بغیر حساب.

اسی جگہ صور پھونکا جائیگا اور اس جگہ ستر ہزار افراد محشور ہوں گے اور بدون حساب بہشت میں داخل ہوں گے۔

ابن قولویہ نے (کامل الزیارات) میں معتبر سند کے ساتھ خضرمی سے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ہم نے حضرتؑ سے عرض کیا حرم خدا اور حرم رسولؐ کے بعد سب سے افضل مقام کون ہے؟

حضرتؑ نے فرمایا:

الکوفة یا ابابکر، هی الزکیّة الطاهرة، فیها قبور النبیین المرسلین وغیر المرسلین والأوصیاء الصادقین، وفیها مسجد سهیل الذی لم یبعث اللّٰه نبیاً اِلا وقد صلّی فیه.

ومنها یظهر عدل اللّٰه، وفیها یکون قائمه والقوّام من بعده، وهی منازل النبیین والأوصیاء والصالحین.

اے ابا بکر کوفہ ہے: وہ پاکیزہ و طاہر مقام ہے اس جگہ انبیاء مرسلین اور اوصیاء صادقین کی قبریں ہیں مسجد سہلہ اس میں واقع ہے یہ وہ مسجد ہے کہ جس میں ہر مبعوث

ہونے والے نبی نے نماز ادا کی ہے۔

اس شہر سے عدل خدا ظاہر ہوگا قائم خدا اوران کے بعد کے قائمین اسی شہر میں ہوں گے یہ انبیاءؑ، اوصیاءؑ اور شائستہ افراد کا شہر ہے۔(۱)

۳: مسجد مقدس جمکران

اس مسجد کو بنانے کا حکم حضرت امام عصر ارواحنا فداہ نے دیا ہے اور وہ بھی بیداری کے عالم میں حکم تھا، پرہیز گار و پارسا شخص جناب شیخ حسن بن مثلہ جمکرانیؒ امام (عج) کے حکم سے اس مقدس مسجد کی تعمیر کی علت یوں بیان کرتے ہیں۔

۳۹۳ہجری ماہ مبارک رمضان کی سترہویں تاریخ اور سہ شنبہ کی شب تھی میں اپنے گھر میں سو رہا تھا اور شب کا کچھ حصہ گذر چکا تھا کہ کچھ لوگ ہمارے گھر آے اور کہنے لگے اٹھو اور چلو تم کو تمہارے امام زمانہ (عج) نے بلایا ہے ان کی دعوت قبول کرو۔

حسن بن مثلہ کا بیان ہے: میں تیزی سے اٹھا اور اپنا کپڑا تلاش کرنے لگا تا کہ آمادہ ہو جاؤں اور عرض کیا ہم کو کپڑا تبدیل کرنے کی اجازت فرمائیے۔

آواز آئی یہ تمہارا پیراہن نہیں ہے اسے نہ پہنو، چنانچہ اسے رکھ دیا اور اپنا پیراہن سامنے پایا اسے پہن لیا، چاہتا تھا پاجامہ پہنوں آواز آئی وہ بھی تمہارا نہیں ہے اپنا پاجامہ پہنو اسے پھینک دیا اور اپنا پاجامہ پہنا اور گھر کی کنجی کی تلاش میں تھا کہ آواز آئی کنجی کی ضرورت نہیں ہے دروازہ کھلا ہوا ہے۔

دروازہ پر پہنچا دیکھا بزرگوں کی ایک جماعت میری منتظر ہے سلام و آداب بجالایا انھوں نے ہمیں جواب سلام دیا اور مبارک باد پیش کی اور ہمیں اس جگہ لے گئے جہاں اس وقت مسجد جمکران موجود ہے۔

(۱) مفتاح الجنّات ج ۱ ص ۴۲۶.

اچھی طرح دیکھا، تو نظر آیا فضا نورانی ہے ایک تخت لگا ہوا ہے اور اس پر خوبصورت قالین بچھا ہے

اورخوبصورت تکیہ بھی لگا ہوا ہے ایک جوان جس کی عمر تیس سال ہوگی اس تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور تکیہ سے ٹیک لگائے ہوئے ہے اور ایک ضعیف شخص ایک ہاتھ میں کتاب لئے ہوئے اس کے لئے پڑھ رہا ہے اور اس جگہ ساٹھ سے زائد افراد سفید اور سبز رنگ کا لباس پہنے ہوئے اس مقدس وجود کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے اطاعت میں مشغول ہیں وہ ضعیف شخص حضرت خضرؑ تھے۔

حضرت خضرؑ نے ہم کو بیٹھنے کا حکم دیا، میں بیٹھ گیا حضرت امام زمانہ اروا حنا فداہ نے ہماری طرف رخ کیا اور ہم کو ہمارے نام اور مکان کے ساتھ مخاطب کیا اور فرمایا:

جاؤ حسن مسلم سے کہدو کہ تم کئی سال سے اس زمین پر غاصبانہ قبضہ کئے ہوئے ہو اور اس پر زراعت کرتے ہو ہم اسے خراب کردیں گے پانچ سال سے تم اس پر غاصبانہ زراعت کر رہے ہو اور اس سال پھر زراعت کرنا چاہتے ہو اب تم کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اس زمین پر زراعت کرو اور ابھی تک اس زمین سے جو فائدہ اٹھایا ہے اسے واپس کرو تا کہ اس جگہ مسجد بنائی جا سکے۔

حسن مسلم سے کہہ دو : **یہ مقدس سرزمین ہے پروردگار عالم نے ساری زمینوں میں اسے منتخب کیا ہے اور اسے منزلت بخشی ہے اور تم نے اس زمین پر قبضہ کرلیا ہے اور اپنی زمینوں کے ساتھ ملا دیا ہے۔**

پروردگار عالم نے تم کو اس کی سزا یہ دی کہ تمہارے دو جوان بیٹوں کو تم سے لے لیا لیکن تم متوجہ نہ ہوئے اگر پھر بھی تم نے اس عمل کو جاری رکھا تو ایسی سزا ملے گی کہ تم خود بھی سمجھ نہ پاؤ گے۔

ہم نے کہا: اے میرے سید و سردار میں اس پیغام کو پہنچانے کے لئے شاہد یا کوئی ثبوت چاہتا ہوں اس لئے کہ لوگ بدون علامت اور دلیل ہماری بات نہیں سنیں گے اور نہ ہی قبول کریں گے۔

فرمایا: ہم اس جگہ ایک علامت چھوڑ جائیں گے تا کہ تمہاری بات کو لوگ قبول کرلیں، تم جاؤ اور ہمارا پیغام پہنچا دو اور سید ابو الحسن (۱) کے پاس بھی جانا اور ان سے کہنا: اٹھو اور اس زراعت کرنے والے کو حاضر کرو اور ابھی تک اس زمین سے جو

فائدہ اس نے اٹھایا ہے اسے لیکر مسجد تعمیر کرنے کے لئے لوگوں کو دیدو اور اگر پیسہ کم پڑے تو باقی پیسہ (رہق) جو کہ اردھال کی طرف ہے ہماری ملک ہے وہاں سے اسے پورا کرو اور مسجد مکمل کرو ہم نے (رہق) کی آدھی ملکیت کو مسجد کے لئے وقف کردیا ہے ہر سال اس کی درآمد کو وہاں سے لایا جائے اور اس مسجد پر صرف کیا جائے۔

اور لوگوں سے کہو: **اس جگہ شوق و اشتیاق کے ساتھ اکٹھا ہوں اور اس کی تعظیم کریں اور اس جگہ چارر رکعت نماز ادا کریں۔(۲)**

جناب حسن بن مثلہ کہتے ہیں: ہم نے جب یہ سنا تو اپنے آپ سے کہا گویا یہ وہی جگہ ہے جس کے متعلق آپ فرمارہے تھے اور اس جوان کی طرف اشارہ کیا جو ٹیک لگائے بیٹھا تھا.(۳)

روئے زمین پر مسجد مقدس جمکران بہت ہی اہم معنوی مقام ہے، اور جو افراد اس مقدس مسجد میں شرفیاب ہوتے ہیں انھیں اس کا پورا احترام کرنا چاہئے اور اس کی اہمیت پر توجہ دینی چاہئے

(۱) قابل ذکر ہے مسجد جمکران کا مسئلہ بیداری کے عالم میں حسن بن مثلہ کے لئے پیش آیا یہ جناب سید ابوالحسن الرضا کی شان ومنزلت کو بیان کرتا ہے اس لئے کہ آپ کے زمانہ میں بہت سے سادات قم میں ساکن تھے لہٰذا امام زمانہ(عج) کی طرف سے آپ کا انتخاب ان بزرگوار کے مقام ومنزلت کو ظاہر کرتا ہے .ان کا مرقد خیابان (روڈ) آذر قم میں ہے اس جگہ محبین اہل بیت زیارت کی غرض سے مشرف ہوتے ہیں بلکہ وہ لوگ جو مسجد جمکران مشرف ہوتے ہیں ان کے لئے شائستہ ہے ان بزرگوار کی بھی زیارت کو جائیں اور ان کی بارگاہ کے مجاوروں اور پڑوسیوں پر لازم ہے کہ اس مقدس مقام کا احترام کریں اور ان کی زیارت کا اہتمام کریں،

(۲) مسجد مقدس جمکران کی نماز کا طریقہ اسی کتاب کے ص۱۲۸ پر نقل کریں گے. (۳) نجم الثاقب ص۳۸۳.

اور اس پر فیض مقام پر شرفیاب ہونے کے بعد اپنی روح وجان کو معنویت سے سرشار اور اپنے وجود کو نورانی کرنا چاہئے۔

اس جگہ ہم ان بعض نکات کو ان افراد کے لئے بیان کریں گے جو اس مقدس مقام پر شرفیاب ہوئے ہیں۔

۱:   حضرت امام عصر ارواحنا فداہ نے جناب حسن بن مثلہ جمکرانی کو بیداری کے عالم میں حکم دیا: عظیم الشان امامزادہ سید ابوالحسن لرضا اس مقدس مسجد کی بنیاد رکھیں اور تمام منابع اور مصادر میں یہ واقعہ بیداری کے عالم میں نقل ہوا ہے۔

۲:   حضرت بقیت اللہ ارواحنا فداہ کے مسجد جمکران کی تعمیر کے حکم سے سیکڑوں سال پہلے حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اس واقعہ کی خبر دی تھی ایک روایت جسے صاحب (انوار المشعشعین) نے ذکر کیا ہے اس میں امیر کائنات، ولیِ عوالم وجود حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اپنی پیشگوئی میں اس کی تفصیل بیان کی ہے اس روایت میں حضرت نے مسجد مقدس جمکران کی عظمت کے متعلق وہ راز بیان کیا ہے جسے سب لوگ سننے کی قوت نہیں رکھتے۔

۳:   امام عصر (عج) کے ظہور کے وقت کوفہ کے بعد مسجد مقدس جمکران آنحضرت (عج) کا دوسرا مرکز ہوگا. اور حضرت امیر المومنینؑ نے اس روایت میں فرمایا ہے۔

ظہور کے وقت امام عصر کے فوجیوں کا پرچم کوہ خضر پر لہرائے گا۔

۴:   بہت ہی اہم نکتہ جس پر توجہ رکھنی چاہئے وہ یہ کہ مسجد مقدس جمکران صرف آنحضرت (عج) کے ظہور کے وقت ان کی قوت کا مرکز اور روحی تبدیلی کا مقام نہیں ہے بلکہ آنحضرت (عج) کی غیبت کے زمانہ میں بھی اس میں وہ خصوصیت موجود ہے۔

اس نکتہ کو خود امام عصر ارواحنا فداہ نے فرمایا ہے: جو بھی اس نماز کو اس جگہ پڑھے ایسے ہی ہے جیسے اس نے خانہ خدا میں نماز کو ادا کی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خانہ خدا نہ صرف زمین کے جاذبہ، کا مرکز ہے بلکہ خود اس کا وجود روحی اور جسمی اعتبار سے انسان کے اوپر اثر انداز ہے اور یہ بیت معمور ،آسمانی وفضای معنوی مقام کے مقابل ہے۔

لہٰذا اگر انسان خانہ خدا میں ہو اور اس میں نماز ادا کرے تو ارتباط کی راہ اس کے لئے کھل جاتی ہے اور اپنے آپ کو زمین وآسمان کے روحی وجسمی جاذبہ کے درمیان قرار دے دیتا ہے. اور نا مرئی امواج انسان کے جسم وجان کے اندر مفید تبدیلیاں پیدا کرتی ہیں اور مسجد مقدس جمکران کی

اصل جگہ بھی اسی طرح کی خاصیت رکھتی ہے۔

امام عصر (عج) کا کلام جس میں آپ مسجد مقدس جمکران میں نماز پڑھنے کو خانہ کعبہ میں نماز ادا کرنے کے مانند قرار دیتے ہیں سے پتہ چلتا ہے کہ مسجد مقدس جمکران کے اصل مقام میں بہت سے غیر معلوم اسرار پوشیدہ ہیں۔

حضرت امیر المومنینؑ نے بھی اسی طرح کا اشارہ کیا ہے۔

مامن سرّ الاّ وانا افتحه وما من سر الا و القائم يختمه۔(۱)

کوئی بھی ایسا راز نہیں ہے مگر یہ کہ اسے میں نے برملا نہ کیا ہو اور قائم ان سب کو بیان کریں گے۔

مسجد مقدس جمکران کی تعمیر اس کی عظمت اور راز کے متعلق پہلے حضرت امیر علیہ السلام نے خبر دی تھی اور اس کے تمام اسرار حضرت حجت (عج) کے ظہور کے وقت لوگوں پر عیاں ہوں گے انشااللہ۔

ہم اس پرعظمت زمانہ کی یاد پھر سے تازہ کرتے ہیں اور پروردگار عالم سے دعا کرتے ہیں جتنی جلدی ممکن ہو اس نورانی دور کو لا دے تا کہ عالم وجود کے اسرار فاش ہو جائیں اور تمام عالم لامحدود دانش اور عدل و انصاف پر ہو جائے۔

(۱) بحارالانوار ج ۷ ص ۲۶۹

۵: جو افراد اس مقدس مقام پر مشرف ہوتے ہیں انھیں جاننا چاہئے کہ وہ بہت ہی مقدس مقام پر قدم رکھ رہے ہیں اس مقام پر حضرت حجت ارواحنا فداہ کی توجہ ہے اور آنحضرت (عج) کی نگاہوں کے سامنے ہیں اس طرح کہ جیسے آنحضرت (عج) کے گھر میں داخل ہوئے ہیں اور آنحضرت (عج) کے حضور میں ہیں۔

لہذا یہاں دیگر مقامات سے زیادہ حضور کے شرائط کی رعایت کریں۔اور یہ توجہ رکھیں کہ حضرت کے سامنے ہیں بلکہ ان کی توجہ ہمارے افکار، تصورات اور خیالات پر ہے اور ہمارے نفس و ضمیر سے بھی باخبر ہیں۔

اس لئے ہمیں ہر جگہ اپنی رفتار، گفتار اور افکار پر توجہ رکھنی چاہئے ،بالخصوص مسجد جمکران میں آنخضرت (عج) کے مہمان ہیں اورادب کا زیادہ خیال رکھیں۔

اس مقدس مقام کے ادب کی ایک شرط یہ ہے کہ انسان مسجد مقدس جمکران شرفیاب ہونے کے اپنے مقصد کو مشخص کرے اور اپنے لئے بہترین ،عالی ترین اور اہم ترین ہدف کا انتخاب کرے اور خود کو چھوٹے مقاصد، مادی مسائل اور ذاتی فائدہ کا پابند نہ کرے .اور یہ توجہ رکھے کہ اس زمانہ کا سب سے اہم مسئلہ حضرت امام عصر (عج) کے ظہور میں تعجیل ہے۔

اسی وقت تمام انسانوں کی مادی ومعنوی مشکلات دور ہوں گی اور رنج وغم کوراہ نہ ملے گی تو اس سے بہتر اور کیا ہوگا کہ تمام انسانوں کی نجات کے لئے دعا کریں اور مسجد مقدس جمکران جانے کا اپنا اصلی ہدف حضرت امام عصر ارواحنا فداہ کے لئے دعا'استغاثہ اور آنخضرتؑ کے ظہور میں تعجیل قرار دیں۔

غیبت کے زمانہ کے فرائض پر توجہ

گرچہ ہم نے اس کتاب کو پروردگار عالم کی توفیق اور حضرت بقیت اللہ ارواحنا فداہ کے لطف سے زمانہ غیبت کے ایک اہم فریضہ یعنی امام (عج) کے ظہور کی تعجیل کے لئے دعا کے متعلق تالیف کیا ہے لیکن شائستہ ہے اس کے مقدمہ میں اس تاریک دور اور پرآشوب زمانہ غیبت میں بعض دیگر فرائض کا بھی ذکر کریں گرچہ آرزو ہے ہمارے ہی زمانہ میں غیبت سے پردہ اٹھ جاے .اس لئے کہ جو روایتیں ائمہ اطہارؑ سے وارد ہوئی ہیں اس کے مطابق ہر صبح وشام آنخضرت (عج) کا ظہور متوقع ہے اور ہم کو چاہئے کہ منتظر رہیں۔

افسوس کہ اس سے متعلق کوئی جامع کتاب جس میں غیبت کے زمانہ میں تمام فرائض کی تفصیل درج ہو افراد کے ہاتھ نہیں لگی ہے اور اس باب میں جو گرانقدر کتابیں لکھی گئی ہیں وہ صرف غیبت کے تاریک زمانہ میں چند وظائف پر مشتمل ہیں ان میں بھی سب کا ذکر نہیں ہے۔

اور اگر لوگ روز اول اپنی زبوں حالی وتباہی کی طرف متوجہ ہوجاتے تو عصر ظلمت اتنا طولانی نہ ہوتا۔

بہر حال سبھی لوگ بالاخص وہ افراد جن کا فریضہ تھا کہ اس طرح کے مسائل بیان کریں اور اس سے انھوں نے غفلت کی اور تغافل سے کام لیا انھیں شدت سے غمگین اور شرمندہ ہونا چاہئے

کیا مناسب ہے کہ امیر عالم ہستی جو اس منظومہ میں بلکہ تمام منظومۂ کائنات اور کہکشانوں میں ہماری ضرورتوں سے واقف ہے ہمارے درمیان ہو اور ہم اس سے غافل ہوں؟

کیا زیبا ہے کہ اربوں انسانوں کے ذہن نور خدا کے پنہاں ہونے کی وجہ سے اسی طرح پردۂ ظلمت میں باقی رہیں؟

کیا شائستہ ہے اربوں انسانوں میں سے ہر ایک بنام قلب کوئی شئ اپنے ہمراہ رکھتا ہو اور اس کی عظمت سے بے خبر ہو۔

کس زمانہ میں قلوب اپنی حقیقی زندگی کی راہ پا سکیں گے اور حقیقی انسانی زندگی کی عظمت سے آشنا ہو سکیں گے؟

کس زمانہ میں انسانی مغز کے تمام خاکی خلیے (cells) متحرک ہوں گے؟ اور انسانی سماج لامحدود دانش کی وسعتوں سے سرشار ترقی کی راہ طے کریگا؟

کس زمانہ میں نور خدا سے آشنائی کی بنا پر تیرگی اندھیرے، استبداد اور ستم کا خاتمہ ہوگا اور الٰہی حکوت کے زیر سایہ عالمی انصاف کا دن دیکھ سکیں گے؟ اور کیا یہ سب کچھ حضرت بقیت اللہ کی حکومت کے سوا کہیں اور ممکن ہے؟ اگر ہے تو کیوں ہم اس کا جلوہ نہیں دیکھتے؟ اور کیوں اس زمانہ کے اندھیرے کا رونا روتے ہیں؟ کیوں عالم کے مستقبل سے آگاہ نہیں ہیں؟ (۱) اور کیوں عصر غیبت میں اپنے وظیفے پر عمل نہیں کرتے؟

امام زمانہ ارواحنا فداہ کی غیبت کا عادی ہو جانا

ان سارے سوالوں کا جواب یہ ہے کہ ہم نے اپنے آپ کو زمانہ غیبت کا عادی بنا لیا ہے اور تیرگی و تاریکی سے مانوس ہو گئے ہیں اور عادت خود ایک غیر محسوس قوی قدرت ہے جو انسانوں کو اچھائی یا برائی کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے۔

انسان کا کسی بھی چیز کا عادی اور اس سے مانوس ہوجانا انسانی فطرت اور طبیعت کے مانند آدمی کو اسی طرف جذب کرتا ہے، کہ گویا اس مسئلہ میں انسان کے پاس کوئی اختیار وارادہ نہیں ہے اور پروردگار عالم نے انسان کی فطرت میں اس قدرت کو دیعت کیا ہے تا کہ وہ اچھائیوں کا عادی بننے میں بغیر کسی زحمت کے اور لاشعوری طور پر اس کی طرف جذب ہو، اور گندگی و برائیوں سے دوری اختیار کرے، یہی وجہ ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام عادت کو انسان کی فطرت ثانیہ قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں: ''**العادة طبع ثان** (۲)

عادت طبیعت ثانیہ ہے۔

یہ مختصر کلام بلند معنی وحقائق پر مشتمل ہے اس روایت کی بنا پر جس طرح انسان اپنی فطری اور طبیعی

(۱) اس سلسلہ میں مؤلف نے ایک کتاب بنام ''نگاہی بہ آئندہ جہان'' لکھی ہے.

(۲) شرح غرر الحکم ج۱ص ۱۸۵.

خواہش کی بنا پر قدم آگے بڑھاتا ہے اس طرح ان چیزوں کی طرف چل پڑتا ہے جس کا وہ عادی ہو چکا ہے۔

انسان کو چاہئے کہ اپنی اس عظیم قدرت کو صحیح راستہ اور گرانقدر مقاصد میں استعمال کرے اور اپنے آپ کو بری اور گندی عادتوں میں مبتلا ہونے سے بچائے۔

افسوس ہمارا سماج صحیح قیادت نہ ہونے، اور ہدایت کرنے والے کے اندر ایسی قدرت کہ جس کی بنا پر وہ سماج کو اخلاقی فضائل اور انسانی صفات سے آراستہ و پیراستہ کرسکے کے فقدان کی وجہ سے فردی اور اجتماعی غلط عادتوں میں گرفتار ہو گیا ہے۔

اجتماعی عادت کی قدرت فردی عادت کی قدرت سے کہیں زیادہ ہے اور جس چیز کا پورا معاشرہ عادی بن چکا ہو اس کی طرف کسی کو بھی جذب کرنا بہت ہی آسان ہے۔

اور ایک نہایت کریہہ عادت جس کی طرف معاشرہ نے ہمیں کھینچا ہے اور اپنی قید میں ہمیں جکڑا ہے وہ جیسے گذر جائے گذارنا اور موجودہ صورت حال کا عادی بن جانا اور حیات عطا کرنے والے مستقبل کے متعلق نہ سوچنا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ اور اہل بیتؑ نے انتظار کے مسئلہ کو بیان کرکے اور اس کے متعلق لوگوں

میں شوق پیدا کر کے عوام کو جس حالت میں ہیں اس میں پڑے رہنے اور اس کا عادی بننے کے متعلق آگاہ فرمایا ہے اور مسئلہ انتظار بیان فرما کر انھیں امید اور مستقبل کی طرف قدم بڑھانے کی دعوت دی ہے۔

افسوس جن افراد کا وظیفہ تھا کہ عوام تک یہ پیغام پہنچائیں، انھوں نے اس اہم مسئلہ میں کوتاہی کی ہے اور اس کی بنا پر لوگوں نے بھی جس حالت میں ہیں اسی میں پڑے رہنے کی عادت کر لی ہے اور مستقبل میں تابندہ اور روشن دنیا پانے کے لئے کوشش نہیں کی ہے اور کمال افسوس ہے کہ غیبت ابھی تک باقی ہے۔

ابھی بھی ہمارے سماج کی اکثریت ایک طرح کی سماجی عادت ''ظہور امام (عج) کے مسئلہ سے غفلت'' کا شکار ہے اور قانون وراثت کی دلیل کی بنا پر اس نے اسے ماضی کی نسلوں سے ترکہ میں لیا ہے جس کی بنا پر ہمارا سماج آج بھی جمود کا شکار ہے جب کہ اگر کوئی سماج غلط عادتوں کو ترک کر دے اور خود کو انسانی قیمتی صفات سے آراستہ کر لے تو وہ بلند مقام حاصل کر سکتا ہے۔

حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں:

بغلبة العادات الوصول الی اشرف المقامات. (۱)

عادات پر غلبہ کے ذریعہ انسان عالی اور بلند مقامات تک پہنچ سکتا ہے۔

ہمارے سماج کو چاہئے کہ اپنے اندر انتظار کی حالت پیدا کرے اور منجی عالم حضرت بقیت اللہ اروحنا فداہ کے لئے دعا کر کے عصر غیبت کی تیرگی سے غفلت کی دیرینہ عادت کو ترک کرے اور دل و جان سے امام عصر (عج) کی حکومت عدل کے قائم ہونے کے لئے بارگاہ پروردگار میں دعا کرے۔

اپنی فکری روش تبدیل کریں

روحی پیش قدمی اور فکری تغیر کے ذریعہ اپنے اندر خاص تبدیلیاں پیدا کریں اور وہ افراد جو امام زمانہ (عج) اور اپنے سید و سردار سے غافل ہیں اپنے راستہ کو جدا کریں اور یقین رکھیں کہ جس طرح جسمانی باپ کی نسبت لاپرواہی اور غفلت بڑا گناہ ہے اسی طرح معنوی باپ کی نسبت لاپرواہی اور بے توجہی بھی بہت ہی عظیم گناہ ہے اور یہ نہایت تاریک انجام کا باعث ہوگی۔

اوراگرابھی تک امام عصرارواحنافداہ کی نسبت غافل رہے ہیں اورآنخضرت (عج) کے حیات بخش ظہور کی فکر میں نہیں رہے ہیں، اگرابھی تک امام عصر کےظہور کے پرعظمت دن کےآنے کے لئے دعا کرنے والوں میں نہیں تھے ، اگر ابھی تک ہمیں علم نہیں تھا کہ امام زمانہ اور اپنے مولاو آقا کی نسبت

(۱)شرح غررالحکم ج۳ص ۲۲۹.

ہمارا فریضہ کیا ہےتو اس وقت ہم کواس حقیت کاعلم ہوگیا اور ہم اچھی طرح واقف ہوگئے کہ غیبت کے زمانہ میں لوگوں کا شرعی وظیفہ اور زیادہ سنگین ہے اور خود کوغفلت سے نجات دیتے ہوے ایک مردانہ ارادے اور مستحکم عزم کے ساتھ اپنے ماضی کا جبران کریں اور حضرت بقیت اللہ کے انتظار کی راہ میں تلاش و کوشش کے لئے قدم بڑھائیں اور ہمیں علم ہونا چاہئے کہ ولایت کو چاہنے والوں اوراس سے محبت کرنے والوں کی نسبت آنخضرت (عج) کا لطف باعث ہوگا کے گذشتہ معاف کردیا جائے اورآنخضرت کا مہربان قلب ہماری غلطیوں سےچشم پوشی کرلے۔

کیاحضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کےان تمام مظالم وستم کے بعدنہیں فرمایا:

لاتثریب علیکم الیوم یغفراللہ لکم و ھوارحم الر احمین (۱)

آج تمہارے لئے کوی سرزنش نہیں ہے پروردگار عالم تمہیں بخش دیگااور وہ سب سےزیادہ رحم کرنے والا ہے۔

ہم کو یقین ہونا چاہئے کہ انسان کی عظیم روح اس لئے نہیں ہے کہ مادی اور دیگر بے اہمیت مسائل سے وابستہ ہو بلکہ اسے اس لئے خلق کیا گیا ہے کہ معنوی مسائل سے آشنا ہو پروردگار عالم اور اس کے جانشینوں کو پہچانے اورالٰہی مسائل کی طرف راغب ہویہی انسان کی خلقت کا ہدف ہے کیازیبا ہے جوانسان سید بحرالعلوم اور مرحوم شیخ انصاری کی طرح امام عصر سے رابطہ پیدا کر سکے وہ اپنی روح کو مادی افکار میں غرق کرکے اپنے وجودکوغفلت کی قیدوبند میں جکڑ دے؟

کیا شائستہ ہےوہ انسان جوخاندان وحی کی شناخت کے باعث معنوی فضامیں پرواز کرے وہ اپنے بال وپرتوڑکرقیدخانہ دنیامیں خودکوشیاطین کااسیر بنالے؟ کیا شائستہ ہےانسانوں کی اربوں آبادی کے درمیان

پورے عالم میں معدودے چند افرادعصرغیبت کے کمرشکن مفاسد سے آشنا ہوں؟ کیوں تمام انسان اپنی انسانی قدر سے باخبر نہ ہوں؟ اور نہ ہی انھیں یہ علم ہو کہ صرف اس صورت میں ان کی قدر و

(۱) سورۂ یوسف آیت ۹۲.

منزلت ہے کہ جب اس دنیا میں اپنی توجہ پروردگار عالم اور اس کے جانشین کی طرف متمرکز کریں؟ اگر سارے انسان ایسے مقام کی لیاقت نہیں رکھتے اور یہ مقام ایک خاص گروہ کا ہے تو ہم اور آپ کیوں اس جماعت میں نہ ہوں؟

کاروان رفت وتو درخواب وبیابان درپیش
کی روی؟ رہ زکہ پرسی؟ چہ کنی؟ چون باشی

عالم ہستی کے امید کی جانب

جو بھی سچی طرح امام عصر اروا حنا فداہ کی تلاش میں ہوگا اور آنحضرت (عج) کی راہ میں خدمت کرے گا اور اس ماہ عالم کے ظہور میں تعجیل کے لئے کوشش کرے گا تو اسے یقین رکھنا چاہئے کہ بالاخر وہ راستہ اسے ایسی جگہ لے جائے گا جہاں اس محبوب عالم کی طرف ایک دریچہ کھلتا ہو لہٰذا آنحضرت (عج) کی نسبت مدد اور فدا کاری کہ جس کے ہاتھوں کو عصر غیبت نے اسی طرح باندھ ڈالا ہے جیسے دشمنوں نے اول مظلوم ہستی حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے گلے میں ریسمان ڈالا اور ان بزرگوار کے ہاتھوں کو باندھ دیا تھا،) لہٰذا خاموش نہ بیٹھیں اور آنحضرت (عج) کے ظہور میں تعجیل کے لئے کوشش کرکے غیبت کی رسی کا کم از کم ایک تار توڑ دیں۔

اطمینان رکھیئے اگر کوئی آنحضرت (عج) کی راہ میں کوشش اور فدا کاری کرے اور کسی فریب کاری کی فکر میں نہ ہو تو بلا شبہ اس پر حضرت (عج) کی عنایت ہوگی اور آنحضرت (عج) ایک کلام، یا پیغام، یا ایک نگاہ کے ذریعہ ضرور اس کے قلب کو شاد کریں گے اس لئے کہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی کسی کی حقیقی تلاش میں ہو اور اس کے لئے کوشش کرے اور سرانجام اپنے کامل مقصود یا حداقل کچھ حصہ بھی نہ پائے

حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں:''من طلب شیئانالہ او بعضہ(۱) جوکسی چیز کی تلاش

(۱)شرح غرر الحکم ج۵ص۳۰۵.

میں ہو وہ اسے پوری طرح یا اس کا کچھ حصہ ضرور پائے گا۔

آپ اطمینان اور یقین رکھیں کہ یہ اگر چہ غیبت کا تیرہ و تاریک دور ہے ولایت حضرت بقیت اللہ ارواحنا فداہ کے ظاہر ہونے کا زمانہ ابھی تک نہیں آیا ہے لیکن اس کے باوجود آنحضرت (عج) دائرہ امکان کے قطب اور امیر ہستی ہیں اور آنحضرت (عج) کی ولایت مطلقہ نے سارے عالم کو اپنے اندر لے رکھا ہے۔

آنحضرت (عج) کی زیارت میں پڑھتے ہیں:

السلام علیک یا قطب العالم.

اے عالم ہستی کے قطب آپ پر ہمارا سلام ہو۔

غیبت کے تاریک دور میں اسی طرح ظہور کے نورانی زمانہ میں اس مقدس وجود کے نور کے زیر سایہ اس کائنات کی ہر شئی اپنی حیات کو جاری رکھے ہوے ہے اور رکھے گی، اور آنحضرت (عج) کی امامت و رہبری کی ممنون کرم ہے اور نہ صرف اس عالم کے مادی ذرات بلکہ جو مسیحا نفس ہیں وہ بھی ان بزرگوار کے حکم اور فرمان کے تابع ہیں بلکہ خود حضرت عیسیٰؑ کو دم مسیحائی بھی آنحضرت (عج) اور ان کے اباؤ اجداد طاہرینؑ کے طفیل میں حاصل ہے اور نہ صرف ظہور کے زمانہ میں بلکہ اس وقت بھی آنحضرت کی امامت کے پرچم کے زیر سایہ فرائض کو انجام دینے میں مشغول ہیں۔

حضرت (عج) کی زیارت میں پڑھتے ہیں:

السلام علیک یا امام المسیح .

اے مسیح کے امام آپ پر سلام ہو۔

یہ امامت و رہبری حضرت (عج) کے ظہور کے پرشکوہ زمانے سے مخصوص نہیں ہے بلکہ اس وقت بھی حضرت عیسیؑ اپنے اس عظیم مقام کے باوجود، آنحضرت (عج) کی امامت و رہبری کی اتباع اور ان کے نقش قدم پر گامزن ہونے پر مفتخر ہیں۔

تمام نجیب ونقیب افراد اور اولیاء خدا اتباع نفس سے دست بردار ہو گئے ہیں اور عمل میں کوئی حیلہ درکار نہیں ہے اور انھیں پروردگار عالم کے نزدیک جوقدر واہمیت حاصل ہوئی ہے، **انھوں نے اس زمانے میں مقام نورانیت اور نور عالم ہستی کی راہ یا دریچہ پالیا ہے**، اور امام عصر ارواحنا فداہ انہیں برتر افراد کی موجودگی سے غیبت کی غربت کی تلافی کرتے ہیں روایت میں ہم پڑھتے ہیں:

ومابثلاثین من وحشةٍ(۱)

(حقیقی چاہنے والوں میں) تیس افراد کے ہونے کے بعد آنخضرت (عج) کے لئے تنہائی نہیں ہے۔

گذشتہ مطالب کے بیان کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ غیبت کا قطعی یہ معنی نہیں ہے کہ موجودات عالم سے حضرت بقیت اللہ ارواحنا فداہ کی غیبی مدد کو اٹھالیا گیا ہے اور آنخضرتؑ کسی کی دستگیری نہیں فرماتے اور نہ ہی کسی پر نور ونورانیت کا دریچہ وا ہوتا، بلکہ جس طرح ہم نے عرض کیا وہ افراد جو صداقت کے ساتھ آنخضرت کی طرف قدم بڑھاتے ہیں اور امام کے معارف کے بحر بیکراں سے مستفید ہونے کے لئے امام عصر ارواحنا فداہ کے ظہور کے پرشکوہ دور کے آنے کے لئے لحظہ شماری کررہے ہیں وہ حضرت کے پیغام یا ایک نگاہ کے ذریعہ اپنے قلب کو استوار سے استوار تر کرلیتے ہیں ہاں اس طرح کے افراد کسی حیلہ ومکر کی فکر میں نہیں ہیں اور ہمارے لئے ان کا پیغام یہ ہے۔

فَاخْلَعْ نَعْلَيْکَ إِنَّکَ بِالْوٰادِی الْمُقَدَّسِ طُوٰی (۲) اپنی جوتی اتار دو اور دیکھو ابھی تک اپنے پاؤں کو کس طرح تکلیف دی اور اس طرح امیر عالم ہستی، اور قطب عالم امکانی تک پہنچنے سے باز رہے ہیں

افسوس ہم میں سے بعض افراد نہ صرف حیلہ ومکر کو اپنے آپ سے دور نہیں کرتے بلکہ دوسروں میں بھی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور انھیں بھی آزردہ کرتے ہیں اس طرح کے افراد نیش زبان

(۱) بحار الانوار ۱۵۳/۵۲۔

(۲) سورۂ طہ آیت ۱۱۔

سے زیادہ اپنے احباب کے دل میں خنجر چبھاتے ہیں،اس لئے کہ شیطانی سرگوشیوں کی بنا پر ہر ایک کو راہ راست سے باز رکھنا چاہتے ہیں، گویا انھیں اس کا علم نہیں ہے کہ آنحضرت (عج) کی راہ کی مخالفت آنحضرت (عج) کے واقعی دوستوں سے دشمنی ان بزرگوار سے دشمنی ہے کیا حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے نہج البلاغہ میں نہیں فرمایا ہے:

أصدقاؤک ثلاثة،وأعداؤک ثلاثة، فأصدقاؤک صديقک، وصديق صديقک، وعدوّ عدوّک، وأعداؤک عدوّک، وعدوّ صديقک، وصديق عدوّک،(۱)

تمہارے تین دوست ہیں اور تین دشمن ہیں۔

لیکن دوست (۱)خود تمہارے دوست(۲) تمہارے دوست کے دوست (۳)تمہارے دشمن کا دشمن،اور دشمن (۱) خودتمہارے دشمن (۲) تمہارے دوست کے دشمن (۳)تمہارے دشمن کا دوست۔

لہٰذا کیا امام عصر (عج) کے دوستوں سے دشمنی کرنا ان بزگوار کی مخالفت نہیں ہے؟

اس گفتگو کو ترک کریں اس لئے کہ یہ سب کو اچھی نہیں لگے گی اس وقت ریگ اور ریگزار زیادہ ہیں اور تپتے ہوے بیابانوں میں ریگ گرم قابل شمار نہیں ہیں اور قحط اور سوکھے نے اپنا کریہہ چہرہ ہر ایک پر ظاہر کر دیا ہے اور بارش کی فکر نے ہر ایک کو پریشان کر رکھا ہے اور کچھ نماز استسقاء پڑھنے کے لئے چل پڑے ہیں۔

لیکن آب رحمت کی غیبت کو سیکڑوں سال گذر چکے ہیں اور لوگ اس کے مادی ومعنوی فائدے سے محروم ہیں افسوس وہاں تک پہنچنے کی کوشش نہیں کرتے ،بارش کی فکر میں ہیں جبکہ بارش آنحضرت (عج) کے وجود بابرکت کی بنا پر ہوتی ہے۔

(۱) نہج البلاغہ کلمات قصار۲۹۵.

کیا ہم زیارت جامعہ میں نہیں پڑھتے ہیں،**بکم ينزّل الغيث** ،آپ کی وجہ سے باران رحمت آتی

ہے، لیکن ایسے ہی تھا اور ہے کہ اصل کو بھلا دیتے ہیں اور فرع کی تلاش میں رہتے ہیں بالکل اسی طرح کہ ہم مسبب الاسباب کو فراموش کر دیتے ہیں اور اسباب کے حصول میں لگ جاتے ہیں۔

حضرت بقیہ اللہ ارواحنا فداہ کی طرف توجہ ضروری ہے

ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت بقیت اللہ الاعظم (عج) کی طرف توجہ کا نتیجہ پروردگار عالم کی طرف توجہ ہے بالکل اسی طرح بقیہ ائمہ طاہرین علیہم السلام کی طرف توجہ رب العزت کی طرف توجہ ہے لہذا ائمہ اطہار کی زیارت ان سے توسل، پروردگار عالم کی طرف توجہ کا باعث ہے، چنانچہ جو بھی پروردگار عالم سے تقرب کا قصد رکھتا ہو اسے چاہئے ائمہ طاہرین علیہ السلام کی طرف توجہ کرے۔

ہم زیارت جامعہ میں پڑھتے ہیں:

وَمَنْ قَصَدَهُ تَوَجَّهَ بِكُمْ.

جو بھی اس (پروردگار عالم) کا قصد کرے وہ آپ کی طرف توجہ کریگا۔

انسان ائمہ اطہارؑ کی طرف توجہ کر کے نہ صرف ترقی اور کامیابی کے اسباب کو اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے بلکہ موانع اور وہ گناہ جو عالی مقامات تک پہونچنے کی راہ میں رکاوٹ ہیں انہیں دور کرتا ہے اس لئے کہ امام عصر ارواحنا فدا کی طرف توجہ اسی طرح بقیہ ائمہ اطہارؑ کی طرف توجہ کے ذریعہ انسان پر الٰہی رحمت و مغفرت کا باب کھل جاتا ہے اور اس کے دل سے باطنی تیرگی دور ہو جاتی ہے حضرت باقر العلوم علیہ السلام امیر المومنین علیہ السلام کے کلام (انا باب الله) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

یعنی من توجه بی الی الله غفر له(۱)

یعنی جو بھی ہمارے ذریعہ پروردگار عالم کی طرف توجہ کرے بخش دیا جائے گا۔

(۱) بحار الانوار: ۳۴۹/۳۹.

لہذا باب اللہ کی طرف توجہ کرنے کے ذریعہ انسان مورد بخشش قرار پا جاتا ہے اور اس کے گناہ اور روحی رکاوٹیں دور ہو جاتی ہیں۔

گرچہ چودہ معصومین علیہم السلام اس مقام نورانیت کا مالک ہونے کی بنا پر ہر زمانہ اور ہر عصر پر محیط ہیں، اورلوگوں کو چاہئیے کہ ہر عصر اور ہر زمانہ میں ان کی طرف توجہ رکھیں لیکن زمانہ کے آگے بڑھتے رہنے اور تغییر ہونے کی بنا پر ہر زمانہ کے انسان کو چاہئے کہ اس دور کے امام پر زیادہ توجہ دے، اس جگہ اس روایت پر توجہ فرمائیں:

عن عبد اللّٰہ بن قدامة الترمدی، عن أبی الحسن علیه السلام قال من شکّ فی أربعة فقد کفر بجمیع ماأنزل اللّٰہ عزّوجلّ، احدها معرفة الامام فی کل زمان و اوان بشخصه و نعته.(۱)

حضرت نے فرمایا جو چار چیزوں کے متعلق شک کرے وہ ان تمام چیزوں کی نسبت کافر ہوگیا ہے جن کو پروردگار عالم نے نازل فرمایاہے ،اور اپنے زمانہ کے امام کی شناخت پیدا کرنا ان میں سے ایک ہے یعنی انسان اپنے زمانہ کے امام کوانھیں صفات کے ساتھ پہچانے جن کا وہ مالک ہے ،لہذا ہر زمانہ میں اس وقت کے امام کی شناخت ومعرفت ہرایک پرواجب ہے اور جو اپنے زمانہ کے امام کی معرفت رکھتا ہو اوراس کی عظمت سے باخبر ہولیکن اس سے بےتوجہ ہو یہ کیسے ممکن ہے؟

لہٰذا اگر چہ دیگر ائمہ اطہار کی طرف اس کی توجہ ہولیکن امام عصر ارواحنا کی نسبت غفلت اور بےتوجہی اوران کے اوصاف وخصوصیات اور بلند مرتبہ کونہ پہچاننا صحیح نہیں ہے، اس عصر اور زمانہ میں ہمارا فریضہ یہ ہے کہ حضرت بقیت اللہ ارواحنا فداہ جن کی امامت کے زمانہ میں ہم ہیں، ان پر خاص توجہ رکھیں۔

(۱) بحارالانوار ج۷۲/۱۳۵.

وہ دعا جسے ایک معروف عالم دین مرحوم ملا قاسم رشتی کوتعلیم فرمایااس میں آپ نے تاکید کی ہے کہ اسے دوسروں کوبھی تعلیم دوا گرکوئی مومن کسی بلا میں گرفتار ہواوراسے پڑھےتو یہ مجرب اثر رکھتی ہے، ہم اس طرح پڑھتے ہیں:

"یا محمد یا علی یا فاطمة یا صاحب الزمان أدرکنی ولاتهلکنی"

جب آپ نے اسے اس طرح دعا تعلیم فرمائی تو ان کا بیان ہے کہ میں نے تھوڑی دیر صبر کیا، تو آپ نے فرمایا کیا اس عبارت کو غلط سمجھتے ہو۔

ہم نے عرض کیا ہاں: چوں کہ اس میں صرف چار افراد کو مخاطب کیا گیا ہے اور اس کے بعد جو فعل آیا ہے اسے جمع ہونا چاہئے۔

آپ نے فرمایا: تم بھول رہے ہو اس لئے کہ اس زمانہ میں عالم کو نظم دینے والے حضرت بقیت اللہ ہیں اور ہم اس دعا میں حضرات محمدؐ علیؑ فاطمہؑ کو ان بزرگوار کے یہاں شفاعت کے لئے پکارتے ہیں اور مدد صرف آنخضرت (عج) سے چاہتے ہیں۔(۱)

اس نکتہ پر توجہ رکھنا ضروری ہے کہ جس طرح پیغمبر اسلامؐ کے اور حضرت علی بن ابی طالبؑ کے زمانہ میں جناب ''سلمان فارسیؓ'' ''ابوذر غفاریؓ'' ''مقدادؓ'' اور دیگر اولیاے خدا ان حضرات سے متمسک تھے اور ان کے شمع وجود کے گرد مثل پروانہ اکٹھا رہتے تھے اسی طرح امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے زمانہ میں اس وقت کے اولیاے خدا ان کے پاس آتے یا ان سے رجوع کرتے تھے اور ان کی یاد سے غفلت نہیں کرتے تھے۔

دعاے ندبہ میں پڑھتے ہیں:

این وجه الله الذی الیه یتو جه الاولیاء ؟

کہاں ہے وہ چہرۂ الٰہی جس کی طرف اولیائے خدا توجہ کرتے ہیں؟

(۱) مرحوم عراقی کی کتاب دارالسلام ص ۳۱۷، ہم نے اس واقعہ کو اسی کتاب کے ص...... پر نقل کیا ہے.

لہٰذا اس زمانہ میں بھی پروردگار عالم کے بزگ اولیا اپنے زمانہ کے امام سے متمسک ہیں گر چہ وہ ہمارے درمیان ناشناختہ ہیں لیکن آنخضرت (عج) سے ان کا رابطہ برقرار ہے اور ان کے فرمودات سے مستفید ہوتے رہتے ہیں زیارت آل یٰس میں پڑھتے ہیں:

السلام علیک حین تقرء و تبیّن .

آپ پر سلام ہو اس وقت جب آپ (قرآن) تلاوت کرتے ہیں اور (اس کے اسرار) بیان فرماتے ہیں۔

لہذا ہر عصر اور زمانہ میں انسان کو چاہئے کہ اپنے زمانہ کے امام پر خاص توجہ رکھے اس جگہ اس روایت پر توجہ فرمائیں، جو امام رضا علیہ السلام سے نقل ہوئی ہیں:

عن مولانا الرضا عن آبائه عليهم السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في قول الله تبارك وتعالىٰ: ﴿يَومَ نَدعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِم﴾ (۱) قال:

يدعى كلّ قوم بامام زمانهم وكتاب الله وسنة نبيّهم. (۲)

حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنے اباء کرام سے نقل فرمایا ہے کہ رسول خداؐ نے پروردگار عالم کے اس قول (اس روز جب تمام انسانوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے) کے متعلق فرمایا: ہر گروہ اپنے زمانہ کے امام، کتاب خدا اور سنت پیغمبرؐ کے ساتھ پکارا جائے گا کہ آیا اس نے اپنے زمانہ کے امام کتاب خدا، اور سنت پیغمبرؐ کی نسبت جو اس کے فرائض تھے انھیں انجام دیا، یا نہیں دیا؟۔

لہذا روز قیامت امامت کے اہم مسئلہ اور اپنے امام کی معرفت کی نسبت شناخت یا اس سے کوتاہی کے متعلق سوال ہوگا۔

(۱) سورۂ اسراء آیت ۷۱.

(۲) بحار الانوار ج ۸ ص ۱۰.

اور آنحضرت (عج) کی طرف توجہ کی ایک اہم صورت ان دعاؤں، نمازوں اور زیارتوں کا پڑھنا ہے جو آنحضرت (عج) کے متعلق ائمہ اطہار علیہم السلام سے وارد ہوئی ہیں یا خود اس مقدس و بابرکت وجود کی طرف سے صادر ہوئی ہیں۔

امام عصر ارواحنا فداہ کے دوسرے نائب جناب مولانا محمد بن عثمان سے جو درخواست احمد بن ابراہیم نے کی تھی اس پر انھوں نے یہ تاکید فرمائی۔

توجه اِلَيْهِ بالزيارة (۱)

حضرت کی طرف توجہ زیارت کے ذریعہ کرو. (۲)

اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ زیارتیں اور وہ دعائیں جو حضرت کے متعلق وارد ہوئی ہیں ان کے ذریعہ انسان آنحضرت (عج) کی طرف توجہ کرسکتا ہے اور اپنے قلب و باطن کو آنحضرت (عج) کی طرف مجذوب کرسکتا ہے امام عصر ارواحنا فداہ کی شخصیت ومنزلت اور ہجر وفراق کا غم واندوہ نہ صرف آنحضرت (عج) کی غیبت کے زمانہ میں بلکہ ائمہ اطہار علیہم السلام کے زمانہ میں اس کا ذکر رہا ہے اور اہل بیت عصمتؑ میں ہر ایک نے حضرت بقیت اللہ ارواحنا فداہ کی شخصیت اور مقام کو بیان فرمایا ہے اور اس جان عالم کی غیبت و فراق پر اظہار افسوس کیا ہے۔

درحقیقت اہل بیت علیہم السلام نے نہ صرف اپنے بیان سے لوگوں پر لازم فرمایا ہے کہ عالم ہستی کے سرور کی یاد میں رہیں اور آنحضرت کی غیبت اور فراق میں اندوہگین وغمزدہ رہیں بلکہ عملاً بھی آنسو بہانے اور حضرت کی طولانی غیبت پر بھرے ہوئے دل سے آہ سرد بھرنے کے ذریعہ ہر ایک کو انتظار کا سبق دیا ہے، لیکن افسوس شیعہ اس اہم مسئلہ سے جو ان کی دنیوی اور اخروی زندگی میں نہایت اہم اثرات کا حامل ہے، غفلت برتتے ہیں اور اسے بھلا رکھا ہے۔

(۱) بحارالانوار:۵۳/۱۷۴۔

(۲) یہاں مقصود زیارت ندبہ ہے کہ جسے اس کتاب میں زیارت کے باب میں ہم بیان کریں گے۔

وہ بزرگ افراد جن کا وظیفہ تھا اور ہے کہ لوگوں کو عالم ہستی پر بہت ہی اہم اثرات مرتب کرنے والے نہایت اہم موضوع سے باخبر کریں انھوں نے تساہلی کی اور شیعہ معاشرے کی غفلت وبے توجہی کی وجہ سے ماضی کی طرح حال بھی حضرت بقیت اللہ کے ظہور کی نعمت سے محروم ہے اور سرور عالم (عج) کی دوری وفراق کی وجہ سے عالم ہستی علمی ومعنوی مراحل میں تکامل کی نعمت سے محروم رہا ہے اور زبردستی واستبداد اہل عالم پر حاکم ہے اور لعنت شدہ جبتری حکومت کے جاری رہنے کی وجہ سے اربوں مسلمان اور غیر مسلمان عوام اس کے خونی جنگل کے اندر گرفتار ہیں۔

ہمارا سماج دنیوی مسائل میں غرق ہے اور اس طرح اس کے اسباب پر اس کی نگاہیں گڑی ہوئی ہیں کہ اس نے مسبب الاسباب کو فراموش کردیا ہے، دنیا دار اسباب ہے اور ہمیں چاہیے کہ اپنے کاموں کے لئے اسباب و وسیلہ کی تلاش میں رہیں لیکن نہ اس حد تک کہ وسیلہ اور سبب کی تلاش میں مسبب الاسباب کو بھول

جائیں، ہمارا سماج اس پروردگار عالم سے بے توجہ ہے جس نے اس کائنات کو وجود بخشا ہے، اور اس کے ولی وجانشین سے بھی غافل ہے، حضرت امام عصر ارواحنا فداہ کی نسبت عوام کی غفلت اور بے توجہی کا ایک سب سے اہم عامل ان بزرگوار کی شخصیت ومنزلت کی صحیح واقفیت' کا نہ ہونا ہے جبکہ معصومین علیہم السلام کی روایت میں اس کی تصریح ہوئی ہے' افسوس بہت سے افراد جن کا فریضہ ہے کہ ان حقائق کو عوام تک پہنچائیں اور انھیں عالم وجود کے سرور اور رہبر کائنات کی طرف متوجہ کریں لیکن وہ اس امر میں کامیاب نہیں ہوئے ہیں۔

یہاں جو کچھ برادران یوسفؑ نے حضرت یعقوبؑ سے کہا وہی ہم حضرت امام عصر ارواحنا فداہ سے عرض کرتے ہیں،

اور اس طرح اپنے رحم دل اور مہربانی کرنے والے امام (عج) سے عفو اور بخشش چاہتے ہیں:

یا ابانا استغفر لنا ذنوبنا انا کنا خاطئین (۱)

(۱) سورۂ یوسف آیت ۹۷.

اے ہمارے باباجان ہمارے گناہوں کے لئے استغفار فرمایئے بلاشبہ ہم خطا کار تھے،

امید ہے ہمارے ماضی کی نسبت آنحضرت (عج) کی بخشش اور عفو ہمارے آئندہ کی تلافی ہو اور ہم **ان بزرگوار کی یاد میں رہیں اور جتنی بھی ہم میں قوت ہے اسے دوسروں کو اس مقدس وجود کی طرف راغب کرنے میں صرف کریں اور ان بزرگوار کی طرف متوجہ کریں۔**

انتظار

اجتماعی عادت کو ترک کرنا اور حضرت بقیت اللہ ارواحنا فداہ کے ظہور سے غفلت کی قید وبند سے آزاد ہونا انسان کو بزرگترین اور بالاترین مقامات پر پہنچادیتا ہے اور حضرت امام عصر کے ظہور کے انتظار کے زیر سایہ نہ صرف وہ آنحضرت کی نسبت غفلت کی قید وبند سے آزاد ہوجائےگا بلکہ غیبت اس کے لئے مشاہدہ کی منزل پیدا کرلےگی حضرت امام سجادؑ نے ابوخالد کابلی سے فرمایا:

تـمتـدّ الـغيبة بـولـيّ الـلّـه الثانی عشر من أوصياء رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه و آله وسلم والائمة بعده.

يـا أبـاخـالـد اِنّ اهـل زمـان غيبتـه، القائلون بامامته، المنتظرين لظهوره أفـضـل أهـل كـلّ زمـان، لأنّ الـلّـه تـعـالـیٰ ذكـره أعطاهم من العقول والأفهـام والـمـعـرفة مـاصـارت بـه الـغيبة عـنـدهـم بمنزلة المشاهدة وجـعـلهـم فـی ذلک الـزمـان بـمنزلة المجاهدين بين يدی رسول اللّٰه صـلـی الـلّـه عـلـيـه وآلـه وسـلـم بـالسيف، أولئک المخلصون حقاً وشيعتنا صدقاً والدعاة الی دين اللّٰه سراً وجهراً.

وقال عليه السلام: انتظار الفرج من أعظم الفرج،(۱)

(۱) بحارالانوار، ج۵۲،ص۱۲۲

مسئلہ غیبت رسول خدا کے اوصیاؑ اور آپ کے بعد ائمہؑ میں بارہویں فرد کے ذریعہ طولانی ہوجائے گا اے ابا خالد سچ یہ ہے کہ ان کی غیبت کے زمانہ کے جوافراد ان کی امامت کے معتقد ہوں گے، **اور ان کے ظہور کے منتظر ہوں گے وہ ہر زمانہ کے افراد سے برتر ہیں۔**

اس لئے کہ پروردگار عالم نے جس کی یاد اکبر ہو اس درجہ انھیں عقل وفہم اور معرفت عنایت کی ہے کہ مسئلہ غیبت ان کے لئے مشاہدے کی منزلت رکھتا ہے اور پروردگار عالم انھیں اس زمانہ میں ایسے لوگوں کی جگہ پر قرار دیا ہے کہ جنھوں نے رسول خدا کے ہمراہ شمشیر سے جنگ کی ہے وہ حقیقت میں صاحبان اخلاص ہمارے سچے شیعہ اور پوشیدہ طور پر دین خدا کی طرف دعوت کرنے والے ہیں نیز حضرت سجاد علیہ السلام نے فرمایا: ظہور کا انتظار ظہور کے لئے سب سے بڑی راہ ہے۔

امام سجاد علیہ السلام اس روایت میں ان لوگوں کو ہر زمانہ کے لوگوں پر افضل قرار دیا ہے جو امام زمانہ (عج) کی غیبت کے زمانہ میں زندگی بسر کریں گے لیکن غیبت انھیں غفلت کی قید و بند میں گرفتار نہ کر سکے گی اور

آنحضرت (عج) کےظہور کے انتظار میں رہیں گے، اس لئے کہ انھوں نے نہ صرف پروردگار عالم کی عطا کی ہوئی عقل وفہم کی بنا پر امام عصر ارواحنا فداہ کی نسبت معاشرے کی غفلت کی عادت سے اپنے کومحفوظ رکھا ہے بلکہ انھوں نے ذاتی طور پر اپنے اندر ایسی تبدیلی پیدا کی ہے کہ مسئلہ غیبت ان کے لئے مشاہدہ کی حیثیت رکھتا ہے، امام سجاد علیہ السلام کے بقول اس طرح کے افراد اہل بیتؑ کے سچے شیعہ اور خاندان وحی کے سچے پیرو ہیں ۔

ہم اگر سچے اور واقعی شیعوں کے مقام تک پہنچنا چاہتے ہیں تو ہمیں وہی راہ طے کرنی ہوگی جوانھو نے طے کیا ہے، اوراسی راستہ پر قدم رکھیں جس پر انھوں نے قدم رکھا ہے اوران کی طرح ہم بھی غفلت کی عادت کو اپنے سے دور کریں اور توجہ وانتظار ظہور کو اپنے لئے زینت بنائیں اس لئے امام عصر ارواحنا فداہ کی عالمی حکومت کے قیام کے لئے انتظار سب سے اہم مسئلہ ہے اور انتظار کے مسئلہ کی اہمیت کی علت خاندان وحی کی کثرت سے اس مسئلہ میں تاکید کی ہے۔

انتظار فکر ساز، قوت بخش اور خالق عمل ہے یہی وجہ ہے کہ پیغمبر اسلام فرماتے ہیں:

افضل جهاد امتی انتظار الفرج(۱)

ہماری امت کا بافضیلت ترین جہاد انتظار فرج ہے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام بندوں کی عبادت کے قبول ہونے کی ایک شرط حضرت قائم کی حکومت کا انتظار قرار دیتے ہیں اوراس موضوع کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

اِنّ لنا دولة يجيئ اللّٰه بها اِذاشاء ثمّ قال: من سرّ أن يكون من أصحاب القائم فلينتظر وليعمل بالورع ومحاسن الأخلاق وهو منتظر، فان مات وقام القائم بعده كان له من الأجر مثل أجر من أدركه، فجدّوا وانتظروا هنيئاً لكم أيتها العصابة المرحومة.(۲)

ہماری حکومت ہوگی جب بھی خدا چاہے گا اسے قائم کرے گا۔

پھر فرمایا: جو بھی دوست رکھتا ہے کہ حضرت قائم (عج) کے اصحاب میں ہو اسے چاہئے کہ ظہور کا منتظر رہے اور اپنے اندر پرہیز گاری و اچھے اخلاق پیدا کرے چونکہ

صراط انتظار پر قدم رکھ رہا ہے، چنانچہ اگر ایسی حالت میں اس کو موت آ جائے اور قائم (عج) اس کے بعد قیام کریں تو اس کی جزا ایسے فرد کی ہے کہ جو آنحضرت (عج) کے حضور میں ہو، **لہٰذا کوشش کرو اور منتظر رہو تمھیں مبارک ہو تم ایسی جماعت ہو کہ جس پر خدا کی رحمت ہے۔**

امام صادق علیہ السلام ایک دوسری روایت میں امام عصر (عج) کی غیبت کے زمانہ میں لوگوں کے وظیفہ کے متعلق فرماتے ہیں:

(۱) بحار الانوار، ۷۷/۱۴۳.

(۲) بحار الانوار، ۵۲/۱۴۰.

وانتظر الفرج صباحاً و مساءً ا(۱)

صبح و شام ظہور کے انتظار میں رہو۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام انتظار کی حالت کو اہل بیت علیہم السلام کے چاہنے والوں کی صفت قرار دیتے ہیں، اور خاندان وحی کے پرستاروں کو صبح و شام انتظار کی صفت سے آراستہ بتاتے ہیں۔

حضرت فرماتے ہیں:

ان مُحِبِّیْنا ینتظر الرَّوح والفرج کل یوم ولیلة(۲)

بلاشبہ ہمارے دوست ہر روز و شب آسائش اور ظہور کے منتظر ہیں۔

حضرت امام ہادی علیہ السلام کے چاہنے والوں میں ایک شخص نے آپ سے امام عصر ارواحنا فداہ کی غیبت کے زمانہ میں شیعوں کے فرائض کے متعلق سوال کیا:

کیف تصنع شیعتک؟ قال علیہ السلام : علیکم بالدعاء و انتظار الفرج(۳)

غیبت کے زمانہ میں آپ کے شیعہ کیا کریں؟

امام ہادی علیہ السلام نے فرمایا تمہارا وظیفہ ہے کہ دعا اور فرج کا انتظار کرو۔

لہٰذا جس طرح روایت میں وارد ہوا ہے کہ مصلح عالم کے ظہور کا انتظار لوگوں کے اعمال کے قبول

ہونے کی شرط اور خاندان رسالت کے پرستاروں کی صفت ہے۔

ایسی صورت میں جو بھی خود کو صالح سمجھتا ہے اسے چاہیئے ہم اس جگہ حضرت امام عصر ارواحنا فداہ کی عالمی حکومت کے انتظار کے وجوب کے متعلق حضرت جواد الائمہؑ کے زرین کلام کے ذریعہ گفتگو کی اہمیت کو بڑھانا چاہتے ہیں۔

(۱) بحار الانوار، ۱۳۳/۵۲.

(۲) بحار الانوار، ۲۷ ص ۱۲۱ اور ج ۶۸ ص ۳۸.

(۳) بحار الانوار، ۳۳۶/۹۵.

حضرت عبد العظیم حسنی علیہ السلام فرماتے ہیں:

دخلت على سيّدى محمد بن على عليهما السلام وأنا اريد أن أسأله عن القائم، أهو المهدى، أوغيره؟ فبدأنى، فقال عليه السلام : يا أباالقاسم انّ القائم منّا هو المهدىّ الذى يجب ان ينتظر فى غيبته ويطاع فى ظهوره وهو الثالث من ولدى، والذى بعَث محمداً بالنبوة وخصّنا بالأمامة أنه لو لم يبق من الدّنيا اِلّا يوم واحد لطوّل اللّٰه ذلك اليوم حتّىٰ يخرج فيملاء الارض قسطاً وعدلاً كما ملئت جوراً وظلماً ، واِنّ اللّٰه تبارك وتعالىٰ يصلح أمره فى ليلة كما أصلح أمر كليمه موسىٰ عليه السلام ليقتبس لاهله ناراً فرجع وهورسول نبىّ، ثمّ قال عليه السلام: افضل أعمال شيعتنا اِنتظار الفرج.(۱)

میں اپنے مولا حضرت جواد الائمہؑ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور ارادہ تھا کہ حضرت سے قائم آل محمدؐ علیہ السلام کے متعلق سوال کرونگا کہ کیا وہی مہدیؑ ہیں یا کوئی دوسرا ہے؟ قبل اس کے کہ کچھ کہوں حضرت نے فرمایا: اے ابالقاسم ہم آل محمدؐ کے قائم (عج) حضرت مہدی (عج) ہیں کہ جن کا انتظار غیبت کے زمانہ میں واجب ہے اور ظہور

کے زمانہ میں ان کے حکم کی پیروی لازم ہے،وہ ہماری نسل میں تیسرے فرد ہیں اس ذات کی قسم جس نے محمد کو نبی مبعوث فرمایا او رمقام امامت ہم سے مخصوص کیا اگر دنیا صرف ایک روز کے لئے باقی بچے تو پروردگار عالم اسے طولانی کر دیگا۔

اور وہ ظہور کریں گے اور زمین کوقسط و عدل سے بھر دیں گے جیسے ظلم و جور سے بھری

(۲)بحارالانوار،۱۵۶/۵۱.

ہوگی پرور دگار عالم اپنے امر کی اصلاح ایک شب میں کرے گا بالکل اسی طرح جیسے اپنے کلیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے امر کی اصلاح فرمائی وہ (موسیٰ)اپنے اہل و عیال کے لئے آگ لینے گئے لیکن جب پلٹے تو ان کے پاس مقام نبوت و رسالت تھا۔

اور اس وقت حضرت جواد علیہ السلام نے فرمایا: **ہمارے شیعوں کا سب سے با فضیلت عمل انتظار فرج ہے۔**

اس روز کی امید میں جب اس کی دلربا آواز کائنات میں گونجے گی اورافسردہ دلوں کوحیات نو بخشے گی اورسر برآوردہ الٰہی افراد جنکی توصیف میں خدافرماتا ہے(اَیْنَـمَا تَکُونُوا یَأتِ بِکُمُ اللّٰهُ جَمِیْعاً (۱) آن بزرگوار کی طرف تیزی سے بڑھیں اور......

ظہور کا انتظار یا ظہور کا اعتقاد

انتظار کا معنی صرف ظہور کے قبول کرنے کے لئے آمادہ ہونا نہیں ہے بلکہ اس کے علاوہ اس کی فکر میں رہنا اور اس کی آرزو رکھنا بھی ضروری ہے ممکن ہے بہت سے افراد کے پاس مہمان کی ضیافت کے امکانات ہوں لیکن نہ تو انھوں نے کسی کی دعوت کی ہواور نہ ہی کسی کے منتظر ہوں ،تو اس طرح کے افراد کو صرف ضیافت کا امکان رکھنے کی بنا پرکسی کا منتظر نہیں کہا جا سکتا اس لئے کہ نہ تو وہ مہمان کے آنے کے آرزو مند ہیں

اور نہ ہی نہ آنے پر آزردہ ہوں گے۔

اس بیان سے واضح ہوجاتا ہے کہ انسان اپنی ذاتی تربیت واصلاح میں اس وقت تک کمی محسوس کرتا ہے جب تک وہ اس روز پر توجہ نہ رکھے کہ جب پورے عالم سے ظلم وستم کا سفایا ہوجائے گا۔

(۱) سورۂ بقرہ آیت ۱۴۸۔

چنانچہ جو اس طرح ہے اس نے اپنے ایک بڑے وظیفے یعنی پوری دنیا سے ظلم وفساد کے خاتمہ کے انتظار کو فراموش کردیا ہے۔

بلفظ دیگر خود اس کی تربیت اور اصلاح نفس کا تکامل اور عروج کی منزل پر پہنچنا اس صورت میں ممکن ہے، **جب انسان پورے عالم سے ظلم وستم کے خاتمہ کا منتظر ہو اور صرف اپنے نفس کی تہذیب کے متعلق فکر نہ کرے۔**

لہٰذا جو اپنے نفس کی اصلاح کے لئے کوشاں ہے اسے چاہیئے مصلح عالم کا منتظر رہے۔

اس مقام پر جس نکتہ پر توجہ کرنی چاہیئے وہ یہ ہے کہ انتظار اور اس کے عقیدے میں بہت زیادہ فرق ہے سارے شیعہ بلکہ دنیا کی بہت سی دوسری قومیں ایسے مصلح کے ظہور کا عقیدہ رکھتی ہیں کہ جو دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیگا لیکن وہ سب کے سب جو اس واقعیت پر عقیدہ رکھتے اس کے تحقق کے منتظر نہیں ہیں۔

جو امام زمانہ ارواحنا فداہ کا منتظر ہے اسے چاہئے کہ عقیدے کے علاوہ آنحضرت (عج) کی دید کا بھی منتظر ہو اور انتظار وامید کی بنا پر عمل کرے۔

وہ تمام روایتیں جس میں مسئلہ انتظار کا ذکر ہوا ہے وہ دلیل ہیں کہ انسان لازمی طور پر آنحضرتؑ کے ظہور اور ان کی دید کی آرزو اور امید رکھے، اس لئے کہ اگر انتظار وامید نہ ہو اور انسان آنحضرت (عج) کے ظہور کے زمانہ سے مایوس ہو تو وہ کیسے ان روایات پر عمل کرسکتا ہے جو انسان کو انتظار وآرزو کا سبق دیتی ہیں؟!

لہٰذا ظہور کے عقیدے کے علاوہ اس زمانے کی دید کی امید، ان روایات کی رو سے ہمارا فریضہ ہے جو ہمیں انتظار کا سبق سکھاتی ہیں، اور ہر فرد کا فریضہ ہے کہ ظہور کی فکر میں ہو اور اس وقت حضور کی آرزو رکھتا ہو

،اپنی زندگی میں عصرظہور کی امید رکھےاور عافیت کےساتھ عصرظہور کی دید کے لئے دعا کرے۔

معرفت یاراہِ انتظار

جو چیزیں ہمیں انتظار کا سبق دیتی ہیں ان میں سے ایک جو ہمیشہ ہمارے موردتوجہ ہونی چاہئے ، پروردگار عالم اوراس کے جانشینوں کی معرفت اوران کی عظمت کا عرفان ہے،اگرکوئی شخص صحیح معنی میں خدااور ائمہ اطہارؑ کی صحیح معرفت کے لئے قدم بڑھائے ،تو وہ ان ذوات مقدسہ کے موردتوجہ قرار پائے گااوراس کا دل معارف الہیہ اورخاندان وحی کےانوارزریں سےایساروشن ہوجائیگا کہ وہ اپنےقلب کےاس نور سے اپنے دیگرفرائض سےبھی آشناہوجائے گااوراس کابھی اندازہ ہوگا کہ امام زمانہ(عج) سےغفلت ناپسندیدہ ہے۔

یہ نورانیت اس امام علیہ السلام کےنورکی بناپر ہے جو ہرزمانہ میں اپنے واقعی چاہنےوالوں کے دلوں کومنورکرتا ہے یہاں اس روایت پرتوجہ فرمایئے:

عـن أبـى خـالـد الـكـابـلـى قـال : سألتُ ابا جعفرعليه السلام عن قول الله عزو جل (فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّوْرِ الَّذِىْ اَنْزَلْنَا)(١)

فـقـال: يـا ابـاخـالـد، الـنـور والـلّٰه الائمة من آل محمد صلى اللّٰه عليه وآلــه وسـلـم اِلـىٰ يـوم الـقيـامة،وهـم والـلّٰـه نور اللّٰـه الذى أنزل، وهم واللّٰه نوراللّٰه فى السماوات وفى الأرض.

والـلّٰـه يـا ابـاخـالـد، لـنـور الامـام فى قلوب المؤمنين أنور من الشمس الـمـضيـئة بـالـنهار ، وهم واللّٰه ينوّرون قلوب المؤمنين، ويحجب اللّٰه

(۱)سورہ تغابن آیت ۸.

عزّوجلّ نورهم عمّن يشاء فتظلم قلوبهم.

واللّٰه يا اباخالد،لايحبّنا عبد ويتولّانا حتّیٰ يُطهّر اللّٰه قلبه، ولايُطهّر اللّٰه قلب عبد حتّیٰ يُسلّم لنا، ويكون سلماً لنا، فاذاكان سلماً لنا سلّمه اللّٰه من شديد الحساب، وآمنه من فزع يوم القيامة الأكبر. (۱)

ابو خالد کابلی کا بیان ہے ہم نے امام محمد باقر علیہ السلام سے آیت کریمہ (پس ایمان لاؤ خدا، رسولؐ اور اس نور پر جسے تمہارے درمیان نازل فرمایا ہے) کے متعلق سوال کیا۔

حضرت نے فرمایا: اے ابا خالد! خدا کی قسم یہاں نور سے مراد روز قیامت تک باقی رہنے والے ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہیں خدا کی قسم یہ وہی نور ہیں کہ جسے پروردگار عالم نے نازل فرمایا ہے۔

خدا کی قسم ،مومنین کے قلوب میں نور امامت روز روشن کے چمکتے ہوئے آفتاب سے کہیں زیادہ تابندہ ہے ،خدا کی قسم وہ مومنین کے دلوں کو منور کرتے ہیں ،پروردگار عالم ان کے نور کو جس سے چاہتا ہے پوشیدہ رکھتا ہے، اور اس کا دل تاریک ہو جاتا ہے ،خدا کی قسم اے ابو خالد: کوئی بھی بندہ ہم سے محبت نہیں کرتا اور ہمیں دوست نہیں رکھتا مگر اس وقت جب پردگار عالم اس کے دل کو پاک کر دیتا ہے اور پروردگار عالم کسی بھی بندے کے دل کو پاک نہیں کرتا جب تک کہ اسے ہمارا فرمابردار اور مطیع نہ کر دے اور وہ ہمارا مطیع وتابع ہو جاتا ہے، اور جب ہمارا تابع ہوگیا تو پرودگار عالم اس کو(روز قیامت) کے حساب ومشقت

(۲) الکافی: ۱/۱۹۴.

سے محفوظ کر دیتا ہے اور روز قیامت کبری کے خوف وحشت سے نجات عطا کر دیتا ہے۔

تو پھر کیا ممکن ہے کہ اس زمانہ میں کسی کا قلب امام زمانہ عج کے نور سے روشن ہو،اور وہ انحضرت (عج) سے غافل ہو؟

احساس حضور یا معرفت کی علامت

غیبت کے زمانہ کے فرائض مجموعا دو حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔

ا: وہ فرائض جو غیبت کے زمانہ سے مخصوص ہیں.

۲: وہ فرائض جو انسان پر غیبت کے زمانہ میں عائد ہیں اور ظہور کے زمانہ میں بھی اس کی رعایت ضروری ہے انھیں فرائض میں سے ایک سب سے اہم فریضہ جو لوگوں کی زندگی میں دخیل ہے اگر اس کی رعایت کی جائے تو اس سے عظیم تبدیلی رونما ہوگی اور ثمر بخش زندگی بطور تحفہ ہاتھ آئے گی اور یہ کوئی اور چیز نہیں ہے بلکہ حضور کا اعتقاد ہے،یعنی اگر انسان کا عقیدہ ہو کہ سبھی پروردگار عالم اور اس کے جانشینوں کے حضور میں ہیں اور آنحضرت (عج) کے حضور یا غیبت کے زمانہ میں ہیں یا ظہور کے وقت آنحضرت (عج) کے حضور میں ہوں (اور زمان و مکان نہ ہمارے لئے محدودیت پیدا کرتے ہیں اور نہ ہی اس سے ان مقدس ذوات کی نورانی منزلت میں کوئی فرق پیدا ہوتا ہے) ان کے حضور کو زمانہ یا خاص مکان سے محدود یا مقید نہیں کیا جاسکتا۔

اس لئے کہ زمان و مکان مادہ کی خصوصیات میں سے ہیں اور اہل بیتؑ کا نورانی مرتبہ جس کے متعلق امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے زریں کلام میں تشریح فرمایا ہے کہ وہ مادہ سے بلند ہیں بلکہ اس پر محیط ہیں چنانچہ زمان و مکان مقام نورانیت کی نسبت کوئی تغییر یا محدودیت پیدا نہیں کرتے مطلب کی مزید وضاحت کے لئے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی اس نورانی حدیث کو دیکھا جاسکتا ہے جسے آپ نے جناب سلمانؓ اور جناب ابوذرؓ سے ارشاد فرمایا چونکہ حدیث طولانی ہے اس لئے اسے بیان کرنے سے پرہیز کرتے ہیں،اور ایک دوسری اہم روایت جسے حضرت امام باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے بحث کی مناسبت سے اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے نقل کرتے ہیں، جناب ابوبصیر جو امام محمد باقر علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں، کہتے ہیں:

دخلت المسجد مع أبی جعفر علیه السلام ، والناس یدخلون ویخرجون،فقال لی: سل الناس هل یروننی؟فکلّ من لقیته قلت له:أرأیت أباجعفر علیه السلام فیقول: لاوهوواقف حتّیٰ دخل أبو هارون المکفوف، قال: سَل هذا؟ فقلت: هل رأیت أباجعفر؟ فقال:ألیس هو قائماً، قال:وما علمک؟ قال: وکیف لا أعلم وهو نور ساطع؟

قال:وسمعته یقول لرجل من اهل الافریقیة: ماحال راشدٍ؟

قال:خلفّته حیّاً صالحاً یقرؤک السلام.

قال: رحمه اللّٰه ،قال: مات؟ قال:نعم، قال:متیٰ؟ قال: بعد خروجک بیومین، قال،واللّٰه مامرض ولاکان به علة، قال: وانما یموت مَن یموت من مرض أو علة، قلت: من الرجل؟ قال: رجل لنا موالٍ ولنا محبّ.

ثمّ قال: أترون أنّه لیس لنا معکم أعین ناظرة، أواسماع سامعة، لبئس مارأیتم، واللّٰه لایخفی علینا شئ من أعمالکم فاحضرونا جمیعاً وعوّدوا أنفسکم الخیر، وکونوا من أهله تعرفوا فانّی بهذا آمر ولدی وشیعتی.(۱)

(۱)بحارالانوار:۲۴۳/۴۶.

میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ داخل ہوا اور لوگ رفت و آمد کر رہے تھے امام علیہ السلام نے (اپنے کو لوگوں کی نگاہوں سے غائب کر لیا اور) ہم سے فرمایا ،لوگوں سے پوچھو کیا وہ ہم کو دیکھ رہے ہیں ہم نے جس سے بھی ملاقات کی اور اس سے سوال کیا کہ کیا تم نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا؟ تو اس نے جواب دیا نہیں ،اتنے میں ایک نابینا شخص بنام ابو ہارون مسجد میں وارد ہوا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس مرد سے پوچھو، اس سے سوال کیا کہ کیا تم نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا ہے، تو ابوہارون نے جواب دیا: کیا وہ اس جگہ نہیں کھڑے ہیں؟ ابوبصیر نے کہا: اس مطلب سے تم کیسے آگاہ ہوگئے؟ ابو ہارون نے جواب دیا: ہم ان سے کیوں آگاہ اور باخبر نہ ہوں جبکہ امام واضح وآشکار نور ہیں۔

ابوبصیر کہتے ہیں: اس وقت ہم نے امام محمد باقر علیہ السلام کو ایک افریقی شخص سے کہتے سنا کہ آپ اس سے فرمارہے تھے راشد کا کیا حال؟ اس نے جواب دیا جب میں افریقہ سے چلا تو زندہ وسالم تھا اس نے آپ کو سلام کہا ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا: خدا اس پر رحمت کرے افریقی شخص نے پوچھا: کیا وہ مرگیا؟

امام نے فرمایا: ہاں،

اس نے پوچھا کب؟ امامؑ نے فرمایا: جب تم افریقہ سے نکلے اس کے دوروز بعد۔

اس افریقی نے کہا: خدا کی قسم راشد نہ مریض تھا نہ ہی اسے کسی قسم کا درد تھا۔

امامؑ نے اس سے فرمایا: کیا جو بھی مرتا ہے کسی درد یا مرض کی بنا پر مرتا ہے؟

ابوبصیر کہتے ہیں: ہم نے امامؑ سے پوچھا یہ افریقی شخص کون؟

امامؑ نے فرمایا: وہ ہمارا دوست اور ہمارے خاندان کا محبّ ہے، اس وقت امام علیہ السلام نے فرمایا کیا تم معتقد ہو کہ ہمارے پاس دیکھنے والی آنکھیں اور سننے والا کان نہیں ہے؟ جس کا تم عقیدہ رکھتے ہو، کس درجہ برا ہے۔

خدا کی قسم تمہارا کوئی بھی عمل ہم سے پوشیدہ نہیں ہے لہذا ہم سب کو خدا کے نزدیک حاضر سمجھو' اپنے نفوس کو پسندیدہ اعمال کی عادت ڈالو اور نیک کام کرنے والے بنو، تاکہ اس حقیقت کو پہچان سکو، اس وقت امام علیہ السلام نے فرمایا: **میں نے جو کچھ کہا اس کا اپنے فرزندوں اور شیعوں کو حکم دیتا ہوں۔**

اس روایت میں نہایت اہم مطالب موجود ہیں اور انھیں درک کرنے کے لئے مکمل توجہ اور پوری

دقت کی ضرورت ہے ،اہم نکات جو اس روایت میں موجود ہیں وہ یہ کہ خاندان وحی کے حضور کا عقیدہ ہونا چاہئے اوراس واقعیت کومحسوس کرنا صرف اس وقت ممکن ہے جب ان شرائط کی رعایت کی جائے کہ جنھیں امام باقر علیہ السلام نے حقیقت تک پہنچنے کے لئے بیان فرمایا ہے،اورنہایت ہی اہم نکتہ کہ جسے حضرت نے اپنے بیان کے آخر میں فرمایا ہے، نیز آنحضرتؑ نے تمام شیعوں اوراپنے فرزندوں کواس کی تاکیدفرمائی ہے اورحکم دیا ہے اور یہ اس بات پر دلیل ہے کہ جس واقعیت کوامامؑ نے فرمایا اسے درک کرنے اور حاصل کرنے کے لئے ہرایک کوکوشش کرنا چاہئے ،اس روایت کی روسے ان میں سے ہرایک عین اللہ ہے وہ ہمارے اعمال کودیکھتے ہیں اذن اللہ ہیں یعنی ہماری باتوں کوبھی سنتے ہیں،اس مقام پرامام علیہ السلام نے ان لوگوں کی سوال کرنے کے ذریعہ مذمت کی ہے جنھوں نے اس حقیقت کوقبول نہیں کیا ہے اورفرماتے ہیں براعقیدہ رکھتے ہوخدا کی قسم تمہارا کوئی بھی عمل ہم سے پوشیدہ نہیں ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ان نکات کو بیان کرنے کے بعد اپنے بیان کا نتیجہ پیش کرتے ہیں اور چندنکتوں کی وضاحت کرتے ہیں:

۱: ہم سب کواپنے سامنے حاضرسمجھو

امام علیہ السلام کا یہ فرمان اہل بیت علیہم السلام کے مقام نورانیت کی طرف اشارہ ہے چونکہ آپ نورانیت کے اس مقام کے مالک ہیں اس لئے زمانہ پر محیط ہیں،اوران میں کوئی فرق نہیں ہے اور ہرشیعہ چاہے وہ کسی زمانہ میں ہواسے اپنے کوان بزرگ حضرات کے حضور میں سمجھنا چاہئے بالکل اسی طرح جیسے اپنے کوخدا کے حضور میں سمجھتا ہے ویسے ہی وہ اہل بیت علیہم السلام کے حضور میں ہے

۲۔:اپنے نفوس کونیک عمل کی عادت ڈالواوراہل خیر بنو

اس فرمائش کے مطابق انسان کونہ صرف برے اورناشائستہ عمل کا عادی نہیں ہونا چاہئے بلکہ اچھے اور نیک عمل کی اپنے نفس کوعادت ڈالنی چاہئے ،بلفظ دیگرتہذیب نفس اور تربیت میں کوشاں رہنا چاہئے یعنی نہ صرف اس کانفس پسندیدہ کاموں کے انجام دینے سے متنفر نہ ہو بلکہ اسے اپنی عادت بنالے،اس روایت میں قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ پسندیدہ کاموں کی عادت پیدا کرنا اس صورت میں قابل اہمیت ہے کہ جب انسان ذاتاً

اس طرح کے اعمال کا اہل ہو جائے نہ کہ صرف اس کے عادی بن گیا ہو، اس لئے کہ ممکن ہے انسان معاشرے اور محل زندگی کے تضاضے کے تحت بہت سے اچھے اور پسندیدہ کاموں کے انجام دینے کا عادی بن گیا ہو اور جن شائستہ اعمال ورفتار کا مالک ہو وہ صرف ان کا عادی ہونے کی بنا پر ہو نہ یہ کہ ذاتاً ان اعمال کے اور اس کے در میان کوئی تطابق پایا جاتا ہو یہ وہ اہم نکتہ ہے جس کی پوری طرح رعایت ہونی چاہئے۔

مزید وضاحت کے لئے عرض ہے پسندیدہ کاموں کا عادی ہو جانا دو صورت میں ممکن ہے۔

۱: پہلی صورت نفس کی مخالفت، اپنی تربیت اور نفس کو نیک اور اچھے کاموں کو انجام دینے کے لئے مطیع بنانا ہے اگر اس طرح انسان نیک کاموں کے انجام دینے کا عادی بنا ہو تو انسان کی ذات اور سرشت نیک کاموں کی خوگر ہو جاتی ہے، لہذا اس طرح عادی ہونا انسان کی ترقی میں بنیادی کردار رکھتا ہے

۲: دوسری جہت کہ جس کی بنا پر ممکن ہے انسان نیک کاموں کا عادی ہو جائے اور پسندیدہ اعمال کو اپنی طبیعت ثانیہ بنالے اور یہ مخالفت نفس، اپنی تربیت اور خود اس طرح کے اعمال کو انجام دینے کے لئے آمادگی کی غرض سے نہ ہو بلکہ محل زندگی اور اس کا ماحول اسے ان میں سے بعض چیزوں کا عادی بنادے۔

مثلاً وہ ایسے گھر میں تھا کہ جس میں رہنے والے نماز اول وقت یا جماعت سے پڑھنے کے عادی تھے لہذا اس نے بھی اس کی عادت کر لی، اس صورت میں چونکہ اس نے یہ عادت اپنے اندر ذاتی طور پر پیدا نہیں کی ہے اس لئے اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور اگر اس کے گھر کا ماحول تبدیل ہو جائے تو اسے ترک کر دیگا اس طرح کی عادت کو نفس نے قبول نہ کیا ہو بلکہ ماحول کا رنگ اختیار کرنے کی بنا پر انسان کے اندر پیدا ہوئی ہو تو اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور ماحول کی تبدیلی کی بنا پر عادت ختم ہو جائے گی۔

لہذا حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

تم اپنے نفوس کو جو عمل خیر کی عادت ڈالتے ہو اس کے اہل بھی بنو نہ یہ کہ صرف اچھے افراد کا رنگ اختیار کرو۔

اچھے لوگوں کا صرف رنگ اختیار کرنا بغیر اس کے کہ وہ انسان کی سرشت اور ذات پر اثر انداز ہو اور اس میں کوئی تبدیلی پیدا کرے اس سے حقائق کو درک کرنے میں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

حضور کے معنی کیا ہیں؟

دوسرا نکتہ: جس کے متعلق ممکن ہے بحث کی جائے وہ حضور سے متعلق ہے یعنی آیا حضور سے مقصود علمی حضور ہے یا حضور عینی؟

مرحوم علامہ مجلسیؒ روایت بیان فرماتے ہیں: اگر ''فاحضروانا'' باب افعال سے ہو تو روایات کا معنی اس طرح ہوگا : یہ جان لو کہ ہم سبھی تمہارے پاس اپنے علم کے ذریعہ حاضر ہیں، یہاں مرحوم مجلسی کی مراد حضور علمی ہے(۱)

(۱) بحار الانوار ج ۴۶ ص ۲۴۴.

ایک روایت میں حضرت امام رضا علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں:

انه ليحضر حيث ماذكر فمن ذكره منكم فليسلم عليه(۱)

انھیں جب بھی بلایا جائے حاضر ہوجاتے ہیں لہٰذا تم میں سے جو بھی ان کا نام لے انھیں سلام کرنا چاہیئے۔

مرحوم آیت اللہ مستنبط اس کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

حضرت خضر علیہ السلام کا رتبہ جو کہ حضرت امام زمانہ ارواحنا لہ الفدا کے تابع اور آپ کی رعیت میں سے ہیں اس حد تک ہے تو حضرت بقیت اللہ ارواحنا فداہ کا رتبہ کس حد اور پایہ تک ہوگا؟ (۲)

اہل بیت علیہم السلام کے معارف میں مسئلہ حضور بہت ہی اہم مسئلہ ہے اور اس میں تفصیل کی ضرورت ہے اس لئے اپنی گفتگو کو حضرت علی علیہ السلام کے دلنشین کلام کے ذریعہ تمام کرتے ہیں:

أحضروا آذان قلوبكم تفهموا ! (۳)

اگر حقائق کو درک کرنے کے خواہاں ہیں تو اپنے دل کے کانوں کو کھولیں تا کہ سمجھ سکیں۔

اہل بیت علیہم السلام کے کلمات میں امام عصر ارواحنافداہ کی عظمت

امام عصر ارواحنا فداہ کی عظمت سے واقفیت انتظار کی راہ پر چلنے کے لئے بہت ہی موثر ذریعہ ہے لہذا اس کے متعلق وضاحت کرر ہے ہیں:

وہ روایتیں جو حضرات اہل بیت علیہم السلام سے امام عصر ارواحنا فداہ کی شخصیت وعظمت کے متعلق وارد ہوئی ہیں آدمی کو لرزہ براندام کر دیتی ہیں اور وہ سکتہ میں آجاتا ہے۔

(۱) کمال الدین ج۲ص۳۹۰.

(۲) القطرۃ ج۲ص۵۳۶.

(۳) بحارالانوار ج۳۴ص۲۱۲.

یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ اتنے سارے روح کی گہرائی پر اثر انداز ہونے والے کلمات کے باوجود ہمارے سماج نے (طاؤوس اهل الجنة) بہشتی طاؤس کی جگہ پر زاغ وزغن کو دل سے لگالیا ہے؟ اتنی غفلت کیوں؟ اور اس درجہ فراموشی کس وجہ سے ہے؟ کیا علماء اور بزرگان دین نے اس راہ میں کوئی شائستہ کام انجام دیا ہے؟ کیا صاحبان قدرت اور روساء جو اپنے کو آنحضرت سے وابستہ سمجھتے ہیں انھوں نے آپ کے لئے کوئی خدمت انجام دی ہے؟ شیعہ ثروتمندوں اور قوت رکھنے والوں نے دین کے اس بنیادی اور حیاتی ترین عمل کے لئے کوئی سعی کی ہے؟ کیا عوام نے امام زمانہ علیہم السلام کی طرف توجہ کے ذریعہ اپنی دردناک حالت تبدیل کی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ عوام کا ہر گروہ اس غفلت میں کم وبیش شریک رہا ہے گرچہ کچھ عالم وغیر عالم افراد ایسے گذرے ہیں اور ہیں کہ انھیں اس کا قلق رہا ہے اور افسوس وحسرت کے عالم میں زندگی گذار دی ہے اور گذار رہے ہیں اس موضوع کو چھوڑیں کہ حقیقت تلخ ہے، اور خود پسندوں کے دل کو تکلیف پہنچائے گی ،اس وقت خاندان وحی کے کچھ فرمودات کو پیش کرنا چاہتے ہیں تاکہ آپ کو اندازہ ہو کہ انھوں نے آپ کو کن عبارتوں سے یاد کیا ہے اور کس طرح لوگوں کو آنحضرت (عج) کی طرف متوجہ کیا ہے اور کس طرح لوگوں کو ان کے احترام کا سبق دیا ہے۔

۱: حضرت رسول اکرمؐ نے فرمایا:

ہمارے ماں باپ ان پرقربان جائیں وہ ہمارے ہمنام اور ہمارے شبیہ ہیں۔

اس کلام کو رسول اکرمؐ نے امام عصر (عج) کی غیبت کے افسوس ناک زمانہ کے تذکرہ کے بعد فرمایا:

سیکون بعدی فتنة صمّاء صیلم یسقط فیها کلّ ولیجة وبطانة، وذلک عند فقدان شیعتک الخامس من السابع من ولدک، یحزن لفقده أهل الأرض والسماء، فکم مؤمن ومؤمنة متأسف متلهّف حیران عند فقده.

ثمّ أطرق ملیّاً ثمّ رفع رأسه وقال:

بأبی وأمّی سمیّی وشبیهی وشبیه موسی بن عمران علیه جلابیب النور یتوقّد من شعاع القدس.(۱)

میرے بعد ایسا فتنہ ہوگا کہ جو لوگوں کو بہرا کردیگا اور بہت ہی سخت ہوگا اس میں ہر برگزیدہ اور رازدار شخص گر پڑے گا اور یہ اس وقت ہوگا کہ جب تمہارے شیعہ تمہارے فرزندوں میں ساتویں امام کی (اولاد میں) پانچویں کو گم کردیں گے اور ان کے غایب ہونے سے اہل آسمان وزمین غمگین ہوں گے،بہت سے باایمان عورت مرد ایسے ہوں گے کہ جو ان کی غیبت کے وقت محزون اور غمزدہ ہوں گے یہ کہنے کے بعد آنخضرتؐ نے آہستہ سے اپنا سر نیچے جھکا لیا اور پھر سر اوپر کر کے فرمایا: **ہمارے ماں باپ ان پر قربان وہ ہمارے ہمنام اور وموسیٰ بن عمران سے مشابہت رکھتے ہیں** ان کے (بدن) پر نورانی پیرہن ہے جو شعاع قدس سے فروغ حاصل کرتا ہے۔

۲: **حضرت امیرالمومنین** علیہ السلام نے آپ کے متعلق فرمایا:

میری جان آپ پر قربان......

اس کلام کی نسبت علامہ مجلسیؒ نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی طرف دی ہے اور فرمایا ہے۔

وہ شعری دیوان جو حضرت امیر علیہ السلام سے منسوب ہے اس میں حضرت نے فرمایا:

فثمّ يقوم القائم الحقّ منكم وبالحق ياتيكم وبالحقّ يعمل

سميّ نبيّ الله نفسی فداؤه فلا تخذلوه يا بنيّ وعجّلوا(۲)

(۱) کفایۃ الاثر: ۱۵۸، بحار الانوار: ج۳۶ص۳۳۷ وج۵۱ص۱۰۹.

(۲) بحار الانوار: ج۵۱ص۱۳۱.

یعنی پس اس وقت (ناشائستہ حکومتوں کے بعد) تم میں سے جوحق کوقائم کرے گا وہ اٹھ کھڑا ہوگا اور حق کوتمہارے لئے فراہم کرے گا اوراس پرعمل کرے گا۔

وہ پیغمبرؐ خدا کا ہم نام ہے ہماری جان اس پرقربان لہذا اے ہمارے فرزنداس کی مدد میں کوتاہی نہ کرنا اوراس کی نصرت میں جلدی کرنا۔

۳: حضرت امیرالمومنین علیہ السلام:

بہترین کنیز کے فرزند پر(ہمارے ماں باپ قربان جائیں(۱)

اولین مظلوم عالم حضرت امیرالمومنینؑ نے امام عصر(عج) کے جسمانی اوصاف کو بیان کرنے کے بعد ایک جملہ کے ذریعہ جس کا تذکرہ ہم نے کیا ہے اپنے عظیم قلبی اشتیاق کا اظہار فرمایا ہے،اس روایت کو جابر جعفیؒ جو امام محمد باقر علیہ السلام کے اصحاب اورخاص لوگوں میں تھے نقل فرمایا ہے اس روایت میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے امام عصر(عج) کے جسمانی نیک صفات کو بیان کرنے پر اکتفا کی ہے اورآنحضرت کے معنوی خصائل وملکوتی قدرت کو بیان کرنے سے پرہیز کیا ہے اس لئے کہ ایسے شخص سے گفتگو کررہے تھے جو عالم خلق کی تمام تباہی وفساد کا باعث اور بنیادی علت ہے۔

اس وقت اس روایت پرتوجہ کریئے:۔

جناب جابرجعفی کہتے ہیں: ہم نے امام محمد باقر علیہ السلام کوفرماتے ہوے سنا:

سایر عمر بن الخطّاب امیر المؤمنین علیه السلام فقال: أخبرنی عن المهدیّ ما اسمه؟

فقال: أما اسمه فانّ حبیبی عهدالیّ أن لا احدّث باسمه حتّٰی یبعثه

(۱) حضرت نرجس خاتون علیہا السلام روم کی شاہزادی اور خاندان وحی سے ملحق ہونے کی غرض سے انھوں نے کنیزوں کا لباس پہنا اور حضرت بقیت اللہ الاعظم کی ماں ہونے کا افتخار حاصل کیا اور کنیزوں کا لباس پہننے اور کنیزوں میں مخلوط ہونے کی وجہ سے انھیں روایات میں بہترین کنیز کے عنوان سے یاد کیا گیا ہے۔

اللّٰه، قال فأخبرني عن صفته،

قال: هو شابّ مربوع حسن الوجه حسن الشعر، يسيل شعره على منكبيه، ونور وجهه يعلو سواد لحيته ورأسه، بابي ابن خيرة الاماء. (۱)

عمر بن خطاب امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ راہ چل رہے تھے آپ سے عرض کیا: مجھے مہدی کے بارے میں خبر دیجئیے ان کا نام کیا ہے؟

حضرت نے فرمایا: لیکن میرے حبیب نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ ان کا نام کسی کو نہ بتاؤں یہاں تک کہ پروردگار عالم انھیں مبعوث کرے۔

عمر نے عرض کیا: پس ان کی صفت بیان فرمائیے۔

حضرت نے فرمایا: وہ چہار شانہ نیک رو، خوب صورت ان کے بال شانوں پر بکھرے ہوں گے اور ان کے چہرے کا نور ان کے بال اور داڑھی کی سیاہی پر ظاہر ہوگا، **اس بہترین کنیز کے فرزند پر ہمارے باپ قربان جائیں۔**

۴: حضرت امیر المومنین علیہ السلام

اس بہترین کنیز کے فرزند پر ہمارے ماں باپ قربان جائیں۔

اس کلام کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے دوسری مرتبہ تکرار فرمایا ہے اور حارث ہمدانی نے اسے حضرت امیر المومنینؑ سے نقل کیا ہے۔

حضرتؑ نے اس روایت میں حضرت بقیت اللہ (عج) کی شمشیر انتقام سے ظالموں کے ظلم وستم کے خاتمہ کا تذکرہ کیا ہے اور فرمایا ہے: **دنیا کے تمام ستمگروں کے منھ میں زہر کا کڑوا جام انڈیلیں گے** اس

جگہ حضرت کے اس کلام پر توجہ دیں جوغمزدہ کے دل کوشاد کردیتا ہے:

(۱)بحارالانوار ج ۵۱ ص۳۶.

بـأبـی ابـن خیـرة الإمـاء- یعنـی القـائم من ولده علیـه السلام- یسـومهـم خسـفـاً، ویسـقیهـم بـکـأس مصبرة، ولا یعطیهم اِلّا السیف هرجاً .(۱)

بہترین کنیز کے فرزند پر ہمارے والدقربان جائیں ،یعنی حضرت قائم (عج) جو آنحضرتؐ کی اولاد سے ہیں، ذلت اورخواری کو ان پر تحمیل کریں گے اور وہ ظرف جو (بہت ہی تلخ دوا) صبر سے پر ہوگا انھیں (ستمگروں) کھلائیں گے اورانہیں کوئی چیز سوائے فتنہ وآشوب کی شمشیر کے عطانہ کریں گے۔

ہاں وہ دن ہے کہ جب سقیفہ میں بیٹھنے والوں اوران کے وارثوں کی حکومت کا خاتمہ ہوگا اور وہ سبھی جام تلخ نوش کریں گے۔

۵: حضرت امیرالمومنین علیہ السلام

میرے باپ بہترین کنیز کے فرزند پرقربان جائیں۔

حضرت امیر علیہ السلام نے اس جملہ کوایک مرتبہ اوراپنے خطبہ کے درمیان فرمایا:

فـانـظـروا أهـل بیـت نبیـکـم فـان لبدوا فـالبدوا واِن استنصـروکم فـانـصـروهـم، لیـخـرجـنّ الـلّـه بـرجـل منّا أهل البیت، بأبی ابن خیرة الإمـاء لایـعـطیهـم اِلّاالسیف هـرجـاً هـرجـاً موضوعـاً علـی عـاتقة ثمانیة.(۲)

اپنے پیغمبرؐ کے اہل بیتؑ کی طرف دیکھواگروہ چین سے بیٹھ جائیں توتم بھی چین سے بیٹھ جاؤ اوراگرتمھیں مدد کے لئے بلایا توان کی مدد کرو، یقیناًپروردگارعالم ہم اہل بیت سے ایک مردکو(ستمگروں کی نابودی کے لئے) پیدا کرے گا۔

(۱)الغیبۃ مرحوم نعمانی ص ۲۲۹.

(۲)بحار الانوار ج۵۱ص۱۲۱.

بہترین کنیز کے فرزند پر میرے باپ قربان جائیں ،انھیں (ستمگروں) کچھ نہ دیں گے مگر شمشیر ، کیا آشوب ہوگا ! کیا آشوب ہوگا! آٹھ مہینے اپنے شانہ پر شمشیر رکھیں گے۔

اس خطبہ میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام دنیا کی اصلاح ، دنیا سے ستمگروں اور ظالموں کی نابودی کی خبر دے رہے ہیں اور فرماتے ہیں آٹھ مہینے اس زمین پر ستمگروں سے جنگ ہوگی ، پھر پورے عالم میں صلح و محبت برقرار ہوجائے گی۔

۶: حضرت امیر المومنین علیہ السلام

آہ! میں کس درجہ انھیں دیکھنے کا مشتاق ہوں۔

اس کلام کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام حضرت امام عصر ارواحنا فداہ کے نیک خصائل کو یاد کرنے اور فتنہ وفساد کے تذکرہ کے بعد فرمایا:

هاه –و اومأ بيده الى صدره–شو قاً الى رؤيته(۱)

آہ ! اور اپنے قلب کی طرف اشارہ کیا ،ہم کس درجہ مشتاق ہیں کہ ان کی زیارت کریں۔

اس لئے کہ حضرت کو اپنے وسیع علم کی بنا پر معلوم تھا کہ سقیفہ میں جمع ہونے والے اس کا بیج چھوڑ جائیں گے اور اس کا فتنہ ایسے ہی جاری ہوگا اس کی آگ لمبے عرصہ تک پورے عالم کو سیاہ کرتی رہے گی تیرگی و بدبختی دنیا کے تمام لوگوں کا احاطہ کرلے گی اور یہ ظلم وستم اس وقت تک ہوتا رہے گا جب تک منتقم آل محمد امام عصر (عج) اپنے ان ۳۱۳/ساتھیوں جنھوں نے تہذیب نفس کے ساتھ امر ولایت کو اپنی روح میں رچا بسا رکھا ہے کے ساتھ قیام کریں گے اور دنیا کے تمام مظلوموں کا بدلہ ظالمین سے لیں گے۔

(۱)بحار الانوار ج۵۱ص۱۱۵.

اگر سقیفہ کے تاریک ایام میں اپنی جان کی بازی لگانے والے مددگار عالم کے اولین مظلوم حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ ہوتے تو دشمن خانہ وحی کو آگ نہیں لگا سکتے تھے عالم ہستی کے امیر کے گلے میں رسی کا پھندا نہیں ڈال سکتے تھے اور ماہ عالم کے چہرے کو نیلا نہیں کر سکتے تھے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام اپنے ایک خطبہ میں فرماتے ہیں:

فنظرت فاذا لیس لی معین اِلّا أهل بیتی فضننت بهم عن الموت، وأغضیت علی القذی، وشربت علی الشّجی، وصبرت علی أخذ الکظم، وعلی أمرّ من طعم العلقم.(۱)

چونکہ مخالفین نے خلافت کو جو کہ ہمارا حق تھا غصب کر لیا (اپنے امر میں ہم نے فکر کیا) تو دیکھا سوائے میرے اہل بیت کے میرا کوئی مددگار نہیں ہے میں اس پر راضی نہیں ہوا کہ وہ قتل ہوں اور وہ آنکھ جس میں تنکا چلا گیا تھا اسے بند کر لیا' جبکہ اس نے میرے گلے کی ہڈی کو جکڑ رکھا تھا لیکن ہم نے پی لیا (شدید غم واندوہ کی وجہ سے) سانس لینا مشکل تھا (بہت ہی کڑوی جڑی) کے مزہ سے بھی زیادہ تلخ چیزوں پر ہم نے صبر کیا۔

ہاں، اس کائنات کی مظلوم ترین ذات ان تمام مظالم کو جو ان پر کئے گئے بیان کرنے کے بعد مستقبل میں ہونے والے فتنوں کو یاد کرتے ہیں اور ان تمام فتنوں اور فساد کو خاتمہ دینے والے کے نام کا بھی تذکرہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

آہ، میں اسے دیکھنے کا کس درجہ مشتاق ہوں۔

۷: **امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:**

(۱) نہج البلاغہ فیض الاسلام خطبہ ۲۶ ص ۹۲.

اگر میں اس زمانہ میں رہا تو اپنی جان اس صاحب امر کے لئے محفوظ

رکھوں گا۔

یہ کلام اس ذات کا ہے جس نے سارے عالم میں علم وحکمت کو شگافتہ کیا اور خلقت عالم کے تمام اسرار سے واقف ہے وہ ذات جس کے لئے آئندہ آنے والے اور ماضی میں رہنے والے ان افراد کی طرح ہیں کہ جو آپ کے حضور میں اور سامنے ہوں۔

حضرتؑ نے جب آئندہ اور آئندہ آنے والوں کا تذکرہ کیا تو حضرت مھدی (عج) کے ظہور سے پہلے ہونے والے قیام کے متعلق یوں بیان فرمایا:

"اَما إِنّي لو ادركت ذالك لا ستبقيت نفسي لصاحب هذا الامر (۱)

آگاہ رہو اگر میں اس زمانہ میں رہا تو اپنی جان کو اس صاحب امر (عج) کے لئے محفوظ رکھوں گا۔

مرحوم آیت اللہ شیخ محمد جواد خراسانی نے اپنی کتاب میں تحریر فرمایا ہے اس زمانہ سے حضرت کا مقصود وہ گروہ ہے جو (شیلا) سے ہوگا اور حق کے حصول کے لئے قیام کرے گا۔

۸: امام محمد باقر علیہ السلام

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، وہ ہمارے ہمنام اور ان کی کنیت ہماری کنیت ہے میرے باپ اس پر قربان جو پوری دنیا کو عدالت و انصاف سے ویسے ہی پر کردیگا جیسے وہ ظلم جور سے بھری ہوگی۔

اس روایت کو ابوحمزہ ثمالیؒ جو حضرت کے بزرگ اصحاب میں سے ہیں انھوں نے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں ایک روز امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں تھا جب لوگ حضرت سے رخصت ہو کر چلے گئے تو مجھ سے فرمایا:

(۱) مرحوم نعمانی کی الغیبۃ ص ۲۷۳ .

يـاأبـا حـمـزـة، مـن الـمـحتـوم الّذى حتمه اللّٰه قيام قائمنا، فمن شكّ فيما أقول لقى اللّٰه وهو به كافر، ثمّ قال:

بـأبـی وأُمّـی الـمسـمّـی بـاسـمـی والمكنّی بكنيتی، السابع من ولدی، بأبی من يملأ الأ رض عدلاً وقسطاًكما ملئت ظلماً وجوراً.
يـاأبـاحـمـزـة، من أدركه فيسلم له ما سلّم لمحمّد وعلیّ فقد وجبت له الـجـنة، ومـن لـم يسـلّـم فـقـد حرّم اللّٰه عليه الجنّة ومأواه النار وبئس مثوی الظاليمن.(١)

اے ابو ہمزہ ! وہ چیزیں جن کوپروردگار عالم نے حتمی قرا ردیا ہے وہ ہمارے قائم (عج) کا قیام ہے اور جو کچھ ہم نے کہا اس میں اگر کوئی شک کرے تو وہ ایسی حالت میں پروردگار عالم سے ملاقات کرے گا کہ کافر ہوگا۔

پھر فرمایا: ہمارے ماں باپ ان پرقربان ان کا نام ہمارے نام پر ہے اور ان کی کنیت ہماری کنیت پر رکھی گئی ہے وہ ہماری ساتویں پشت میں ہو گا ،میرے باپ ان پر قربان جو پوری زمین کو عدل و انصاف سے ویسے بھر دیں گے جیسے وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

اے ابا حمزہ جو بھی ان کے زمانہ میں ان کے سامنے جائے بالکل اسی طرح تسلیم ہو جائے جیسے محمدؐ وعلیؑ کی بارگاہ میں تسلیم تھا تو اس پر جنت واجب ہے اور جو ان کے سامنے تسلیم نہ ہو،تو پروردگار عالم بہشت اس پر حرام کردے گا اور اسکا مقر آتش ہے جو کہ ظالموں کے لئے بہت ہی بری جگہ ہے۔

۹: **امام صادق** علیہ السلام:

(١) بحارالانوار ج۵١ ص١٣٩ ج٢۴ ص٢۴١ ج٣٦ ص٣٩۴.

اگر ہم ان کے زمانہ میں ہوں تو جب تک زندہ ہوں ان کی خدمت کریں گے۔

اس کلام کو امام صادق علیہ السلام نے اسوقت فرمایا جب حضرت بقیت اللہ ارواحنا فداہ کے متعلق

آپ سے سوال کیا گیا:

هل ولد القائم؟

قال: لا، ولو أدركته لخدمته أيام حياتي. (۱)

کیا حضرت قائم کی ولادت ہوگئی ہے؟ تو حضرت نے فرمایا: نہیں، اگر میں انھیں دیکھوں تو اپنی پوری زندگی ان کی خدمت کرونگا۔

۱۰: امام صادق علیہ السلام

میں نے نور آل محمد (علیہ السلام) کے لئے دعا کی

عباد بن محمد مدائنی کہتے ہیں، امام صادق علیہ السلام نے نماز ظہر کے بعد دعا کے لئے ہاتھ بلند کیا اور دعا فرمائی ہم نے کہا ہماری جان آپ پر قربان ہو، آپ نے اپنے لئے دعا کی؟ فرمایا:

دعوت لنور آل محمد عليهم السلام وسائقهم والمنتقم بأمر الله من اعدائهم. (۲)

نور آل محمد (علیہم السلام) غایب ہے اور جو امر خدا کی بنا پر ان کے دشمنوں سے انتقام لے گا اس کے لئے دعا کی۔

البتہ خاندان وحی میں سبھی نور ہیں اور ان کی معرفت خدا کی نورانیت کی بنا پر ہے لیکن

(۱) الغیبۃ مرحوم نعمانی ص ۲۷۳ بحار الانوار ج ۵۱ ص ۱۴۸، امام حسینؑ اور امام جعفر کی کنیت ایک ہونے کی وجہ صاحب عقد الدرر سے چوک ہوئی ہے اور امام صادق کی بہت سی روایتوں کی نسبت امام حسینؑ کی طرف دی ہے.

(۲) فلاح السائل ص ۱۷۰

امام صادق علیہ السلام کے بیان کے مطابق اس روایت میں آنحضرت نور الانوار ہیں۔

۱۱: امام موسیٰ کاظم علیہ السلام:

میرے والد اس پر قربان جائیں جس پر خدا کی راہ میں ملامت کرنے والوں کی ملامت اثر انداز نہیں ہوتی

میرے والد اس پر قربان جو خدا کے امر سے قیام کرے گا۔

یحییٰ بن نوفلی کا بیان ہے:

حضرت امام موسیٰ بن جعفرؑ نے نماز عصر کے بعد اپنے ہاتھوں کو دعا کے لئے بلند کر کے ایک دعا پڑھی ہم نے حضرتؑ سے عرض کیا آپ نے کس کے لئے دعا کی۔

قال: ذلک المهدی من آل محمد علیهم السلام قال: بأبی المنبدح البطن، المقرون الحاجبین، أحمش الساقین، بعید مابین المنکبین، أسمر اللون، یعتاده مع سمرته صفرة من سهر اللیل، بأبی من لیله یرعی النجوم ساجداً وراکعاً، بأبی من لا یأخذه فی اللّٰه لومة لائم، مصباح الدجیٰ، بأبی القائم بأمر اللّٰه.(۱)

حضرت نے فرمایا: مھدی آل محمد (عج) کے لئے،

فرمایا: میرے والد اس وجود پر قربان جائیں جس کی ابرو ملی ہوئی ہے، پنڈلیاں پتلی ہیں چار شانہ قوی ہیکل اور گندم گوں ہے اور تہجد و شب زندہ داری کی وجہ سے رنگ زرد ہے۔

میرے والد اس پر قربان جو راتوں کو سجدہ و رکوع کی حالت میں ستاروں کے غروب ہونے کی رعایت کرتا ہے۔

(۱) بحار الانوار ج۸۶ ص۸۱.

میرے والد اس پر قربان جو خدا کے حکم سے قیام کرے گا۔

۱۲: حضرت امام رضا علیہ السلام

میرے ماں باپ ان پر قربان وہ ہمارے جد کے ہمنام اور ہمارے و حضرت موسیٰؑ کے شبیہ ہیں۔

اس کلام کو حضرت امام رضا علیہ السلام نے امام عصر (عج) کی غیبت کے زمانہ میں برپا ہونے والے شدید فتنہ کے تذکرہ کے بعد فرمایا:

یہ فتنے اس درجہ شدید اور ویران کن ہیں کہ نہایت ہوشیار اور زیرک افراد کو بھی اپنے دام میں گرفتار کر لیں گے۔

گر چہ وہ دین اور دینداری کے مدعی ہیں لیکن ان کی گمراہی کی وجہ سے امام عصر ارواحنا فداہ کو اس طرح غربت وتنہائی گھیر لے گی کہ آسمان وزمین اور ہر آگاہ اور دردمند دل رکھنے والا انسان حضرت (عج) کے لئے گریہ کرے گا، اس جگہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے کلام پر توجہ فرمائیں:

لابدّ من فتنة صمّاء صيلم يسقط فيها كلّ بطانة و وليجة ، وذلك عند فقدان الشيعة الثالث من ولدى،يبكى عليه أهل السماء و اهل الأرض،و كلّ حرىّ وحرّان و كلّ حزين ولهفان.

ثمّ قال عليه السلام:بأبى وأمّى سمّى جدّى وشبيهى وشبيه موسى بن عمران عليه السلام عليه جيوب النور يتوقّد من شعاع ضياء القدس.(۱)

ناگزیر نہایت ہی سخت اور سنگین فتنہ واقع ہوگا ،جس میں ہر رازدار اور منتخب فرد

(۱) مرحوم نعمانی کی الغیبۃ ص ۱۸۰، کمال الدین ص ۳۷۰، بحار الانوار ج ۵۱ ص ۱۵۲، الزام الناصب ج ۱ ص ۲۲۱.

(دوام نہ لا سکے گا) اور گر پڑیگا اور یہ اس وقت ہوگا کہ جب ہمارے فرزندوں میں تیسرے فرزند کو شیعہ کھودیں گے اس پر اہل آسمان وزمین گریہ کریں گے تلاش میں رہنے والا ہر مرد وعورت اور ہر غمگین وحسرت زدہ فرد اس پر گریہ کریگا۔

پھر فرمایا: ہمارے ماں باپ اس پر قربان جو ہمارے جد رسول اللہ کا ہمنام اور موسیٰ بن عمرانؑ کا شبیہ ہے اس کے (جسم) پر نورانی پیراہن ہے کہ جو قدس کی

شعاعوں سے ضیاء حاصل کرتا ہے۔

اس روایت سے مشابہ روایت پیغمبر اکرمؐ سے نقل کر چکے ہیں۔

کتاب ''تنزیہ الخاطر'' میں امام رضا علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ حضرتؑ ایک نشست میں لفظ قائم کے ذکر کے وقت خود کھڑے ہوے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو سر پر رکھا اور کہا:

'' **اللهم عَجِّلْ فرجه و سَهِّل مخرجه**''

اور پھر آنحضرت (عج) کی حکومت کی خصوصیت کے متعلق لوگوں سے بیان فرمایا۔

مرحوم محدث نوری نے (نجم الثاقب) میں فرمایا حضرت امام عصر ارواحنا فداہ کا نام بالخصوص آنحضرت (عج) کا مخصوص لقب سننے کے بعد کھڑے ہو جانا تمام ممالک میں سارے شیعوں کی روش وسیرت ہے اور عرب، عجم، ترک، دیلم حتیٰ اہل سنت بھی اس سیرت پر عمل کرتے ہیں (۱)

مرحوم علامہ امینیؒ (الغدیر) میں لکھتے ہیں:

روایت ہوئی ہے کہ جب دعبل نے امام رضاؑ کے لئے قصیدہ پڑھا اور حضرت حجت (عج) کو یاد کیا:

فلولا الّذی أرجوه فی الیوم أو غدٍ تقطع نفسی اثرهم حسراتی

خروج اِمام لامحالة خارج یقوم علی اسم اللّٰه والبرکات (۱)

(۱) الزام الناصب ج ۱ ص ۲۷۱.

(۲) الغدیر ج ۲ ص ۳۶۱.

تو حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں کو سر پر رکھا اور ادائے احترام فرمایا اور ساتھ ہی حضرت کے ظہور کے لئے دعا فرمائی (۱)

اور اپنے اس مقدمہ کو اس روایت پر تمام کرتا ہوں: امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ جب حضرت حجت ارواحنا فداہ کے القاب میں لفظ قائم کا ذکر ہو تو اس وقت کھڑے ہونے کی علت کیا ہے؟ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اس وجہ سے کہ آپ کے لئے طویل غیبت ہے اور بہت ہی محبت کے ساتھ آنحضرت (عج) اپنے

دوستوں میں ان کی طرف دیکھتے ہیں جو آپ کو اس لقب سے یاد کرے جو آپ کی حکومت اور غربت کے اوپر حسرت پر دلالت کرتا ہے اور وہ بندہ جو اپنے آقا کے لئے خضوع سے پیش آتا ہے، اسے تعظیم اس طرح کرنی چاہئے کہ جب اس کا آقا اپنی پرجلالت نگاہوں سے اس کی طرف دیکھے تو اس کے سامنے اٹھ کر کھڑا ہو جائے لہٰذا جو بھی اس نام کو زبان پر جاری کرے اسے کھڑا ہونا چاہئے اور پروردگار عالم سے فرج میں تعجیل طلب کرنی چاہئے۔

پروردگار عالم سے دعا ہے کہ ہمیں اہل بیت علیہم السلام کے واقعی شیعوں میں قرار دے تا کہ ہم ان بزرگ ہستیوں کے عملاً پیرو ہوں۔

وماتوفیقی الا باللّٰہ

مرتضیٰ مجتهدی سیستانی

☆☆☆☆☆

(۱) اس سے مشابہ روایت علامہ مجلسیؒ نے بحارالانوار کے جلد۵۱ ص۱۵۴ پر نقل کیا ہے۔

۲۰: آنحضرت (عج) سے مخصوص وقت کی تیسری دعا

اللھم ....ص ۳۱۴......(۱)

(۱) مفتاح الفلاح ص ۴۹۸، المصباح: ۱۹۴ تھوڑے سے فرق کے ساتھ۔

علامہ خواجوی اس عبارت "**الذی تجمع علی طاعته الاراء المتفرقه**" (یعنی آنحضرت عجل اللہ تعالی فرجہ) وہ ہیں جو تمام مختلف نظریات وآراء کو یک جا کریں گے۔

یہ عبارت اس مطلب کو بیان کرتی ہے کہ ظہور کے زمانہ میں آنحضرت (عجل اللہ تعالی فرجہ) کی کامیاب اور پُر افتخار حکومت کے دوران مختلف آراء اور مختلف نفسانی خواہشات نہ ہوں گی بلکہ سبھی لوگ متفق القول اور متحد ہو کر امام زمانہ (عجل اللہ تعالی فرجہ) کے حکم کے مطیع ہوں گے، وہ ایسے امیر ہیں کہ جن کی سبھی اطاعت کریں گے۔

اس مبارک اور مسعود موقع پر ہر ایک کو اس کا حق ملے گا، خمس وزکوٰۃ اپنی جگہ مصرف ہوں گے اور............تمام احکام الٰہی کا اس کی جگہ پر اجرا ہوگا اور متعلقہ حکم کے مطابق عمل ہوگا۔

اس روز ناحق غصب کی گئی فدک، اس کے مالکین کی طرف پلٹا دی جائے گی، اور اسی روز پروردگار عالم اپنے دوستوں کا انتقام ان کے دشمنوں سے (جو زندہ ہیں) لے گا، وہ دوست چاہے باحیات ہوں یا اس دار فانی کو وداع کہہ چکے ہوں، جیسا کہ بہت سی روایتیں اس کے متعلق وارد ہوئی ہیں۔

منجملہ ایک روایت میں نقل ہوا ہے: حضرت امام مہدی (عجل اللہ تعالی فرجہ) کے قیام کے وقت پروردگار عالم اپنے اولیاء اور ان کے شیعوں کے ایک گروہ کو جو خالص ایمان رکھتے تھے، زندہ کرے گا، اور دنیا میں واپس لائے گا تا کہ آنحضرت (عجل اللہ تعالی فرجہ) کی نصرت کا اجر حاصل کریں اور آنحضرت (عجل

اللہ تعالی فرجہ) کی حکومت کے ظہور سے شادومسرور ہوں۔

اسی طرح کفار محض کے ایک گروہ کو دنیا میں واپس لائے گا تا کہ ان سے انتقام لے اور جس عذاب کے مستحق تھے اس کا کچھ حصہ چکھیں، نیز ذلت ورسوائی کے ساتھ شیعوں کے ہاتھوں قتل ہوں اور حضرت (عجل اللہ تعالی فرجہ) کے مقام ومرتبہ کا حسرت سے نظارہ کریں۔

اس زمانہ میں عدل وانصاف اوراحسان مشرق ومغرب تک پھیل جائے گا، بالکل اسی طرح جیسا کہ پروردگار عالم نے قرآن مجید میں احسان وعدل کا حکم فرمایا ہے اور بندگان خدا نعمت، رزق اور روزی کی فروانی میں زندگی بسر کریں گے، اس طرح کہ ان کی دنیاوی اوراخروی دونوں زندگی کامل ہوگی۔

اس روز سچائی وحقانیت اپنی صحیح اور باعظمت جگہ پالے گی اور اس جگہ مستقر ہوجائے گی، دین اسلام جو کہ پوری طرح نابود ہو چکا ہوگا پھر سے رائج ہوگا، اور لوگ دوبارہ اسلام قبول کر کے مسلمان ہونگے۔

اس روز صرف خدا کے دین کی عرصۂ گیتی پر حکمرانی ہوگی پس مبارک ہو! ان لوگوں کے لئے مبارک ہو!

پروردگارا! امام عصر ارواحنا فداہ کے ظہور میں تعجیل فرما اور حضرت (عجل اللہ تعالی فرجہ) کے ظہور اور قیام کو آسان فرما، اور تجھے محمدؐ وآل محمدؐ کا واسطہ ہمیں ان لوگوں میں قرار دے جو ان کی باکرامت حکومت کے زیر سایہ زندگی گذاریں گے، آنحضرت (عجل اللہ تعالی فرجہ) اور ان کے دوستوں کے دیدار سے مشرف ہوں گے، اور ان کے ہم رکاب جہاد کریں گے، ان کے کلام کے احترام اور ان کے دین وملت کی عظمت کی خاطر قتل ہوں گے اور قتل کریں گے۔(۱)

(۱) مفتاح الفلاح ص۵۰۲.

۲۱: حضرت امام (عجل اللہ تعالی فرجہ) پر صلوات

اللھم..........................ص٦ ١ ٢..........................(١)

(١)مصباح المتہجد ص۴۰۵

۲۲: ہرنماز کے شروع میں امام زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کے لئے دعا

حمیریؒ ایک خط میں حضرت امام عصر ارواحنا فداہ کو لکھا اور ان سے پوچھا: کیا نماز کے شروع میں ''**علیٰ ملة ابراھیم و دین محمد** ؐ'' کہنا جائز ہے؟ چونکہ ہمارے بعض اصحاب کہتے ہیں، اگر کوئی نماز کے شروع میں علی دین محمدؐ کہے تو اس نے دین میں بدعت قائم کی، ہم نے نماز سے متعلق کتابوں میں اس موضوع پر کچھ نہیں دیکھا سوائے ایک حدیث کے جو قاسم بن محمد نے اپنے جد حسن بن راشد سے نقل کیا ہے۔

حسن بن راشد کہتے ہیں: امام صادق علیہ السلام نے ہم سے فرمایا:

نماز کو کس طرح شروع کرتے ہو؟

ہم نے عرض کیا: ''**لبیک و سعدیک**'' کہتا ہوں، امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: میرا مقصود یہ نہ تھا، میں نے پوچھنا چاہتا ہوں کہ نماز کے شروع میں کس طرح ''**وجهت وجهی للذی فطر السماوات والارض حنیفاً مسلماً**'' کہتے ہو؟

(متوجہ ہوا اس ذات کی طرف جس نے آسمان و زمین کو خلق کیا اس حالت میں کہ میں خداپرست اور مسلمان ہوں)

حسن نے کہا: اس دعا کو اس طرح پڑھتا ہوں،

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب بھی اس دعا کو پڑھو تو اس کے بعد کہو:

''علیٰ ملة ابراهیم ودین محمدومنهاج علی بن ابی طالب والایتمام بآل محمدٍ حنیفاً مسلماً وما انا من المشرکین''

''حضرت ابراہیمؑ کے مذہب، حضرت محمدؐ کے دین اور حضرت علی بن ابی طالبؑ کی روش پر ہوں اور آل محمدؐ کا پیرو ہوں جبکہ خداپرست ومسلمان بھی ہوں اور مشرک نہیں ہوں''

حضرت (عجل اللہ تعالی فرجہ) نے جواب تحریر فرمایا:

اس دعا کا نماز کے شروع میں پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب مؤکد ہے اور اس پر اجماع ہے کہ جس میں کسی اختلاف کی گنجائش نہیں ہے (نماز کے شروع میں اس طرح کہو:

وجهت ....ص ۳۱۸.............

پھر سورۂ حمد پڑھو(۱)

(۱) بحارالانوار ج۸۴ص۳۵۹،نقل از احتجاج طبرسی ج۲ص۳۰۷.

۲۲۳: حضرت صاحب الامر (عجل اللہ تعالی فرجہ) کی دعا

الهی...ص ۲۱۹......(۲)

(۲) مہج الدعوات ۳۵۲.

۲۴: دعاء سہم اللیل

یہ دعا امام عصر ارواحنا فداہ سے روایت ہوئی ہے:

اللهم..ص ۳۱۹..................(۳)

کذا کذا کی جگہ اپنی حاجت طلب کرے۔

(۳) المصباح ص ۳۵۴، البلد الامین ص ۴۷۹.

۲۵: امام عصر (عجل اللہ تعالی فرجہ) سے دوسری دعا

یہ دعا بھی امام زمانہ (عجل اللہ تعالی فرجہ) سے روایت ہوئی ہے:

اللهم .... ص ۳۲۱............(۱)

(۱) البلد الامین ص ۴۸۰، المصباح ص ۳۷۴.

۲۶: دعاءُ ''یَا نُوْرَ النُّور''
جو کہ امام زمانہ سے مروی ہے

یا نور النور... (ص ۳۲۲)........................(۲)

(۲) المصباح ص ۴۰۷، جنات الخلود ص ۴۱، ضیاء الصالحین ص ۵۳۳.

روایت ہوئی ہے کہ جو اس دعا کو اختیار کرے یعنی اسے اپنی دعا قرار دے اور پڑھے تو وہ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے ساتھ محشور ہوگا۔ (۳)

(۳) منتخب الاثر ص ۵۲۱.

۲۷:   آنخضرت (عج) سے مروی دوسری دعا

یامن ....**ص ۳۲۲**.................................**س** (۴)

التحفة الرضوية میں مرحوم علامہ سید حسن بن مرحوم آیت اللہ سید علی آقا شیرازی نے نقل کیا ہے کہ یہ دعا حضرت حجت (عجل اللہ تعالی فرجہ) سے مروی ہے اور فرمایا ہے: اس دعا کو نماز پنجگانہ کے بعد اور دیگر اہم حاجات کے لئے پڑھا جائے، ذیل میں دعا ملاحظہ ہو۔

یا من اذا...**۳۲۶**......(۵)

(۴) قصص الانبیاء ص ۳۶۳.

(۵) التحفۃ الرضویۃ ص ۱۱۴.

۲۸:   مہم حاجات کے لئے دعاء عظیم الشان

کلم الطیب میں فرماتے ہیں: دعاء عظیم الشان جو کہ امام زمانہ (عج) سے مروی ہے اور اس کے لئے ہے جس کی کوئی چیز گم ہوئی ہو یا اس کی کوئی اہم حاجت ہو، چنانچہ اسے چاہئے کہ ذیل میں بیان کی گئی دعا کو زیادہ سے زیادہ پڑھے:

بسم الله...ص ۳۲۳............(۱)

(۱) الکلم الطیب ص ۱۴.

۲۹: امراض سے شفا کے لئے دعا

(جو کہ امام زمانہؑ سے مروی ہے)

محدث نوری فرماتے ہیں: جلیل القدر شیخ کفعیؒ نے کتاب (البلد الامین) میں حضرت امام مہدی علیہ السلام سے نقل کیا ہے:

جو اس دعا کو نئے برتن پر تربت امام حسین علیہ السلام سے لکھے اور پھر دھو کر پئے تو اسے شفا حاصل ہوگی۔

بسم الله ....ص ۳۲۴.

محدث نوریؒ مزید کہتے ہیں: ہم نے سید زین الدین علی بن الحسین الحسینی کی تحریر میں اس دعا کو دیکھا: ایک شخص جو امام حسین علیہ السلام کے حرم کا مجاور تھا وہ مریض ہوگیا اس نے خواب میں حضرت امام زمانہ علیہ السلام کو دیکھا اور حضرت سے اپنی بیماری کا شکوہ کیا، حضرت نے یہ دعا اسے تعلیم فرمائی اور حکم دیا کہ: اس دعا کو مذکورہ طریقہ کے مطابق لکھے اور دھو کر اس پانی کو پئے، اس نے حضرت کے حکم کی اطاعت کی اور فورا ہی اچھا ہوگیا۔(۲)

(۲) جنت الماویٰ ص ۲۲۶، دار السلام ج ا ص ۲۸۸.

۳۰: مشکلات سے نجات اور چوروں سے محفوظ رہنے کی دعا

مرحوم آیت اللہ شیخ علی اکبر نہاوندی لکھتے ہیں شیخ علی اکبر تہرانی (ساکن مشہد مقدس) نے ہم سے ایک واقعہ بیان کیا:

متقی و پرہیز گار عالم دین شیخ محمد تقی تربتی نے جو کربلا کے بزرگ علماء اخلاق اور علاّمہ مرزا حبیب اللہ رشتی کے شاگرد تھے اور ان کا اجازہ بھی ان کو حاصل تھا فرمایا: میرا ایک متدین شاگرد جو شہر تربت کے سادات میں سے تھا، اس نے مجھ سے بیان کیا: عتبات عالیہ کی زیارت سے واپسی میں ایک طالب علم کے ساتھ نکلا اور قافلہ کے پیچھے پیچھے قصر شیرین کی طرف چل پڑا پیاس کی شدت اور تکان سے نڈھال تھا بڑی مشکل سے اپنے کو قافلہ تک پہنچایا، قافلہ کو چوروں نے لوٹ لیا تھا اور لوگوں کو زخمی کر دیا تھا وہ بیابان میں پڑے ہوئے تھے ہم خوف سے ایک بلندی کے اوپر چلے گئے کہ اتنے میں ایک بزرگ سید کو اپنے پاس کھڑے دیکھا اس نے ہمیں سلام کیا پھر سات زاہدی خرمہ ہمیں عطا کیا اور فرمایا: چار خرمہ خود کھاؤ اور تین اس شیخ کو دے دو، چنانچہ خرمہ کھانے کے بعد ہماری پیاس ختم ہوگئی، پھر فرمایا اس دعا کو مشکلات سے نجات اور چوروں کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے پڑھو:

" اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَخَافُکَ وَأَخَافُ مِمَّنْ یَخَافُکَ وَأَعُوْذُ بِکَ مِمَّنْ لاَیَخَافُکَ "

پھر اس کے بعد سید کے ساتھ تھوڑی دور تک چلے اتنے میں انھوں نے اشارہ کیا اور فرمایا: یہ تمہارا گھر ہے ہم نے دیکھا ہمارا گھر اس ٹلے کے نیچے ہے جب ہم گھر میں داخل ہوئے تو ہم پر تکان نے ایسا غلبہ کیا کہ سو گئے اور جو کچھ ہم پر گذری تھی اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے، لیکن نیند سے اٹھنے کے بعد متوجہ ہوئے کہ وہ سید حضرت امام عصر ارواحنا فداہ تھے۔ (۱)

(۱) العبقری الحسان ج ا ص ۱۱۷، المسلک الاذفر.

۳۱:   امام زمانہ سے مروی دوسری دعا
(مشکلات وشداید سے رہائی کے لئے)

کتاب الکلم الطیب میں فرماتے ہیں: ایک بزرگ اور مورد اطمینان سید کی تحریر دیکھی جس میں لکھا تھا:

۱۰۹۳ھ قمری ماہ رجب کو برادر محترم اور دانشور اسماعیل بن حسین جابری انصاری سے میں نے سنا وہ کہتے ہیں: شیخ متقی حاج علیا مکّی کا بیان ہے: میں کچھ دشمنوں کے درمیان احقاق حق کی وجہ سے گرفتار ہوگیا مجھے اپنی جان کا خوف ہوا جس کی وجہ سے بہت پریشان ہوا ایک روز اپنی جیب میں ایک دعا پائی تعجب کیا اس لئے کہ ہم نے کسی سے دعا نہیں مانگی تھی، لہٰذا حیرت زدہ تھا، لیکن رات کو عالم خواب میں ایک شخص کو شائستہ اور زہاد افراد کے لباس میں دیکھا اور ان کو کہتے ہوئے سنا: فلاں دعا کو ہم نے تمہیں دیا ہے اسے پڑھو تا کہ تمہیں شدت و پریشانی سے نجات مل جائے۔

میں اس کہنے والے کو نہیں پہچانتا تھا اس وجہ سے میرا تعجب اور بڑھا دوسری مرتبہ پھر امام عصر علیہ السلام کو خواب میں دیکھا وہ فرما رہے تھے: جس دعا کو ہم نے تہیں دیا اس کو پڑھو اور اسے جس کو چاہو تعلیم دو۔

ہم نے متعدد بار دعا پڑھی اور میرے امور حل ہوگئے اس عمل کا ہم نے تجربہ کیا لیکن ایک مدت کے بعد یہ دعا گم ہوگئی جس کا ہمیں بہت افسوس ہوا اور اپنے عمل کی بدی پر نادم و پشیمان تھا۔

لیکن ایک شخص آیا اور اس نے کہا تمہاری دعا فلاں جگہ گر گئی ہے مجھے نہیں یاد کہ وہاں میں کبھی گیا بھی تھا، دعا اٹھائی اور سجدۂ شکر بجالایا، وہ دعا ملاحظہ:

بسم اللہ ....ص ۳۲۷

اگر امکان ہوتو اس دعا کو سحر کے وقت تین مرتبہ،صبح کے وقت تین مرتبہ اور رات میں تین مرتبہ پڑھیں اور اگر کام بہت مشکل ہوتو اس کے پڑھنے کے بعد تیں مرتبہ پڑھیں:

یا رحمن یا رحیم ....ص۲۷۷(۱)

(۱)الکلم الطیب ص۱۰۱،جنۃ الماوی ص۲۲۵،دار السلام ج۱ص۲۸۸.

۳۲: حرز امام زمانہ(عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف)

بسم اللہ ۳۲۸ (۲)

(۲)المصباح ص۴۰۷،مہج الدعوات ص۶۴.

۳۳: دعاء حجاب

اللھم ....ص۳۲۹..............**یا ارحم الرحمین** .(۱)

سید علی بن طاؤس مہج الدعوات میں اس حجاب کے ہمراہ دیگر حجاب کا ذکر کرنے بعد فرماتے ہیں:ایک زمانہ میں بہت بڑا سیلاب آیا ہر جگہ پانی بھر گیا اس کی زد میں جو مکان تھے منہدم ہونے لگے امن وامان ختم ہو گیا اور زندگی مشکل ہوگئی اس وقت مجھے اس دعا کے پڑھنے کا الہام ہوا،حقیقت یہ ہے کہ ان مشکلات میں جینے کا امکان صرف انھیں دعاؤوں کی اجابت کی صورت میں تھا،یہ حجاب تھے جنھوں ان موانع کو دور کیا اور ان ناگوار حوادث میں ہمارے ضامن رہے،ہم پرورد گار عالم کی اس نعمت پر اس کے شکر گذار ہیں۔(۲)

(۱) مہج الدعوات ص۳۶۰، المصباح ۲۹۶.

(۲) مہج الدعوات ص۳۶۱.

۳۴: صیحہ کے وقت دعا

ابن مسعود پیغمبر اکرمؐ سے نقل فرماتے ہیں:

جب بھی ماہ مبارک رمضان میں صیحہ واقع ہو تو ماہ شوال میں جنگ وفتنہ واقع ہوگا اور ذیقعدہ میں قبیلے گروہوں میں تقسیم ہوکر ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے اور ذی الحجہ ومحرم میں خون بہے گا اور کیا محرم ہوگا؟ ہیہات! ہیہات! لوگ اس میں قتل کئے جائیں گے اور کیا قتل کئے جائیں گے؟

ہم نے عرض کیا: یارسول اللہؐ صیحہ کیا ہے؟

حضرتؐ نے فرمایا:

ایک آواز (۱) جو پندرہ رمضان جمعہ کو صبح سویرے سنائی دے گی یہ وہ وقت ہے جب ماہ رمضان مطابق با شب جمعہ (نہ کہ روز جمعہ) ہوگا۔

یہ آواز سوتے ہوئے کو جگا دیگی اور بیٹھے ہوئے کو کھڑا کرے گی لڑکیاں بدون حجاب باہر نکل پڑیں گی اور یہ اس سال کے شب جمعہ میں ہوگا جس میں زلزلہ زیادہ آئے گا اور سردی زیادہ ہوگی۔

پس جس سال بھی شب جمعہ اور اول ماہ رمضان مطابق ہوں، اور جب روز جمعہ پندرہ رمضان کو نماز صبح پڑھ لو تو اپنے گھروں میں چلے جاؤ، دروازے بند کرلو کھڑکیاں کھلی نہ رہنے دو، اپنے کو ڈھانک لو، اور اپنے کانوں کو بند کرلو.

اور جب متوجہ ہو جاؤ کہ صیحہ واقع ہوگیا تو سجدۂ پروردگار میں گر جاؤ اور کہو: سُبْحَانَ

الْقُدُّوْسِ سُبْحَانَ الْقُدُّوْسِ رَبِّنَا.
سچ یہ ہے کہ جو بھی اس کام کو انجام دے نجات پائے گا اور جو اس کے سامنے آئے ہلاک ہوگا۔(۲)

(۱)روایت میں ''اَلْهِـــدّـــة'' سے تعبیر کیا گیا ہے جس کے معنی آسمان سے پیدا ہونے والی عجیب آواز کے ہیں(مجمع البحرین)

(۲)التشریف بالمنن معروف بہ ملاحم وفتن۲۸۴، عالم جلیل القدر سید بن طاؤس سے یہ روایت اسی کتاب کے صفحہ۱۰۰ پر مختصر فرق کے ساتھ نقل ہوئی ہے۔

۳۵: ظہور میں تعجیل کے لئے دعا

مرحوم نعمانی کتاب ''الغیبۃ'' میں یونس بن ظبیان سے اور انھوں نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا:

جب بھی شب جمعہ ہو پروردگار عالم ایک فرشتہ کو دنیا کے آسمان کی طرف بھیجتا ہے اور طلوع فجر ہونے کے بعد وہ فرشتہ بیت المعمور کے اوپر عرش پر بیٹھتا ہے اور حضرات محمدؐ، علیؑ ،حسنؑ اور حسینؑ کے لئے منبر نصب ہوتا ہے وہ منبر کے اوپر جاتے ہیں او رمومنین، اولیاء، انبیاء اور ملائکہ ان کے گرد جمع ہوتے ہیں آسمان کا دروازہ کھل جاتا ہے اور زوال آفتاب کے وقت رسولؐ خدا پروردگار عالم سے عرض کرتے ہیں پروردگارا! جس کا تو نے کتاب میں وعدہ کیا ہے اس کا وقت آ گیا ہے۔

وعد الله.................. ....ص ۳۳۱..........................(۱)

(۱)سورہ نور آیت ۵۵.

پھر انبیاء وملائکہ بھی اسی طرح کہتے ہیں اس وقت محمدؐ علیؑ ،حسنؑ ،حسینؑ ،سجدہ میں جاتے ہیں اور کہتے ہیں:

یارب ....ص ۳۳۱

پروردگار عالم جو چاہتا ہے انجام دیتا ہے اور وہ روز معلوم (روز ظہور) ہے۔(۲)

(۲) مکیال المکارم ج۱ص۳۹۳ از الغیبۃ مرحوم نعمانی ص۲۷۶.

۳۷: حضرت کے ظہور کے شروع میں آپ کے لئے دعا

مفضل ایک روایت کے ضمن میں امام صادق علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں: میرے مولا! حضرت مہدی (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کہاں ظہور فرمائیں گے؟ اور کس طرح ظاہر ہوں گے؟

حضرتؑ نے فرمایا:

وہ تنہا ظہور کریں گے او رتنہا خانہ خدا میں جائیں گے او رکعبہ میں وارد ہونگے ،تنہا شب گذاریں گے اور جب آنکھیں سوجائیں گی، رات کی تاریکی ہرطرف پھیل جائے گی ،تو جبرئیلؑ ومیکائیلؑ ایک گروہ کے ساتھ نزول فرمائیں گے، جبرائیلؑ آنحضرت (عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف) کی طرف رخ کرکے فرمائیں گے، میرے مولا آپ کی بات قبول اور اس پرعمل ہوگا۔

حضرت (عجل اللہ تعالی فرجہ)اپنے دست مبارک کو اپنے چہرے پر پھیریں گے اور

فرمائیں گے:

الحمد لله...ص ۳۳۲(۱)

(۱)سورہ زمر آیت ۷۴.

(۲)بحارالانوار ج ۵۳ ص ۷.

۳۷: حضرت قائم کے قیام کے وقت دعاء شیعہ

رسول اکرمؐ نے فرمایا:

اگر تم چاہتے ہو کہ پروردگار عالم تم کو غرق ہونے، جلنے اور چوری سے محفوظ رکھے تو صبح ہونے کے بعد یہ دعا پڑھو:

بسم الله...ص ۳۳۳......

جو بھی اس دعا کو صبح کے وقت تین مرتبہ پڑھے تو وہ ڈوبنے، جلنے، اور چوری سے شب تک محفوظ ہے اور جو بھی اسے رات میں تین مرتبہ پڑھے وہ صبح تک مذکورہ چیزوں سے محفوظ رہے گا۔

حضرت خضرؑ اور الیاسؑ ہر سال حج میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور

ایک دوسرے سے رخصت ہوتے وقت ان کلمات کو پڑھتے ہیں یہ ہمارے شیعوں کا شعار ہے ، جس روز ہمارے قائم کا ظہور کریں گے اسی کے ذریعہ ہمارے چاہنے والے اور دشمن پہچانے جائیں گے۔(۱)

(۱) مکیال المکارم ج ۱ ص ۱۹۳.

۳۸: وادی السلام سے عبور کے وقت امام عصر کی دعا

حضرت امیر المومنینؑ ایک حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں:

میں دیکھ رہا ہوں گویا وہ (حضرت بقیت اللہ الاعظم) ایسے گھوڑے پر سوار ہیں کہ جس کے پیر سفید ہیں او راس کی پیشانی سفیدی سے چمک رہی ہے ،وہ وادی السلام سے سیل گاہ سہلہ کی طرف عبور کررہے ہیں ، دعا کررہے ہیں اور اپنی دعا میں کہہ رہے ہیں:

لااله .... ص ۳۳۴..................(۲)

(۲) العدد القویۃ ۷۵، دلائل الامامۃ میں ص ۴۵۸ پر تھوڑے سے فرق کے ساتھ.

۳۹: سورۂ کہف کی فضیلت

اس حصہ میں بعض سوروں کے خواص جو اس کتاب کے مطالب سے مربوط ہیں نقل کریں گے۔

۱: حضرت پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں:

جو سورۂ کہف پڑھے وہ آٹھ شب و روز ہر فتنہ سے محفوظ رہے گا اور اگر دجال اس آٹھ روز کے اندر خروج کرے تو اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

۲: دوسری حدیث میں آنحضرت نے فرماتے ہیں:

اور جو سورۂ کہف کے آخر کی دس آیتوں کو حفظ کرلے، وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا اور اگر پورا سورہ کو یاد کرلے تو بہشت میں داخل ہوگا۔

۳: اسی طرح مزید ایک روایت میں آنحضرتؐ فرماتے ہیں:

جو سورۂ کہف کے آخر کی دس آیتوں کو حفظ کرلے اور پھر دجال سے اس کا سابقہ ہو تو اسے (دجال) نقصان نہیں پہونچا سکتا اور جو سورۂ کہف کے اواخر کو حفظ کرلے، اس کے لئے روز قیامت نور اور روشنی ہوگی۔(۳)

(۳) مکیال المکارم ج۱ص۱۶۶.

۴۰: سورۂ یٰس کے خواص

ایک معتبر اہل علم فرد نے اس سورہ مبارکہ کی خاصیت کے متعلق ہم سے نقل کیا:

خدا کا ایک بندہ شہر یزد میں بہت ہی سخت مشکل سے دوچار تھا وہ حضرت امام عصر (عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف) کی خدمت میں شرفیاب ہوا لیکن ان کو نہیں پہچانا۔

حضرت (عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف) نے اس سے فرمایا:

سورۂ یٰس پڑھو اور جب کلمۂ ''مبین'' پر پہنچو کہ چھ مرتبہ آیا ہے تو اپنی حاجت کی نیت

کرو اور سورہ پڑھنے کے بعد اپنی حاجت طلب کرو تا کہ پروردگار عالم تمہاری دعا کو مستجاب کرے۔

وہ شخص کہتا ہے: جب ہم نے سورۂ یٰسین دیکھا تو اس میں ۷ مرتبہ ''مبین'' تھا اس پر ہم کو تعجب ہوا لیکن جب ہم نے غور کیا تو معلوم ہوا چھ جگہ کلمہ مبین الف لام کے بغیر آیا ہے ایک جگہ الف لام کے ساتھ آیا ہے۔

اس شخص کا بیان ہے: حضرت نے جس طرح فرمایا ہم نے سورہ اسی طرح پڑھا اور پروردگار عالم نے ہماری دعا مستجاب کرلی۔

۴۱: فضیلت سُور مسبحات

جناب جابر جعفی فرماتے ہیں: میں نے امام باقر علیہ السلام کو فرماتے سنا:

جو بھی سونے سے پہلے سور مسبحات پڑھے وہ اس وقت تک نہ مرے گا جب تک کہ حضرت قائم ؑ کی زیارت نہ کرلے، اور اگر مرجائے تو رسولؐ خدا کا ہم جوار ہوگا۔(۱)

طریحیؒ کہتے ہیں وہ سورہ جن کی ابتدا تسبیح سے ہوتی ہے ان کو مسبحات کہتے ہیں۔

مولا محمد صالح مازندرانی کہتے ہیں: نقل ہوا ہے کہ جن سوروں کے شروع میں ''سَبَّحَ'' یا ''یُسَبِّحُ'' یا ''سَبِّحْ'' یا ''سُبْحَان'' آیا ہے اور ان سے ابتدا ہوئی ہے وہ مسبحات ہیں، اس احتمال کی بنا پر سور مسبحات سات ہیں: سورۂ اسراء، حدید، حشر، صف، جمعہ، تغابن، اعلیٰ۔

لیکن مرحوم کفعمیؒ کتاب مصباح کے حاشیہ میں اس روایت کو نقل فرماتے ہوئے کہتے ہیں: مسبحات سے پانچ سوروں کی طرف اشارہ ہے اور سوائے اول و آخر (اسراء و اعلیٰ) کے سب شامل ہیں۔

یہ مطلب شیخ صدوق ؒ کے کلام سے بھی واضح ہو جاتا ہے انھوں نے اس روایت کو سورۂ تغابن جو کہ ''سورۂ مسبحات'' کا آخری سورہ ہے کے فضائل میں ذکر کیا ہے اور علامہ مجلسیؒ نے ''حلیۃ'' میں اور فیض

کاشانی نے ''وافی'' میں اس مطلب کو بیان کیا ہے۔

(۱) ثواب الاعمال ص ۱۱۸.

اہل فضل افراد میں ایک صاحب کا بیان ہے: حدیث شریف کے مضمون سے جو معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ ایک مرتبہ پڑھنے سے بھی حضرت امام عصرؑ کی زیارت اور آنحضرتؐ کا جوار نصیب ہونا محقق ہے لیکن چونکہ اس جگہ پر ان سوروں کے پڑھنے کے لئے ترغیب دینا ہے تاکہ ایک اچھی عادت اور روش پیدا ہو جائے لہٰذا زیارت و جوار، پڑھنے میں تکرار کے ذریعہ حاصل ہوگا، واضح ہے اگر کبھی یہ عمل ترک ہو جائے تو زیارت و جوار جو کہ اس عمل کا لازمہ ہے کو نقصان نہ پہنچے گا۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ امام کی زیارت سے مراد وہ زیارت ہے جس میں اسے علم ہو کہ وہ امام کی زیارت کر رہا ہے اس مسئلہ کی دو علت ہیں: یا مسبحات حضرت قائمؑ کے ذکر میں شامل ہے اور ان کے احوال وصفات کو بیان کرتی ہے گرچہ خاص کر اس مطلب سے واقف نہ ہو یا پھر اس میں کچھ دوسری خصوصیات پائی جاتی ہیں اور اس طرح کی تاثیر دیگر سوروں اور آیات کے اندر بھی ہے جن کا اجر و ثواب بیان کیا گیا ہے۔(۱)

(۱) دار السلام ج ۳ ص ۹۱.

۴۲: سورہ القارعۃ اور دجال سے نجات

حضرت امام صادقؑ فرماتے ہیں:

جو سورۂ القارعۃ پڑھے اسے پروردگار عالم دجال کے فتنے، اس پر ایمان لانے، اور دوزخ کی کثافتوں سے محفوظ رکھے گا۔(۲)

(۲)المصباح ص۶۰۰،ثواب الاعمال ص۱۲۵.

ساتواں باب

حضرت بقیۃ اللہ الاعظمؑ سے توسل

مرحوم آیت اللہ مستنبطؒ فرماتے ہیں:

عقلی ونقلی لحاظ سے ہم پر لازم ہے کہ عنایات اور رالطاف کے ضمن حضرت بقیت اللہ اروا حنا سے متمسک رہیں،سختی،مشکلات اور درد ورنج میں آپ سے پناہ مانگیں اس لئے کہ وہ امام عصرؑ اور سلطان وقت ہیں گرچہ ہماری آنکھیں ان کو دیکھ نہیں پاتیں لیکن وہ دیکھ رہے ہیں یہ ہم ہیں جو ان کو نہیں پہچانتے ،حضرتؑ کی عنایتوں کی کرنیں ہم پر پڑتی ہیں اور ہم میں سے جو بھی آنخضرت (عج) سے متوسل ہوتا ہے اس کی حاجت پوری ہوئی ہے۔

مرحوم مستنبط مزید فرماتے ہیں: ہم نے ان توسلوں کا حیرت انگیز اثر دیکھا ہے اور متعجب کر دینے والا نتیجہ حاصل کیا ہے اور اس میں کوئی کوتاہی نہیں دیکھی ہے۔

ہاں! جس نے ان توسلوں کی لذت حاصل نہ کی وہ ہرگز انھیں محسوس نہیں کرسکتا اور نہ ہی سمجھ سکتا ہے: ''بنفسی(انت) من مغّیب لم یخل منّا''(۱)

(۱)التحفۃ الرضویۃ ص۱۶۰.

۱: حضرت خواجہ نصیرؒ کی دعاء توسل کا واقعہ

مرحوم خواجہ نصیر الدین طوسی شہر ساوہ قریہ جہرود کے رہنے والے تھے ان کی ولادت باسعادت ۱۱ جمادی الاول ۵۹۷ھ کو شہر طوس میں ہوئی جس کا عدد آیت کریمہ ''جَآءَ الحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ البَاطِلَ كَانَ زَهُوْقاً''(۱) کے مساوی ہے اور ۱۸ ذی الحجہ ۶۷۲ھ کو وفات پائی آپ کی عمر ۷۵ سال تھی۔

آپ سے منسوب دعاء توسل کا ماجرا اس طرح زباں زد خاص وعام ہے اور بعض کتابوں میں بھی تحریر ہے کہ آنجناب نے اہل بیت عصمتؑ کے فضائل میں ۲۰ ؍سال کے طویل عرصہ میں ایک کتاب تالیف فرمائی اور اسے بغداد لے گئے تاکہ خلیفہ عباسی کو دکھائیں۔

اتفاقاً اس وقت پہنچے جب خلیفہ ابن حاجب کے ساتھ شط بغداد کے کنارے سیر وتفریح میں مشغول تھا، خواجہ نے وہ کتاب خلیفہ کو دی اور خلیفہ نے ابن حاجب کو دے دیا اور جب اس ناصبی کی نظر مناقب اہل بیتؑ پر پڑی تو اس نے شدت بغض کی بنا پر اسے پانی میں ڈال دیا اور مذاق اڑاتے ہوئے کہنے لگا: اس کے کتاب کے پانی میں گرنے کی آواز نے مجھے حیرت میں ڈال دیا، (اجبنی تلمه)

پھر خواجہ کی طرف نظر کر کے کہنے لگا: کہاں کے رہنے والے ہو؟

فرمایا: میں طوس کا رہنے والا ہوں۔

(۱)سورہ اسراء آیت ۸۱.

کہنے لگا: وہاں کے بیل ہو یا گدھے؟

خواجہ نے کہا: میں وہاں کا بیل ہوں۔

ابن حاجب نے کہا: تمہاری سینگیں کہاں ہیں؟

خواجہ نے فرمایا: اسے طوس چھوڑ آیا ہوں، لینے جارہا ہوں۔

خواجہ محزون ومحروم اپنے وطن لوٹ آئے اتفاقاً ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک گھر ہے اوراس کے اندر ایک مقبرہ ہے، اس مقبرہ میں ایک صندوق رکھا ہوا ہے اور صندوق کے اوپر خواجہ کے نام سے معروف دعاءِ توسل لکھی ہوئی ہے اور **حضرت امام عصر (عج) اس جگہ موجود ہیں۔**

آنحضرت (عج) نے آپ کے نام سے معروف دعاءِ توسل اور اس کے ختم کا طریقہ خواجہ کو تعلیم فرمایا، لیکن جب نیند سے بیدار ہوئے تو اس کا کچھ حصہ بھول چکے تھے جب دوبارہ سوئے تو وہی خواب پھر دیکھا اس میں بھولے ہوئے حصہ کو امامؑ نے دوبارہ تعلیم فرمایا۔

اب جب بیدار ہوئے تو ان کو پوری دعا یاد تھی اسے فوراً لکھ لیا اور خلیفہ وابن حاجب سے تلافی کے لئے مشغول ہو گئے اس عمل کو انجام دیا یہاں تک کہ وہ قبول ہوا آنحضرتؑ نے ان کی حاجت ایک بچہ کے ذریعہ (جو انھیں کے ذریعہ تربیت پا کر بڑا ہوگا اور تاج وسلطنت پائے گا، پوری ہونے کی خبر دی اوران کے شہر کی طرف اشارہ کیا۔

خواجہ نے رمل کے ذریعہ اس ہونے والے بادشاہ کو معین کیا اور تحقیق کر کے اس کے گھر تک پہنچ گئے اس گھر میں ایک عورت کو دیکھا جس کے پاس دو بچے تھے ان دونوں بچوں کو اس سے طلب کیا اوران کی تربیت میں مشغول ہوئے اور اپنی فراست سے معلوم کر لیا کہ ان دونوں بچوں میں کون بادشاہ ہونے والا ہے وہ ہلاکو تھا اس کی تربیت میں غیر معمولی اہتمام اور رعایت کی یہاں تک کہ ہلاکو خان سن شعور کو پہنچ گیا۔

ایک روز خواجہ نے اس سے کہا: اگر تم بادشاہ ہو جاؤ تو ہماری زحمتوں کا صلہ کیا دوگے؟ ہلاکو نے کہا: تمہیں اپنا وزیر بنالیں گے خواجہ نے کہا: تم اسے ایک نوشتہ کی صورت میں ہمیں دے دو۔

ہلاکو نے کہا: ٹھیک ہے ایک عہد نامہ لکھا اور خواجہ کے حوالہ کر دیا۔

وقت گذرتا رہا بالآخر ایک روز ہلاکو نے خراسان کے حاکم کو قتل کر دیا اوراس کی جگہ جا بیٹھا، خواجہ کو اپنا وزیر بنالیا اور خراسان پر قدرت حاصل کرنے کے بعد دوسرے شہروں پر چڑھائی کر دی اور ایک ایک شہر اپنے

قبضہ میں کرنے لگا یہاں تک کہ بغداد کا رخ کیا اور خلیفہ عباسی ''معتصم'' کو پکڑ کر قتل کر ڈالا۔

اور ابن حاجب نے جب یہ ماجرا دیکھا تو ایک آدمی کے گھر میں چھپ گیا اور ایک طشت کو خون سے پر کر کے اس کو کسی چیز سے ڈھک دیا پھر اس کے اوپر ایک فرش بچھایا اور اس پر بیٹھ گیا تا کہ خواجہ کے رمل سے محفوظ رہے خواجہ نے رمل کا استعمال کیا تو ابن حاجب کو خون کے دریا کے اوپر دیکھا اور حیرت زدہ رہ گئے بہت کوشش کی لیکن اس کے متعلق کچھ معلوم نہ ہوا، بالآخر خواجہ نے طے کیا کہ کچھ بھیڑیں وزن کر کے اہل بغداد کے درمیان تقسیم کریں اور ان سے شرط کر لیں جو بھی گوسفند لے اسے واپس کرنے کے وقت اس کا وہی وزن ہونا چاہئیے جو لیتے وقت تھا چنانچہ ایک بھیڑ ا ابن حاجب کے میزبان کو بھی دی۔

اس میزبان نے اس امر میں ابن حاجب سے مشورہ کیا، ابن حاجب نے کہا: اس کی تدبیر یہ ہے کہ ایک بھیڑئے کا بچہ لاؤ اور ہر روز صبح سے شام تک بھیڑ کو کافی مقدار میں چارہ دو جب رات ہو تو اسے بھیڑئے کے سامنے باندھ دو ،تا کہ اس کا دن میں کھانے کی وجہ سے جتنا وزن بڑھا ہو وہ بھیڑیئے کو دیکھنے کی وجہ سے کم ہو جائے اس تدبیر پر عمل کرنے کی وجہ سے بھیڑ جب تک اس کے پاس تھی اس کے وزن میں کوئی فرق نہیں ہوا۔

اور جب واپس کیا تو دوسری بھیڑوں کے وزن میں فرق تھا سوائے ابن حاجب کے میزبان بھیڑ کے، خواجہ اپنی اس ہوشیاری سے سمجھ گئے کہ ابن حاجب اسی کے گھر میں ہے۔

اس میزبان کے ساتھ سپاہی اس کے گھر بھیجا تا کہ ابن حاجب کو خواجہ اور ہلاکو کے پاس حاضر کیا جائے اور جب اسے آپ کے پاس لائے تو اس سے کہا تم میری سینگ دیکھنا چاہتے تھے اور میں نے وعدہ کیا تھا، ہلاکو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہ ہے میری سینگ۔

پھر اسے اپنے ساتھ نہر کے کنارے لے گئے اور اس کی ساری کتابیں منگوائی اور ااس کی ساری تالیفات اور دیگر کتابوں کو اس کی آنکھوں کے سامنے پانی میں ڈال دیا اور فرمایا: **اعجبنی تلمه**'' پانی میں گرنے کی آواز نے مجھے حیرت زدہ کر دیا۔

البتہ شافیہ، کافیہ اور مختصر کو جو کہ صرف ونحو اور اصول سے متعلق تھیں اور مبتدی طلاب کے لئے مفید تھیں انھیں محفوظ کر لیا، اور ابن حاجب کو قتل کر ڈالا۔(۱)

یہ وہ واقعہ ہے جس میں اس دعا کے صدور کی نسبت حضرت امام زمانہ (عج) کی طرف دی گئی ہے، لیکن جس طرح کہ دار السلام میں تصریح ہوئی ہے، اگر تاریخ فتح بغداد اور ابن حاجب کے مرنے کی تاریخ کو سامنے رکھیں تو یہ واقعہ نا قابل قبول ہوگا، اس لئے کہ بغداد پر ہلاکو کا حملہ اور خواجہ نصیر الدین طوسی کی تدبیر کے ذریعہ فتح کے اندر کچھ ایسے نکات موجود ہیں جو اس واقعہ کی صحت میں شبہ پیدا کرتے ہیں۔

۱۔ جیسا کہ تاریخ میں مرقوم ہے ابن حاجب کی موت اسکندریہ (۲) میں ہوئی نہ کہ بغداد میں، بالکل اسی تفصیل کے ساتھ جو کہ واقعہ میں موجود ہے۔؟

۲۔ اس کی موت فتح بغداد سے ۹ سال پہلے واقع ہوئی جب کہ ہلاکو اور خواجہ نصیر الدین طوسیؒ وارد بغدار ہوئے تو وہ زندہ نہ تھا لہٰذا اس کے بھاگنے اور طشت پر بیٹھنے کا امکان ہی پیدا نہیں ہوتا؟

۳۔ جس طرح خواجہ نصیر الدین طوسیؒ نے رمل کے استعمال کے ذریعہ ہلاکو کے شہر اور محلّہ کا پتہ لگایا اسی طرح وہ رمل کے ذریعہ ابن حاجب کا پتہ نہیں لگا سکتے تھے؟ یا وہ خون جس پر وہ بیٹھا تھا اس کی جگہ معلوم نہیں کر سکتے تھے؟ اگر رمل طشت کے خون کو دریائے خون بتا تا ہے تو کیونکر اس سے استفادہ کیا جا سکتا ہے؟ ان سب کے علاوہ جو بھیڑ ابن حاجب کے میزبان کے گھر میں تھی اس کے ذریعہ خواجہ نصیر الدین طوسی رمل کا استعمال کر کے ابن حاجب کی جگہ تعیین کر سکتے تھے اور وزن کو شرط کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

(۱) دار السلام مرحوم عراقی ص ۳۳۳.

(۱) العلامۃ الخواجہ نصیر الدین الطّوسی ص ۹۷.

ان سب کے باوجود وہ دعاء توسل جو خواجہ سے منسوب ہے اس میں کسی بھی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے مرحوم شیخ بہائی سے نقل کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں: مقدس اردبیلیؒ سے سوال کیا گیا، آپ کے عالی مقام تک پہنچنے میں کون سی چیزیں سبب بنیں؟ **تو انھوں نے میں فرمایا: خواجہ نصیر الدین طوسیؒ کی دعا توسل کی پابندی۔**

۲:   دعاء توسل

جو کہ خواجہ نصیر الدینؒ کی دعاء توسل سے معروف ہے

بسم الله...ص ۳۵۰

اپنی حاجت طلب کرے اور اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر کے کہے:

یا ساداتی ....**عز و جل**.......................ص ۳۴۴

پھر پروردگار عالم سے اپنی حاجت طلب کرے اور اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر کے کہے:

یا ساداتی .... **الراحمین (۱)**

(۱) مہج الدعوات ص ۴۲۵.

۳:   حضرت امام عصر ارواحنا فداہ سے توسل

''قبس المصباح''، میں امام عصر (عج) سے توسل کی دعا جو کہ مختصر ہے اس طرح نقل ہوئی ہے:

اللهم..ص ۳۵۱......(۲)

(۲) نجم الثاقب ص ۳۱۷.

کتاب جنات الخلود میں فرماتے ہیں: مقابلہ کے روز دشمن پر کامیابی اور غلبہ، قرض ادا ہونے او ردوسری تمام چیزوں کے لئے حضرت (عج) سے اسی دعا کے ذریعہ متوسل ہوا اور اس نکتہ کے بیان کے بعد مذکورہ کتاب میں اسی دعا کا تذکرہ کیا ہے۔(۱)

(۱) جنات الخلود ۴۰.

۴: مشکلات کے وقت امام عصر (عج) سے توسل

ہمارا سب سے بڑا فریضہ اامام عصر سے توسل اور ان کی طرف توجہ ہے مخصوصاً جب ایسی مشکلات اور پریشانیوں نے انسان کو گھیر رکھا ہو کہ جن سے نکلنا مشکل ہو۔

اس وقت ہمارا فریضہ ہے کہ ان مشکلات اور پریشانیوں سے بچنے کے لئے امام زمانہ علیہ السلام سے متوسل ہوں اس لئے کہ ہماری ولایت ان کے ہاتھوں میں ہے۔

لہٰذا مشکلات اور بالخصوص وہ مشکلات جس نے مضطرب کر رکھا ہو اور اضطراب نے ہمارے پورے وجود کو اپنے اندر سمیٹ لیا ہو تو ہمیں چاہیئے کہ منتقم آل محمدؑ امام عصر (عج) کی بارگاہ میں پناہ حاصل کریں، اور جن مشکلات کا بھی ہمیں سامنا کرنا پڑتا ہے وہ غیبت کا نتیجہ ہیں ہمارا فریضہ ہے کہ آنحضرتؑ کے ظہور کے لئے دعا کریں۔

مرحوم علامہ مجلسیؒ لکھتے ہیں:

ابوالوفاء شیرازی کا بیان ہے کہ ہم قید میں تھے اور بہت ہی بری حالت میں تھے، پروردگار عالم سے اس کا شکوہ کیا اور اہل بیتؑ سے مدد چاہی، شب جمعہ نماز سے فراغت کے بعد جب سویا تو عالم خواب میں رسول خدا کی زیارت کی..................

پیغمبر اسلامؐ خواب میں انھیں راہنمائی کرتے ہیں کہ کون سی مشکل کے لئے کس امامؑ سے متوسل ہوں۔

ابوالوفاء کہتے ہیں رسول خداؐ نے ہم سے فرمایا:

و أمّا صاحب الزّمان فإذا بلغ منک السیف الذّبح فاستعن به، فإنه یعینک ووضع یده علی حلقه.

لیکن امام زمانہ علیہ السلام (ارواحنا فداہ) جب بھی تلوار گردن تک پہنچ جائے تو ان سے مدد مانگو وہ تمہاری مدد کریں گے۔

ابوالوفاء کہتے ہیں عالم خواب میں ہم نے آواز دی:

یا مولای یا صاحب الزمان ادرکنی فقد بلغ مجهودی .

ابوالوفاء کہتے ہیں: نیند سے بیدار ہوا تو دیکھا قید خانہ کے اندر ہماری زنجیروں کو کھول رہے ہیں۔(۱)

(۱) بحارالانوار ج۹۴ص۳۳.

صلاح المومنین میں لکھتے ہیں: میرے والد اس کے متعلق فرمایا:

إن دَنَا مِنْ نَحْرِکَ السَّیْفُ اسْتَغِثْ بِوَلِیِّ الْعَصْرِ مَوْلاکَ وَقُلْ

یَا صَاحِبَ الزَّمَانِ أَغِثْنِی ، یَا صَاحِبَ الزَّمَانِ اَدْرِکْنِی

فَهُوَ بَابُ اللّٰهِ وَالرَّحْمَةِ وَاَلْ غَوْثُ وَابْنُ الْمُصْطَفٰی فَخْرِ الرُّسُلِ

جب بھی تلوار تمہاری گردن پر ہو تو اپنے مولا حضرت بقیۃ اللہ سے متوسل ہو اور کہو:

اے امام زمانہ ہماری مدد کو آیئے، اے صاحب الزماں مجھ تک پہنچئے۔

اس لئے کہ وہ باب اللہ اور رحمت الٰہی ہیں وہ سب کی مدد کرنے والے اور فخر انبیاء حضرت محمد مصطفٰیؐ کے فرزند ہیں۔(۱)

محدث نوریؒ فرماتے ہیں حضرت رسول اکرمؐ کے کلام سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ کہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ سے توسل صرف اسی وقت نہیں ہونا چاہئیے کہ جب وہ ایسے دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہو جو اسے

قتل کرنا چاہتا ہو، بلکہ یہ کنایہ ہے یعنی جب بھی تمہارا کام مشکل ہو جائے اور راہ چارہ مسدود ہو کسی سے امید نہ ہو اور صبر و تحمل کی گنجائش نہ رہ جائے یہ بلائیں اور مشکلات چاہے دنیاوی ہوں یا دینی، دشمن چاہے جنات ہو یا انسان ہر جگہ آنحضرت (عج) سے متوسل ہو، اور یہی مفہوم اس کتاب کے ص۳۵۱ پر مذکور دعا سے بھی معلوم ہوتا ہے۔

لہٰذا جس طرح مضطر، مجبور اور بیکس کا فریضہ ہے آنحضرت (عج) کے حضور میں استغاثہ کرے، اسی طرح مجبوروں اور بے کسوں کی فریاد پر پہنچنا بھی آنحضرت (عج) کا الٰہی منصب کے تحت فریضہ ہے۔

اگر کوئی مضطرب و مجبور اپنی زبان سے یا جو توسل کی دعائیں ہیں ان کے ذریعہ حضرت کو نہ پکار سکے لیکن انکی محبت دل میں او ران کی ولایت او رامامت کا اقرار کرتا ہو، نیز صرف اس مقدس وجود کو

(۱) سلاح المومنین ۱۲۸.

غیبت کے تاریک بیابان میں الٰہی فیض کا واسطہ سمجھے تو یہی اس کے لئے کافی ہے کہ وہ خود زبان حال سے استغاثہ کرے اور حاجت بیان کرے۔

لہٰذا واضح ہو گیا کہ تمام مجبور (بالخصوص وہ جو حج و زیارات کے سفر میں مضطر ہوں ان کی سوائے حضرت امام زمانہ (عج) کے اور کوئی مدد نہیں کرتا۔

اس مطلب کے اوپر گواہ خود آنحضرت (عج) کا لقب خاص ''غوث'' ہے جو معتبر زیارتوں میں آیا ہے اس کے معنی ''فریادرسی'' کے ہیں یہ لقب صرف اسم نہیں ہے بلکہ اسم واقعی ہے اور یہ حقیقت محقق نہیں ہوتی مگر یہ کہ اس کا مالک اس طرح کی سننے کی قوت اور طاقت کا مالک ہو کہ جو بھی، جہاں کہیں بھی ہو اسے پکارے اور جس زبان میں بھی پکارے اسے سن لے۔

ایسی فراست کا مالک ہو کہ بدون استغاثہ و فریاد مجبوروں اور بے کسوں کے حالات سے پوری طرح واقفیت رکھتا ہو لہٰذا آنحضرت (عج) ایسے ہی مقام کے مالک ہیں جیسا کہ شیخ مفیدؒ کو اپنے فرمان میں اپنے اس منصب کی وضاحت فرمائی ہے۔

وہ ایسی قدرت کا مالک ہے اگر کوئی مجبور زبان حال سے نجات طلب کرر ہا ہوتو اسے بلا کے گرداب سے باہر نکال سکے اور اس مقام کی سوائے امام (عج) کے اور کوئی لیاقت نہیں رکھتا یا پھر وہ جس نے ولایت سے رشتہ مضبوط کرلیا ہے۔

ہمارے قول پر دوسرا گواہ یہ کہ اعراب اور بادیہ نشینوں کے درمیان معروف ہے وہ حضرت کی ذات مقدس کو''اباصالح'' سے تعبیر کرتے ہیں، اپنے توسل، استغاثے اور شکایات میں اس اسم کے سوا اور کسی اسم سے نہیں پکارتے۔(۱)

(۱) نجم الثاقب ص۲۳۷.

۵: مشکلات و پریشانی کے وقت حضرت بقیۃ اللہ سے توسل کی دوسری دعاء (یا فارس الحجاز)

روایت ہوئی ہے اگر کسی مومن کے اوپر دینی یا دنیاوی مشکل آ پڑے تو وہ صحراء میں جائے اور اس دعا کو ستر مرتبہ پڑھے انشاءاللہ حضرت (عج) کی جانب سے اس کی مدد ہوگی۔

يَا فَارِسَ الْحِجَازِ أَدْرِكْنِي، يَا أَبَا صَالِحِ الْمَهْدِيَّ أَدْرِكْنِي،يَا أَبَا الْقَاسِمِ أَدْرِكْنِي أَدْرِكْنِي وَلاتَدَعْنِي، فَإِنِّي عَاجِزٌ ذَلِيْلٌ(۱)

(۱) منتخب الختوم ص۱۹۶.

۶: حضرت بقیۃ اللہ سے توسل کی دعاء

(یا محمد یا علی...)

بزرگ عالم مرحوم عراقی کتاب ''دارالسلام'' میں لکھتے ہیں: ملاّ قاسم رشتی نے نقل فرمایا:

ایک اہم امر کیلئے اصفہان گیا ہوا تھا ایک روز (جو کہ پنجشنبہ نہ تھا) قبرستانِ تخت فولاد کو (جو کہ متبرک زمین ہے) کی زیارت دیکھنے کی غرض سے نکلا، اس شہر میں نیا تھا اور نہیں معلوم تھا کہ لوگ شب جمعہ قبور کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور بھیڑ ہو جاتی ہے، لیکن بقیہ دنوں میں بھیڑ نہیں ہوتی، اور وہاں کھانے پینے کی کوئی چیز بھی نہیں ملتی، ادھر سے کبھی کوئی مسافر یا کسان کا گذر ہوتا ہے ورنہ سناٹا رہتا۔

راستے میں خیال آیا کہ حقہ بھی ساتھ لے لیں، جو نوکر ہمارے ساتھ تھا اس نے کہا: اگر اس طرح کا خیال ہے تو کہیئے، کیونکہ شب جمعہ کے علاوہ وہاں اس طرح کی کوئی چیز دستیاب نہیں ہوتی۔

میں نے کہا: صرف حقہ کی وجہ سے ان بزرگوں کی زیارت کا ارادہ ترک نہ کروں گا، جو اس قبرستان میں دفن ہیں، اپنا سفر جاری رکھا اور قبرستان میں پہونچ گیا سورۂ فاتحہ پڑھنے میں مشغول تھا کہ دیکھا ایک شخص صحن کے کنارے بیٹھا ہے کاسہ وکملی تو اس کے پاس نظر نہ آئی لیکن درویش لگ رہا تھا اس نے ہماری طرف رخ کیا اور کہا: ملاّ قاسم جب تم اس جگہ وارد ہوئے تو کیوں سیرت پیغمبرؐ پر عمل کرتے ہوئے سلام نہ کیا؟

ان کے اس کلام سے شرمندہ ہوا، عذر پیش کیا چونکہ دور تھا سوچا نزدیک پہنچ کر سلام کروں گا۔

فرمایا: نہیں تم ملاّؤوں کے پاس ادب نہیں ہے!

ان کی عجیب ہیبت میرے دل پر طاری ہوگئی نزدیک گیا اور سلام کیا اور انھوں نے مجھے جواب دیا او رمیرے نام کے ساتھ میرے ماں باپ کا نام لیا اور فرمایا: چونکہ تمہارے باپ کی کوئی نرینہ اولاد نہیں بچتی تھی اس لئے انھوں نے نذر کیا تھا کہ اگر پروردگار عالم نے انھیں کوئی فرزند نرینہ عطا کیا تو اہل حدیث وخبر ہو خدا نے انھیں تم کو عنایت کیا اور انھوں نے بھی اپنی نذر پوری کی۔

ہم نے عرض کیا: صحیح ہے ہم نے پورا ماجرا سنا ہے۔

پھر فرمایا: اگر تم حقہ چاہتے ہو تو میرے اسباب میں حقہ موجود ہے اسے باہر نکالو تیار کرو میں بھی تمہارے ساتھ پیئوں گا۔

ہم نے چاہا نوکر کو آواز دیں اور حقہ تیار کرنے کو کہیں جیسے ہی میرے ذہن میں خیال پیدا ہوا، مجھ سے فرمایا: نہیں تم خود تیار کرو۔

ہم نے عرض کیا: ضرور، تھیلے کے اندر ہاتھ ڈالا اس میں حقہ موجود تھا جس کا پانی تازہ تھا اسے باہر نکالا تنبا کو اور کوئیلہ وغیرہ بھی موجود تھا، حقہ تیار کیا اور خود پیا پھر ان کو دیا ایک یا دو کش کے بعد فرمایا: اس کی آگ گرا دو، اور پھر تھیلے میں رکھدو، ہم نے اطاعت کی۔

کہنے لگے: کچھ دن ہوئے میں اس شہر میں آیا ہوں لیکن چونکہ اس شہر کے لوگ مجھے اچھے نہیں لگتے اس لئے شہر میں داخل نہیں ہوا۔

اس وقت ایک دوست کو دیکھنے کی غرض سے مازندران جانا چاہتا ہوں، پھر فرمایا: اس قبرستان میں کچھ پیغمبرؑ دفن ہیں جن کے متعلق کوئی نہیں جانتا، آؤ میرے ساتھ ان کی زیارت کرو۔

وہ اٹھے تھیلا اٹھایا اور میں بھی ان کے ساتھ اٹھ گیا، وہ چلنے لگے ایک جگہ پر پہنچے اور فرمایا: ان انبیاء کی قبریں یہاں ہیں پھر زیارت پڑھی جس کی عبارت ہمیں دیگر کتابوں میں نظر نہ آئی تھی، ہم بھی ان کے ساتھ زیارت پڑھنے میں مشغول ہو گئے ان قبروں کی زیارت کے بعد ہم سے کہنے لگے:

میں مازندران جانا چاہتا ہوں بطور یادگار ہم سے کوئی چیز مانگو، ہم نے ان سے زاد المسافرین یعنی علم کیمیا طلب کیا۔

فرمایا: نہیں سکھاؤ نگا، ہم نے اصرار کیا۔

فرمایا: رزق و روزی مقدر ہے جب تک زندہ ہو روزی ملے گی۔

ہم نے کہا: اگر اس در بدری سے ہم کو نجات مل جائے تو کیا ہو جائے گا۔

فرمایا: دنیا کی اتنی قیمت نہیں ہے۔

ہم نے عرض کیا: ہم نے اسے دنیا طلبی کے لئے نہیں مانگا ہے۔

فرمایا: پھر کیوں اس چیز کو طلب کیا جو دنیا سے متعلق ہے۔

ہم نے پھر اپنی درخواست پر اصرار کیا۔

فرمایا: اگر تم نے ہم کو مسجد سہلہ میں دیکھا تو وہاں تعلیم دونگا۔

ہم نے عرض کیا: پس حداقل کوئی دعا تعلیم فرمایئے۔

فرمایا: دو دعا تعلیم دونگا ایک خود تم سے مخصوص ہے اور دوسری دعا سے دوسرے لوگ بھی مستفید ہوسکیں گے۔

اگر کوئی مومن کسی بلا میں گرفتار ہو اور اسے پڑھے تو اس کی تاثیر مجرب ہے، آپ نے دونوں دعائیں پڑھیں۔

ہم نے عرض کیا افسوس قلم اور کاغذ ہمارے پاس نہیں ہے کہ لکھ سکوں اسے یاد نہیں کرسکتا۔

فرمایا: میرے پاس قلم اور کاغذ ہے تھیلے سے نکال لو۔

تھیلے میں ہاتھ ڈالا لیکن وہاں نہ حقہ تھا نہ اسے تیار کرنے کا سامان صرف اس میں ایک قلمدان تھا اور اس دعا کے لکھنے کے برابر کاغذ تھا، میں فکر میں ڈوب گیا اور تعجب ہوا، تیز لہجے میں مجھ سے فرمایا: جلدی کرو معطل نہ کرو مجھے جانا ہے۔

ہم بھی اضطراب کے عالم میں لکھنے کے لئے آمادہ ہوگئے، پہلے مخصوص دعا املاء فرمایا پھر جب دوسری دعا پر پہنچے تو اس طرح فرمایا:

"يَا مُحَمَّدُ يَا عَلِيُّ يَا فَاطِمَةُ يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ أَدْرِكْنِي وَ لَاتُهْلِكْنِي.

ہم نے تھوڑی دیر صبر کیا، تو فرمایا کیا تم عبارت کو غلط سمجھتے ہو۔

ہم نے عرض کیا: ہاں چونکہ چار لوگوں کو مخاطب کیا گیا ہے اس لئے اس کے بعد آنے والے فعل کو جمع ہونا چاہیئے۔

فرمایا: تم غلطی کررہے ہو اس لئے کہ اس زمانہ میں پوری دنیا کو نظم دینے والے حضرت بقیۃ اللہ ارواحنافداہ ہیں اور دوسرے افراد ان کی مملکت میں تصرف نہیں کرتے ہم دعا میں حضرت محمدؐ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کا نام ان کی بارگاہ میں شفاعت کے لئے لیتے ہیں اور مدد صرف ان سے مانگتے ہیں۔

ہم نے دیکھا جواب متین ہے، لکھنے لگا جب دعا تمام ہوگئی تو سراوپر اٹھایا چاروطرف دیکھا لیکن ہم کو کوئی نظر نہ آیا، نوکر سے پوچھا اس نے کہا ہم نے ہرگز کسی کو نہیں دیکھا، ایک عجیب سی کیفیت مجھ پر طاری ہوگئی جو کبھی نہ ہوئی تھی اسی حالت میں شہر واپس آیا، حاجی محمد ابراہیم کے گھر گیا وہ اپنے کتابخانہ میں تھے، جب انھوں نے مجھے اس حال میں دیکھا تو پوچھا: آخوند کیا تم کو بخار ہے؟

ہم نے کہا: نہیں جو کچھ میرے سامنے گذرا ہم نے ان سے بیان کیا۔

انھوں نے کہا: اس دعا کو آقا محمد بیدآبادی نے مجھے تعلیم دیا ہے اور فلاں کتاب کی پشت پر تحریر ہے اٹھے اور وہ کتاب لائے اس کی پشت پر لکھا تھا: أَدْرِكْنِي وَ لاتُهْلِكُونِي'' اسے کاٹا اور اس کی جگہ پر دونوں فعل مفرد کردئے۔(۱)

(۱) دارالسلام عراقی ۳۱۷.

۷: حضرت بقیت اللہ (عج) سے توسل کی دوسری دعا

روایت ہوئی ہے جس کے پاس بھی کوئی ہم وغم ہو یا کسی مشکل و پریشانی میں گرفتار ہو تو ستر ۷۰ مرتبہ کہے:

يَا اَللّٰهُ يَا مُحَمَّدُ يَا عَلِيُّ يَا فَاطِمَةُ يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ أَدْرِكْنِي وَ لاتُهْلِكْنِي.(۱)

(۱) منہاج العارفین ص ۴۸۳.

۸: حضرت امام عصر (عج) سے توسل کی ایک اور دعا

کتاب التحفۃ الرضویہ میں لکھتے ہیں نماز مغرب کے بعد پیغمبرؐ اور ان کی آلؑ پر سو مرتبہ صلوات بھیجو پھر

ستر مرتبہ کہو:

يَا اَللّٰهُ يَـا مُـحَـمَّدُ يَا عَلِيُّ يَا فَاطِمَةُ يَا حَسَنُ يَا حُسَيْنُ يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ أدْرِكْنِي يَا صَاحِبَ الزَّمَان.

پھر پیغمبر اسلامؐ پر سو مرتبہ صلوات بھیجو اور اپنی حاجت طلب کرو۔

سید علامہ میرے والد محترم نے فرمایا: یہ عمل مہم امور کے لئے مجرب ہے۔

(۲) التحفۃ الرضویۃ ۱۵۰.

۹: حضرت حجت سے توسل کے لئے دعا

(يا حجة القائم)

بزرگ عالم دین ،فقیہ زاہد سید محمد ہندی نجفیؒ اور بزرگ عالم سید حسن قزوینی سید شوشتری (امام جماعت) سے اور وہ اپنے اساتید سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں:

مشکلات اور پریشانیوں کے وقت سر برہنہ رو بہ قبلہ کھڑے ہو اور ۷۵ مرتبہ کہو: ''یا حجۃ القائم'' اس عمل کی تاثیر مجرب ہے۔(۱)

(۲) تکالیف الانام فی غیبۃ الامام ص ۲۵۱.

۱۰: بیماری سے شفا کے لئے توسل

اس نام سے توسل کہ جس سے حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ غیبت کے تمام ہونے کے لئے دعا

کرتے ہیں۔

داؤد بن زربی کہتے ہیں: مدینہ منورہ میں سخت بیماری میں مبتلا ہوگیا اس امر کو حضرت امام صادقؑ کی خدمت میں پیش کیا گیا حضرتؑ نے کرم کر کے ایک خط کے اندر تحریر فرمایا:

میں تمہاری بیماری سے آگاہ ہوا بیماری سے اچھے ہونے کے لئے تین کیلو گندم خریدو اور پیٹھ کے بل لیٹ جاؤ اوا سے سینہ پر ڈال کر کہو:

أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِي إِذَا سَأَلَكَ بِهِ الْمُضْطَرُّ كَشَفْتَ مَابِهِ مِنْ ضُرٍّ وَمَكَّنْتَ لَهُ فِي الْأَرْضِ، وَجَعَلْتَهُ خَلِيْفَتَكَ عَلىٰ خَلْقِكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلىٰ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَأَنْ تُعَافِيَنِي مِنْ عِلَّتِي .

پھر بیٹھ جاؤ اور اپنے اطراف سے گیہوں جمع کرو اور پھر یہی دعا پڑھو اور اس میں سے ۵۰ ۷ گرام فقراء میں تقسیم کردو، اور اس وقت بھی یہی دعا پڑھو۔

داؤد کہتے ہیں: اس عمل کو انجام دیا اور شفا مل گئی، گویا سختیوں کی زنجیر سے آزاد ہوگیا، بہت سے افراد نے اس عمل کو انجام دیا اور شفا مل گئی۔(۱)

(۱) بحار الانوار ج ۹۵ ص ۳۵، المصباح ص ۱۹۹.

آٹھواں باب

عریضے

موثر توسل اور استغاثے کی قسموں میں حضرت بقیۃ اللہ مولانا صاحب الزمان (عج) کی خدمت میں عریضہ لکھنا ہے اس عمل کی تاثیر حیرت انگیز ہے ہمارے سید وسردار اپنے چاہنے والوں کے ساتھ بہت زیادہ محبت وشفقت سے پیش آتے ہیں جیسا کہ روایت میں وارد ہوا ہے، ہم نے بارہا آنحضرت (عج) کی خدمت میں عریضہ لکھا اور اس کے حیرت انگیز آثار مشاہدہ کئے ہیں۔

اس مقام پر مختلف عریضے جو امام کی خدمت میں لکھے جاتے ہیں اس سے متعلق بعض حکایتیں جو بزرگوں سے منسوب ہیں نقل کریں گے۔

کتاب تحفۂ رضویہ میں تحریر ہے، علامۂ بزرگ جلیل القدر سید محمد تقی اصفہانی ؒ، حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کے معجزات میں فرماتے ہیں: حضرت کے روشن اور نورانی معجزات اور ان کی آشکار کرامات یہ ہیں کہ حضرت (عج) کی خدمت میں عریضہ بھیجنے سے حاجتیں پوری اور مقاصد حل ہوتے ہیں اس امر کا آنکھوں

سے مشاہدہ کیا گیا ہے اور وجدان نے تجربہ کیا ہے۔

علامہ شیخ عبدالحسین امینیؒ صاحب کتاب الغدیر نے اس سے متعلق ایک حیرت انگیز حکایت ہم سے نقل کی: وہ حضرت سے متوسل ہوئے اور اس کے بعد جو واقعہ ان کے ساتھ پیش آیا اسے ہم سے نقل فرمایا، البتہ انھوں نے اس کتاب میں اسے بیان کرنے کی اجازت نہیں فرمائی تھی، انھوں نے آنحضرتؑ کی خدمت میں عریضہ لکھا اور آنحضرتؑ سے متوسل ہوئے، ان کا بیان ہے میں مہم امور میں اپنا مقصود حاصل کرنے کے لئے حضرت سے توسل کا تجربہ کیا ہے۔(۱)

(۱) التحفۃ الرضویۃ ص ۱۵۹.

ایسے شخص کا واقعہ جس نے حضرت امام عصر (عج) کی خدمت میں عریضہ لکھا

محدث نوریؒ کتاب نجم الثاقب میں لکھتے ہیں: شائستہ و پرہیزگار دانشور مرحوم سید محمد ابن جناب سید عباس جو جبل عامل کے ایک دیہات جشیث (۲) میں ساکن اور شیخ جعفر نجفیؒ کے داماد سید درالدین عاملی اصفہانیؒ کے چچازاد بھائی تھے۔

ان کا ایک بہت پیارا واقعہ ہے۔

ظالم حکام نے حکومت کے لئے بغیر کسی اجرت کے کام کا حکم صادر کر دیا، لیکن وہ نہ گئے اور اپنے وطن سے فرار ہو گئے لیکن فقر و مشکلات دامن گیر اور پاس میں پیسہ بھی نہیں، باغیرت ایسے کہ لوگوں سے سوال بھی نہیں کر سکتے ایک مدت تک یوں ہی گھومتے رہے لیکن انھیں ایام میں خواب و بیداری دونوں صورتوں میں بہت سے عجائب دیکھے۔

(۲) جشیث! جب شیث نبی اللہ کا مخفف ہے، اس قریہ میں ایک کنواں ہے جس کی نسبت حضرت شیث پیغمبر کی طرف دیتے ہیں.

بالآخر نجف اشرف میں مجاور ہو گئے صحن مقدس میں اوپر کے کمروں میں قبلہ کی طرف ایک کمرہ لیا، ان کی زندگی نہایت سختی ومشکلات میں گذر رہی تھی وہ جب تک زندہ رہے ان کی فقیرانہ زندگی سے سوائے چندافراد کے اور کوئی باخبر نہ ہوا جب سے اپنے وطن سے فرار ہوئے موت کے زمانہ تک کی مدت پانچ سال ہے اس مدت میں میری ان کے ساتھ رفت وآمد رہی۔

وہ بہت عفیف، باحیا اور قانع شخص تھے، عزاداری کے ایام میں جلسوں میں حاضر ہوتے تھے تنگ دستی کا یہ عالم تھا کہ اکثر اوقات چند خرمے اور صحن مطہر کے کنویں کے پانی کے علاوہ ان کے پاس کچھ نہ ہوتا تھا اسی وجہ سے روزی میں وسعت کے لئے جو دعائیں وارد ہوئی ہیں انھیں پابندی سے پڑھتے تھے، بعض اوقات دعا کی کتابوں کو بطور امانت لے لیتے تھے گویا کم ہی ذکر اور دعائیں ہونگی جن کو انھوں نے نہ پڑھا ہو۔

ایک روز حضرت امام زمانہ (عج) کی خدمت میں عریضہ لکھا اور طے کیا کہ چالیس روز تک اس عمل کو انجام دیتے رہیں گے وہ ہر روز آفتاب طلوع ہونے سے پہلے جب شہر کا چھوٹا دروازہ کہ جس کا رخ دریا کی طرف ہے) کھلتا شہر سے باہر آتے اور یہ چاہتے تھے کہ انھیں کوئی نہ دیکھے اس لئے تھوڑا سا داہنی طرف ہو کے چلتے تھے پھر اپنے عریضہ کو گیلی مٹی میں رکھ کر نواب اربعہ میں سے کسی ایک کے حوالہ کرتے ہوئے پانی میں ڈال دیتے تھے۔ اس عمل کو ۳۸ یا ۳۹ روز انجام دیا، پھر آگے بیان کرتے ہیں:

ایک روز عریضہ پانی میں ڈالنے کے بعد واپس آرہا تھا سر جھکائے ہوئے بہت غصہ میں تھا کہ اتنے میں احساس ہوا کہ کوئی میرے پیچھے آرہا ہے ہم نے دیکھا اس نے عربی لباس پہن رکھا ہے اور سر پر عربی رومال باندھ رکھا ہے اس نے ہم کو سلام کیا ہم نے بھی نہایت افسردگی کے ساتھ انھیں مختصر جواب دیا اور توجہ نہ دی چونکہ میں کسی سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا وہ تھوڑی دور اور ہمارے ساتھ چلے اور میں ویسے ہی افسردہ رنجیدہ تھا، میری طرف رخ کر کے جبل عاملی کے لہجے میں فرمایا:

سید محمد! تمہاری کیا حاجت ہے کہ آج ۳۸ یا ۳۹ روز سے طلوع آفتاب سے پہلے تم شہر کے باہر جاتے ہو، اور فلاں جگہ دریا میں عریضہ ڈالتے ہو؟ کیا خیال کرتے ہو تمہارا امام تمہاری حاجت سے باخبر نہیں ہے۔

میں حیرت زدہ رہ گیا اس لئے کہ کوئی بھی میرے عمل سے باخبر نہ تھا بالخصوص ایام کی تعداد تو کوئی نہیں

جانتا تھا حتی کسی نے ہم کو دریا کے کنارے نہیں دیکھا، اور وہاں جبل کے لوگوں میں کوئی ایسا نہیں تھا کہ جس کو ہم نہ پہچانتے ہوں انھوں نے عربی لباس پہن رکھا تھا اور یہ لباس جبل عامل میں رائج نہ تھا۔

میرے دل میں آیا کہ عظیم الٰہی نعمت سے سرفراز ہوگیا ہوں او راس امام غائب حضرت امام عصر (عج) کی خدمت میں ہوں۔

ہم نے جبل عامل میں سنا تھا کہ حضرت کے ہاتھ بہت لطیف اور نرم ہیں اور کوئی ہاتھ اس طرح نہیں ہے اپنے آپ سے کہا: ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھائیں اگر احساس ہوا کہ لطیف ہیں تو حضرت کی خدمت میں شرفیاب ہونے کے آداب بجالاؤں گا۔،

اپنے دونوں ہاتھوں کو آگے بڑھایا انھوں نے بھی اپنے ہاتھوں کو بڑھایا مصافحہ کیا بہت زیادہ نرمی ولطافت کا احساس ہوا یقین ہوگیا کہ نعمت عظمیٰ اور رحمت کبریٰ ہاتھ آگئی ہے ہم نے ہاتھوں کو بوسہ دینا چاہا لیکن ہمیں کوئی نظر نہ آیا۔(۱)

(۱) جنت الماویٰ ص ۲۴۸، نجم الثاقب: ۴۲۱.

حضرت (عج) کو عریضہ لکھنے کا دوسرا واقعہ

مرحوم محدث نوریؒ کہتے ہیں: فاضل دانشور مرحوم مرزا ابراہیم شیرازی حائری نے عریضہ سے متعلق ایک واقعہ نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں: میں شیراز میں رہتا تھا اور ایک اہم حاجت تھی لیکن اس کے لئے ہم کو کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی، میں شدت سے پریشان تھا میری ایک حاجت حضرت اامام حسینؑ کی زیارت کا شرف تھا لیکن اس کے برآوردہ ہونے کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا تھا، مگر یہ کہ دریائے کرم وعنایت حضرت امام عصر (عج) کی خدمت میں استغاثہ کروں اور ایک عریضہ کے ضمن میں اپنی حاجت لکھ کر ڈالوں۔

اور ایسا ہی کیا غروب کے وقت چھپ کر شہر سے باہر نکلا اور ایک حوض کے کنارے آیا اور جیسا کہ

روایت میں بیان ہوا ہے) نواب اربعہ میں، ابوالقاسم حسین بن روحؒ کو آواز دی، ان کو سلام کیا اور کہا اس عریضہ کو اپنے اور تمام انسانوں کے سید و سردار کی خدمت میں پہنچا دیجئے اور پھر عریضہ پانی میں ڈال دیا اور شہر واپس آ گیا، سورج ڈوب چکا تھا دوسرے دروازے سے شہر میں وارد ہوا اور اپنے گھر آ گیا لیکن واقعہ کا کسی سے تذکرہ نہیں کیا۔

دوسرے روز صبح سویرے چند آدمیوں کے ساتھ استاد کے پاس گیا جن سے درس حاصل کرتا تھا او رافراد بھی آئے اور بیٹھ گئے اتنے میں ایک شریف ونجیب سید حضرت امام حسینؑ کے خادموں کے لباس میں وارد ہوئے سلام کیا اور استاد کے بغل میں بیٹھ گئے ہم نے ان کو ابھی تک نہیں دیکھا تھا اور نہیں پہچانتا تھا۔

انھوں نے میری طرف رخ کیا اور مجھے **میرے نام سے آواز دی اور کہا تمہارا عریضہ حضرت امام عصر ارواحنا فداہ کی خدمت میں پہنچا دیا۔**

میں اس کلام سے مبہوت ہو گیا مجلس میں بیٹھے ہوئے افراد بھی ان کی بات نہ سمجھ سکے کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں، اسی وجہ سے لوگوں نے بھی پوچھا ماجرا کیا ہے؟

کہنے لگے: کل رات خواب میں دیکھا کچھ لوگ سلمان محمدی کے اطراف میں کھڑے ہیں ان کے پاس بہت سے عریضے تھے اور وہ انھیں دیکھ رہے تھے جب مجھے دیکھا تو بلا کر کہا: فلاں کے پاس جاؤ اور اس سے کہو یہ تمہارا عریضہ ہے، (ہاتھوں کو بلند کیا پھر دیکھا کہ ایک عریضہ پر مہر لگی ہوئی ہے کہ) حضرت امام عصر (عج) کی خدمت میں پہنچ گیا ہے۔

ہم نے سمجھا جس کی حاجت پوری ہو گئی اس کے عریضہ پر مہر لگا دی جاتی ہے اور جس کی حاجت پوری نہیں ہوتی اس کا عریضہ ویسے ہی واپس ہو جاتا ہے۔

حاضرین مجلس نے خواب کی صداقت کے بارے میں پوچھا ہم نے ان سے واقعہ بیان کیا اور قسم کھائی کہ کوئی اس واقعہ سے باخبر نہ تھا، انھوں نے ہم کو مبارک باد دی کہ تمہاری حاجت پوری ہو گئی اور ہوا بھی یہی کچھ عرصہ گذرنے کے بعد حائر حسینی کی طرف ہجرت کرنے میں کامیاب ہو گیا اور اس وقت حضرتؑ کے حرم میں ساکن اور ان کا ہم جوار ہوں دوسری حاجتیں جو عریضہ میں لکھا تھا سب پوری ہو گئیں پروردگار عالم کا شکر گذار ہوں اور اولیاء الٰہی پر درود بھیجتا ہوں۔(۱)

(۱) دار السلام ج۲ص ۲۶۴.

علامہ شیخ علی اکبر نہاوندیؒ العبقری الحسان میں لکھتے ہیں استاد اخلاق علامہ حاج مرزا علی قاضی طباطبائی نجفیؒ نے وقت عصر روز جمعہ پہلی ربیع الاول ۱۳۵۸ھ کو نجف اشرف میں ایک واقعہ ہم سے نقل فرمایا: ایک شخص جس سے ہم کو انس تھا (اس کا نام نہیں بتایا) اس نے ایک خط میں ہم کو لکھا:

۱۵ رشعبان کو حضرت امام عصر (عج) کی خدمت میں ہم نے عریضہ لکھا اور معمول کے مطابق اسے اپنے شہر میں ڈالا کچھ دنوں بعد ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا: ہم نے تمہارا عریضہ امام زمانہ (عج) کی خدمت میں پہنچا دیا ہے، شب عاشور آؤنگا اور تمہیں حضرت (عج) کی خدمت میں لے چلوں گا۔

ہم نے وہ تمام عبادتیں جو امام کی خدمت میں حضور کی قابلیت پیدا کرنے کے لئے ضروری تھیں انجام دیں وہ شخص اپنے وعدے کے مطابق آیا اور ہمیں چشم زدن میں اس جزیرے میں لے گیا جہاں امامؑ ساکن تھے ہم نے وہاں ایسی چیزیں دیکھیں جن کی توصیف وتوضیح نہیں کی جاسکتی، انبیاءؑ واوصیاءؑ کی ارواح وہاں موجود تھیں عظمت الٰہی کے آثار وہاں اس طرح مشاہدہ کیا کہ بے ہوش ہوگیا ہم کو نہیں معلوم کہ امام (عج) کو ہم نے دیکھا یا نہیں؟ ہاں اس شخص نے چشم زدن میں ہمیں ہمارے گھر والوں کے درمیان پہنچا دیا۔ (۲)

(۲) العبقری الحسان ج۱ص ۱۲۸، المسک الاذفر.

۱: حضرت امام عصر (عج) کی خدمت میں عریضہ

حضرت امام عصر ارواحنا فداہ کی خدمت میں عریضہ لکھنے کے مختصر فوائد سے ہم آگاہ ہوئے یہاں عریضہ لکھنے کا طریقہ پیش خدمت ہے۔

ذیل میں مذکورہ عبارت کو کاغذ پر لکھیں اور کسی معصوم امامؑ کی ضریح میں ڈال دیں یہ عریضہ انشاءاللہ حضرت امام عصر (عج) کی خدمت میں پہنچ جائے گا، اور آنحضرت (عج) خود اس کی حاجت پوری کریں گے۔

کاغذ پر لکھیں:

بسم الله ....ص ۳٦۹.................................ص...... ۳۷۰

کذا وکذا کی جگہ پر اپنی حاجت لکھیں۔

یا پھر اس کاغذ کو تہہ کریں اور پاک مٹی کو لیکر گیلا کریں اور اس کاغذ کو اس کے اندر رکھ کر چشمہ یا نہر یا کسی گہرے کنویں کے قریب آئیں اور حضرت (عج) کے نائبین (عثمان بن سعد عَمری، محمد بن عثمان، حسین بن روح، علی بن محمد سمریؒ) میں سے کسی ایک کو مخاطب کر کے کہیں:

یا فلان...ص ۳۷۰

اور عریضہ کو ڈال دیں انشاء اللہ اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔(۱)

(۱) المصباح ص ۵۳۱، البلد الامین ص ۱۵۷، منہاج العارفین ص ۴۴۸.

مرحوم مجلسیؒ فرماتے ہیں: **عریضہ ڈالتے وقت تصور کرے کہ عریضہ نائب خاص کے سپرد کر رہا ہے(۲)**

(۲) بحار الانوار ج ۹۴ ص ۳۰.

محدث نوریؒ فرماتے ہیں: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح غیبت صغریٰ کے زمانہ میں چار نائب لوگوں کی حاجتوں، عریضوں اور خطوط کو حضرت تک پہنچانے کے لئے واسطہ تھے اسی طرح غیبت کبریٰ میں بھی اس یوسف زہراؑ کے ہمرکاب ہیں اور اس عظیم منصب سے سرفراز ہیں۔

واضح ہے کہ احسان، جود و کرم، فضل اور **حضرت بقیۃ اللہ الاعظم کی برکتیں روئے زمین کے ہر حصہ پر سب کے لئے مہیا ہیں،** بیکس جس کا کوئی نہیں ہے، حیران جس پر سکتہ کی کیفیت طاری ہے ان سب

کے لئے باب ہدایت کھلا ہوا ہے سچی نیت، شفاف باطن او رپا کیزہ طینت کے ہمراہ انھیں بلائے تو یقیناً حضرت (عج) اپنے لطف کی بنا پر جواب دیں گے اور اگر علم ودانش کا پیاسا ہے، اگر راستہ بھٹک گیا ہے تو اسے جام علم وہدایت سے سیراب فرمائیں گے اور اگر بیمار ہے تو لباس عافیت عطا فرمائیں گے۔

جیسا کہ واقعات او رحکایات پر توجہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ ہمیشہ لوگوں کے درمیان حاضر اوران کے احوال پر ناظر ہیں، بلاؤوں کے دور کرنے پر قادراور سارے اسرار پنہانی سے واقف ہیں۔

قابل ذکر ہے حضرت (عج) کے پوشیدہ ہونے کی بنا پر حضرت لوگوں کی امامت وخلافت کے منصب سے خارج نہیں ہیں اور کبھی بھی اپنی ریاست الٰہیہ کے آداب ورسوم سے غافل نہیں ہوتے اوراپنی قوت ربانی سے معذور ہونے کا اظہار نہیں کیا اگر وہ چاہیں تو حتی وہ مشکلات جولوگوں کے دلوں میں ہیں او رانھوں نے اس کا کسی سے اظہار نہیں کیا ہے ان کو بھی بغیر سنے اور دیکھے حل فرما سکتے ہیں اگر کوئی کتاب مورد نظر ہو اور کسی عالم کے درد کی دوا ہو تو کبھی اسے دعا تعلیم فرماتے ہیں اور کبھی عالم خواب میں اس کے مرض کی دوا بتا دیتے ہیں۔

بعض اوقات ہم سنتے اور دیکھتے ہیں مضطرب او رحاجت مند افراد صداقت ،محبت اور آنحضرت (عج) کی امامت کے اقرار اور نہایت عجز کے ساتھ حضرت (عج) سے اپنی درخواست پیش کرتے ہیں یا شکایت کرتے ہیں لیکن اجابت دعا کا کہیں پتہ نہیں چلتا، اور بلا دور نہیں ہوتی ان کے پاس نہ صرف دعا کی قبولیت میں کوئی رکاوٹ ہوتی ہے بلکہ ان کو اپنے اضطرار میں بھی غلط فہمی ہوتی ہے، وہ اپنے کو مضطر سمجھتے ہیں جبکہ مضطر نہیں ہوتے یا خود کو جاہل مضطر اور پریشان سمجھتے ہیں جب کہ ان کو راستہ دکھایا جا چکا ہے۔

مثلاً کوئی کسی عمل کے حکم کو نہیں جانتا اسے عالم کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ اسحاق بن یعقوب کے مسائل کے جواب میں آپ نے فرمایا۔

لیکن وہ حوادث جو تمہیں درپیش ہیں ان میں ہماری احادیث کے روایت کرنے والوں کی طرف رجوع کرو، بلاشبہ وہ تم پر ہماری حجت ہیں اوران پر ہم خدا کی حجت ہیں۔

لہٰذا جب تک انسان کی علماء اور دانشوروں تک رسائی ہے اگر چہ مسافرت اور مہاجرت ہی کیوں نہ

کرنا پڑے یا ان کی کتب کی طرف رجوع کرنا پڑے ایسے شخص کو مضطرنہیں کہا جا سکتا اسی طرح وہ عالم جو دلائل ،قرآنی آیات ،روایات اوراجماع سے استناد کے ذریعہ اپنی مشکل کو حل کرسکتا ہے اورشبہات کو رفع کرسکتا ہے ایسا شخص عاجز شمار نہ ہوگا۔

اسی طرح وہ افراد جو اسباب زندگی کو فراہم کرنے ،اپنی معیشت کو بہتر بنانے میں حدودالٰہی اورشرعی قوانین کا خیال نہیں کرتے اورقناعت سے کام نہیں لیتے اس طرح کے افراد زندگی کے بعض وسائل نہ رکھنے کی بناپر مضطرنہیں ہیں۔

بعض اوقات انسان خود کو مضطر ومجبور سمجھتا ہے لیکن جب صداقت کے ساتھ غور کرتا ہے تو احساس ہوتا ہے ایسا نہیں ہے حتی اگر اپنے اضطرار میں بھی صادق ہو،لیکن اس کو احساس ہوگا کہ اس کی مصلحت یا نظام خلقت کی مصلحت کا تقاضا یہی ہے کہ اس کی دعا مستجاب نہ ہواس لئے کہ ہر مضطر کو اجابت کا وعدہ نہیں دیا گیا ہے۔

ہاں مضطر کی دعا صرف خدا اوراس کے خلفاءؑ قبول کرتے ہیں نہ یہ کہ وہ ہر مضطر کی دعا قبول کرتے ہیں۔

جس زمانہ میں ائمہؑ تھے ان کے چاہنے والوں میں بہت سے افراد مدینہ ،مکہ ،کوفہ اور دیگر مختلف جگہوں پر رہتے تھے اورمضطر وپریشان تھے اوربعض اوقات سوال کرتے تھے لیکن قبول نہیں کیا جاتا تھا،اوریہ بھی درست نہیں کہ ہر چیز جو بھی مانگے اس کو فوراً دے دیا جائے اوراس کا اضطرار برطرف ہوجائے ،اس لئے کہ یہ سماج کے نظم وضبط میں ہرج کا باعث اورگرفتار ومجبور کے اس بڑے ثواب کے ضایع ہونے کا سبب ہے جس کو پروردگار عالم نے ان کے لئے معین کیا ہے ،لہٰذا روز قیامت جب وہ اتنے سارے اجر وثواب دیکھیں گے تو کہیں گے :اے کاش دنیا میں اس کے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کردیتے ، چنانچہ پروردگار عالم نے بھی اپنی اس قدرت کاملہ غنای مطلق اوراس ذرہ ذرہ پر محیط علم کے باوجود بندوں کے ساتھ ایسا نہ کیا۔(۱)

(۱) نجم الثاقب ص۷۹۰.

۲: پروردگار عالم کو عریضہ

جو کہ حضرت امام عصر (عج) کے عریضہ کے ہمراہ ڈالا جاتا ہے

شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسیؒ کتاب ''المصباح'' اور ''المختصر المصباح'' (۲) میں فرماتے ہیں:

(۲) شیخ طوسیؒ نے اس عریضہ کو دوسرے نسخہ میں بھی نقل کیا ہے.

پروردگار عالم کو عریضہ لکھیں اور اسے لپیٹ دیں اور پھر ایک دوسرا عریضہ حضرت امام عصر (عج) کی خدمت میں تحریر کریں اور جو عریضہ پروردگار عالم کے لئے تحریر کریں اس کا طریقہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

بسم اللہ............ ....ص.....۳۷۴......

دوسرا عریضہ حضرت امام عصر (عج) کی خدمت میں اس طرح تحریر فرمائیں۔

بسم اللہ.......................(۱)........................

اور عریضہ لکھنے کے بعد پروردگار عالم کو لکھے گئے عریضہ کو حضرت امام عصر (عج) کے عریضہ میں رکھ کر پھر ان کو گیلی مٹی کے اندر کرلیں، دو رکعت نماز ادا کریں، محمد و آل محمد سے توسل کے ذریعہ خدا سے لو لگائیں اور شب جمعہ اسکو کسی نہر یا پانی کے کنویں میں ڈال دیں۔

اس عمل کو قبول ہونے کی نیت سے انجام دیں نہ تجربہ کی غرض سے، اور صرف مشکلات اور مجبوری کے وقت یہ عمل کیا جائے نیز نا اہل کو یہ عمل نہ بتائیں اس لئے کہ اولاً اسکو اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا ثانیاً یہ وہ امانت ہے جس کو آپ کے سپرد کیا گیا ہے اور عنقریب ہی اس کا آپ سے سوال ہوگا۔

اور جب عریضے نہر میں یا جاری پانی میں ڈالیں تو اس دعا کو پڑھیں:

اللهم..ص ۳۷٦
اورایک ایک امامؑ کا نام لیں ۔(۲)

(۱)سورۂ مریم آیت ٦۷.

(۲)بحارالانوار ج ۹۴ص ۲۷.

۳: امام زمانہ(عج) کی خدمت میں ایک اور عریضہ

مرحوم محدث نوریؒ کہتے ہیں:

حضرت امام عصر(عج) کی خدمت میں استغاثہ اور عریضہ کے متعدد طریقے روایت ہوئے ہیں، اور دعا کی کتب کے اندر جو کہ لوگوں کے درمیان رائج ہے موجود ہیں، لیکن ایک نسخہ جو ان کتب میں موجود نہیں ہے یہاں تک کہ مزار''بحارالانوار''جس میں دعاؤں اور عریضوں کو جمع کیا گیا ہے میں بھی نہیں ہے چونکہ اس کا نسخہ بہت ہی کم نظر آتا ہے اس لئے اس کو ہم یہاں ذکر کررہے ہیں۔

بزرگ فاضل محمد بن محمد الطیب صفوی جن کا شمار حکومت کے علماء میں ہوتا ہے کتاب''انیس العابدین''میں کتاب''السعادات''سے نقل کرتے ہیں۔

مہم حاجات کے لئے دعاءِ توسل یہ ہے۔

بسم الله..ص......۳۷۷

اس دعا کو ایک کاغذ پر لکھ کر گیلی مٹی میں رکھیں اور جاری پانی یا کنویں میں ڈال دیں اور کہیں:

یا سعید بن عثمان..................

البتہ نسخہ میں اس طرح آیا ہے:''سعید بن عثان اور عثان بن سعید''لیکن روایات پر توجہ اور بعض

خطوط پرتوجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ غلطی ہوئی ہے بلکہ صحیح نسخہ اس طرح ہے:

''یا عثمان بن سعید ویامحمد بن عثمان ......''واللہ العالم(۱)(۲)

(۱)نجم الثاقب ص۴۲۰.

....

(۲)اس میں کوئی شک نہیں کہ مذکورہ نسخہ میں غلطی ہوئی ہے اور صحیح نسخہ وہی ہے کہ جس کی صراحت محدث نوریؒ نے کی ہے اس لئے کہ حضرت کے نائب اول اور نائب دوم عثمان بن سعید اور محمد بن عثمان ہیں،ایک کتاب میں تھوڑے فرق کے ساتھ یہ عریضہ نقل ہوا ہے اور اس میں ''یاعثمان بن سعید'' آیا ہے ذیل میں اس عریضہ کو ملاحظہ کریں۔

حضرت امام عصر(عج) کی خدمت میں ایک دوسرا عریضہ

توسلت الیک...ص......۳۷۸

اس کے بعد پھر اپنے اور اپنے والد کا نام عریضہ پرلکھ کر پاک گیلی مٹی میں رکھیں اور کسی کنویں یا جاری پانی میں ڈال دیں او ررو بہ قبلہ ہوکر کہیں:

يَا عُثْمَانَ بْنَ سَعِيْدٍ أَوْصِلْ قِصَّتِی هٰذِهِ إِلٰی صَاحِبِ الزَّمَانِ عَلَيْهِ السَّلَام.

نواں باب

استخارے

اس حصہ میں کچھ ایسے مطالب بیان کریں گے (۱) جو پڑھنے والوں کی نگاہوں کی ٹھنڈک اوران کے دلوں کوغیبی خوشبو (۲) سے سکون عطا کرے گا، اور فرج (۳) وحل مشکل کی کلید پا کر ایسے نوارانی (۴) مقام پرپہنچ جائیں گے کہ جہاں بند دروازے (۵) کھل جائیں۔

(۱) اس مقدمہ میں بھی محترم مولف نے براعت استہلال کا استعمال کیا ہے اورمقدمہ کےضمن میں استخارہ سے متعلق اسلامی دانشوروں کی کتابوں کا تذکرہ کیا ہے.

(۲) مولاعبدالنبی بن عبدالرزاق کی کتاب ''**روائح الغیب فی التردیدوالریب**'' کی طرف اشارہ ہے.

(۳) امیر محمد حسین خاتون آبادی کی کتاب ''**مفتاح الفرج فی الاستخارات**'' کی طرف اشارہ ہے.

(۴) شیخ محمد بن فیض کاشانی کی تالیف ''**الانارۃ عن معانی الاستخارۃ**'' کی طرف اشارہ ہے.

(۵) سید علی بن طاؤس کی ''فتح الابواب بین ذوی الالباب وبین ربّ الارباب فی الاستخارات'' کی طرف اشارہ ہے.

یہ وہ مطالب ہیں جو پروردگار عالم کی طرف سے حق کے جویا (۱) افراد کی راہنمائی کے لئے بطور احسان عطا ہوئے ہیں۔

لہٰذا قارئین محترم! استخارے (۲) کے متعلق جو کچھ عالم مادی ومعنوی کے سرپرست سے راہنمائی چاہنے (۳) والوں کے لئے نقل کیا انھیں غنیمت سمجھیں۔

اگر اس طرح کے مطالب کے جویا ہیں تو آپ کے سامنے مفاتیح الغیب (۴) موجود ہے انھیں لیجئے او رموقع غنیمت سمجھئے البتہ استخارے (۵) کی شرطوں کو جاننا ضروری ہے، لہٰذا پہلے استخارے کے طریقوں (۶) کو سیکھیں تاکہ مفاتیح الغیب اور آسمانی چراغ وحی (۷) سے مستفید ہوسکیں۔

(۱) سید عبداللہ شبر کی ''ارشاد المستبصرین فی الاستخارات'' کی طرف اشارہ ہے.

(۲) الاستخارات ان کتابوں کا نام ہے جنھیں اسلامی علماء اور دانشوروں نے اس نام سے تالیف کیا ہے، منجملہ ان کے نام ذیل میں ملاحظہ ہوں۔

الف: شیخ احمد بن صالح بحرانیؒ

ب: احمد بن عبد السلام بحرانیؒ

ج: شیخ ابوالحسن سلیمانی ماحوزی بحرانیؒ

د: سید علی بن حسینی میبدی یزدیؒ

ھ: شیخ میرزا ابوالمعالی کلباسیؒ

و: سید میرزا محمد حسین حسینی مرعشی معروف بہ شہرستانیؒ

(۳) ہدایۃ المسترشدین فی الاستشارۃ والاستخارۃ، حسن بن محمد صالح نصیری طوسی کی تالیف ہے۔

(۴) مفاتیح الغیب فی الاستخارۃ کی طرف اشارہ ہے یہ علامہ مجلسی کی تالیف ہے۔

(۵) الاستخارہ کی طرف اشارہ ہے یہ (مشہور صاحب تفسیر) ابونضر محمد بن مسعود بن عیاشی کی تالیف ہے۔

(۶) منہاج المستخیر کی طرف اشارہ ہے یہ حاج مرزا محمد حسین حسینی تبریزی کی تالیف ہے.

(۷) مفتاح الغیب ومصباح الوحی کی طرف اشارہ ہے یہ سید مہدی غریفی کی تالیف ہے.

استخارہ سے متعلق کتابوں کی مزید تفصیل کے لئے فتح الابواب کے مقدمہ کا مطالعہ فرمائیں.

استخارہ دعاؤوں کی ایک صورت ہے اور ہم نے کتاب کے مقدمہ میں اس کی کامل تفصیل عرض خدمت کیا لہٰذا اس سے متعلق مزید وضاحت کے لئے وہاں رجوع کریں البتہ مطلب کی اہمیت کے پیش نظر بعض چیزوں کی طرف مکرر اشارہ کریں گے۔

سب سے اہم امر جس کی ہر دعا کرنے والے اور استخارہ کرنے والے کو رعایت کرنی چاہئے یہ ہے کہ اپنے دل کو ہر اس چیز سے پاک کرے جو پروردگار عالم کے غضب وغصہ کا باعث ہو اور اطمینان و یقین پیدا کرنے کی کوشش کرے اس لئے کہ یہ دعا و توسل کی بنیاد ہیں۔

لہٰذا اگر استخارہ آداب وشرائط کے ساتھ انجام دیا جائے تو استخارہ کرنے والا اپنے اختیار سے تسبیح کے دانوں کو نہیں منتخب کرتا بلکہ یہ خدا کی طرف سے منتخب ہوتے ہیں جس سے اس نے طلب خیر کیا ہے۔

لہٰذا اگر استخارہ صحیح طریقہ سے انجام پائے تو تسبیح کے دانوں پر ہاتھ رکھنا، یا کسی رقعہ کو منتخب کرنا، یا قرآن مجید کے کسی صفحہ کے انتخاب میں ہمیں کوئی اختیار نہیں ہے اور اگر آداب وشرائط کے ساتھ نہ ہو تو ایسے استخارے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

لہٰذا استخارہ کرنے والے کو چاہئے کہ اپنے دل کو کثافتوں سے پاک کرے اور یقین پیدا کرنے کی کوشش کرے اور جس درجہ خدا کی طرف توجہ کر سکتا ہے کرے، اگر استخارہ کرنے والے کا خود استخارہ پر یقین نہ ہو تو استخارہ کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

سید علی بن طاؤوس بعض لوگوں کے حالات بیان فرماتے ہوئے کہتے ہیں:

بعض عوام اور بندگان خدا کا دل یقین سے خالی ہوتا ہے اور ان میں شناخت کی قوت بھی نہیں ہوتی نیز روز قیامت کے مالک پر اعتماد نہیں رکھتے، اس لئے کہ جب وہ ایسے لوگوں سے مشورہ کرتے ہیں کہ جن کو دیکھتے ہیں اور ان سے انھیں انس پیدا ہو جاتا ہے تو ان کی روح کو آرام اور اطمینان پیدا ہو جاتا ہے لیکن پروردگار عالم تو قابل مشاہدہ نہیں ہے، اس کے علاوہ ان کے پاس وہ قوت بھی نہیں ہے کہ جس سے وہ خدا کو پہنچانیں اور اس سے مانوس ہوں لہٰذا وہ خدا پر اعتماد کی لذت محسوس نہیں کر سکتے اور یہ ان کی تنگ نظری کا نتیجہ ہے کہ خدا پر اعتماد کی لذت کو محسوس نہیں کر سکتے۔

وَمَنْ یکُ ذا فم مرّ مریض　　　　　یجد مرّاً به الماء الزلالا

''جس کا منہ کڑوا ہے اور وہ مریض ہے، اس کو میٹھا اور ٹھنڈا پانی بھی کڑوا محسوس ہوتا ہے''

یا اس گروہ کا حصہ ہے کہ جن کے متعلق حضرت امیر المومنینؑ ایک خوبصورت خطبہ کے ضمن میں فرماتے ہیں:

همج رعاع، لایعبأ اللّٰہ بھم، أتباع کلّ ناعق و ناعقة

وہ ضعیف اور ناتواں مکھیاں ہیں جن پر خدا نے توجہ نہیں دی وہ ہر آواز وآہٹ کے پیچھے بھاگتی ہیں (۱)۔

(۱) فتح الابواب ص۳۰۰.

سب سے آخری خط جسکو حضرت (عج) نے تحریر فرمایا دعاء استخارہ تھی

سید علی بن طاؤوس فرماتے ہیں:

وہ دعائیں جو کہ پیغمبرؐ اور معصوم ائمہ سے صادر ہوئی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت (عج) نے استخارہ پر خاص توجہ دی ہے اور اسے محترم قرار دیا ہے اور جو ہم نے سمجھا وہ یہ ہے کہ استخارہ نہایت اہم اور الٰہی اسرار کا جز ہے، جسے معراج میں پیغمبرؐ سے بیان فرمایا۔

دوسرا مطلب جو ہم نے اپنی اس علمی کاوش سے حاصل کیا ہے یہ کہ سب سے آخری خط جس کو حضرت نے تحریر فرمایا، وہ استخارہ سے متعلق تھا اور یہ اہل معرفت وعرفان کے نزدیک سب سے کامل اور رسا دلیل ہے۔(۲)

(۲) فتح الابواب ص۱۹۲.

۱:   امام عصر (عج) سے مروی دعاء استخارہ

دعاء استخارہ وہ آخری دعا ہے جو آپ کی نیابت خاصہ کے زمانہ میں آپ سے صادر ہوئی، محمد بن علی بن محمد نے اپنی کتاب میں اس طرح روایت کی ہے:

محمد بن مظفر کا بیان ہے:

سب سے آخری کلام جو حضرت (عج) نے فرمایا وہ ''استخارۃ الاسماء'' ہے کہ جس پر عمل ہوتا ہے اور نماز حاجت وغیرہ میں قرائت ہوتا ہے۔

بسم الله............ص ۳۸۳......   (۱، ۲، ۳، ۴)

(۱) سورۂ فصلت آیت ۱۱.

(۲) سورۂ اعراف آیت ۱۱۷.

(۳) سورۂ اعراف آیت ۱۲۱-۱۲۲.

(۴) فتح الابواب ص ۲۰۵، المصباح ۵۲۱، مفاتیح الغیب ۲۵.

(اہم نکتہ)

سید علی بن طاؤس فرماتے ہیں شاید بعض افراد کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو کہ جب غیبت کبریٰ کا زمانہ آیا تو **مولانا حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ نے اہل معرفت کے پاس دعاء استخارہ کو اپنے دیدار اور مشورہ کے عوض عطا کیا ہے، اور اس طرح ان کو خدا سے رائے لینے کی عظمت و برتری کی طرف متوجہ کیا ہے۔**

اس لئے کہ ہم نے جو محسوس کیا اور سمجھا ہے وہ یہ کہ کسی نے بھی حضرت سے یہ دعا نہیں مانگی بلکہ شروع میں اس دعا کو حضرتؑ نے مہم اور مشکل امور کے لئے صادر فرمایا تھا اور یہ امر اہل بصیرت اور قابل فہم افراد کے لئے واضح ہے۔(۲)

(۲) فتح الابواب ص۲۰۶.

۲: قرآن سے استخارہ کرنے کی دعا کے اندر حضرت امام عصر (عج) کے ظہور کے لئے دعا

سید علی بن طاؤوس فتح الابواب میں کہتے ہیں: حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے حرم مطہر میں تھا کہ بدر بن یعقوب مقریٔ اعجمیؒ نے قران سے استخارے کے متعلق تین روایتیں ہم سے نقل فرمائی اور ان روایات میں کہیں پر کوئی نماز وارد نہیں ہوئی ہے۔(۳)

(۳) بعض روایات میں قید لگائی گئی ہے کہ استخارہ سے پہلے نماز حضرت طیارؑ پڑھی جائے.

پہلی روایت:

قرآن ہاتھ میں لیں اور دعا کریں اور کہیں:

اللھم .... ص...... ۳۸۵

پھر سات ورق شمار کریں اور جب ساتویں ورق پر پہنچیں تو اس کے دوسرے صفحہ کو دیکھیں اور اسکی چھ سطریں شمار کرنے کے بعد ساتویں سطر پر پہنچیں تو وہ آپ کے استخارے کا جواب ہے۔

دوسری روایت:

مذکورہ دعا پڑھیں اور پھر قرآن مجید کھولیں، سات ورق شمار کریں اور ساتویں ورق کے دوسرے صفحہ پر اور آٹھویں ورق کے پہلے صفحہ پر لفظ جلالہ ''اللہ'' کو شمار کریں پھر لفظ جلالہ ''اللہ'' کی تعداد کے مطابق ورق گنیں اور آخری ورق کے دوسرے صفحہ پر لفظ جلالہ کی تعداد میں سطروں کو گنیں تو جو آخری سطر ہوگی وہ آپ کے استخارہ کا جواب ہے۔

تیسری روایت:

جب مذکورہ دعا پڑھ لیں تو آٹھ ورق گنیں اور آٹھویں ورق کے پہلے صفحہ کی گیارہ سطریں شمار کریں گیارہویں سطر استخارہ کا نتیجہ ہے۔

قرآن مجید سے استخارے کے متعلق ان تین روایتوں کو ہم نے جس طرح سنا تھا نقل کر دیا۔(۱)

(۱) فتح الابواب ص ۲۷۸.

۳: رقعہ سے استخارہ

(جو کہ حضرت امام عصر (عج) سے مروی ہے)

رقعہ سے استخارہ حضرت امام عصر ارواحنا فداہ سے مروی ہے اس کا طریقہ ذیل میں ملاحظہ ہو۔

دو الگ الگ کاغذوں پر لکھیں ''خَیـرَةٌ مِنَ اللّٰه وَرَسُوْلِهٖ لِفُلاَنِ بْنِ فُلاَنةٍ'' اور پھر ایک پر لکھیں ''افعل'' (یعنی انجام دو) اور دوسرے پر لکھیں ''لاتَـفْعَلْ'' (یعنی انجام نہ دو) پھر ان رقعوں کو مٹی کی گولی کے اندر رکھ دیں اور ایک ایسے ظرف میں ڈال دیں جس میں پانی ہو بعد از آں وضو کریں دو رکعت نماز پڑھیں او ر یہ دعا پڑھیں:

اللھم ....ص ۳۸۶......

اسے پڑھنے کے بعد سجدہ میں ۱۰۰ مرتبہ کہیں ''أَسْتَخِيْرُ اللّٰهَ خِيْرَةً فِيْ عَافِيَةٍ'' سجدے سے سر اٹھائیں اور کاغذ کے مٹی سے باہر آنے کے منتظر رہیں جو بھی پہلے باہر آئے اس پر عمل کریں انشاء اللہ تعالیٰ۔(۱)

(۱) فتح الابواب ص ۲۶۵.

تسبیح سے استخارے کے کچھ وہ طریقے جو حضرت امام عصرؑ سے مروی ہیں

۴: پہلا طریقہ:

علامہ حلیؒ کتاب ''مصباح'' میں فرماتے ہیں یہ طریقہ حضرت بقیت اللہ اروا حنا فداہ سے روایت ہوا ہے تفصیل ذیل میں ملاحظہ ہو۔

سورۂ حمد ۱۰ مرتبہ یا تین مرتبہ یا حداقل ایک مرتبہ اور سورہ قدر ۱۰ مرتبہ پڑھیں اس کے بعد ذیل کی دعا تین مرتبہ پڑھیں:

اللھم انی...ص ۳۸۷.......

اس جگہ جس عمل کے لئے استخارہ کر رہے ہیں اسے بیان کریں......

اپنی حاجت دل میں رکھ کر نیت کریں اور تسبیح کے دانے کو پکڑیں اور انھیں گنیں اگر فرد آئے تو اسے

انجام دیں اور اگر زوج بچے تو انجام نہ دیں۔(۲)

(۲) البلدالامین ص۲۳۱، المصباح ۵۱۵، اسی طرح الصحیفۃ الصادقیۃ کے ص۴۲۰ میں وارد ہوا ہے۔

۵: دوسرا طریقہ:

علامہ مجلسیؒ بحارالانوار میں فرماتے ہیں ہم نے اپنے والد محترم سے سنا اور انھوں نے اپنے استاد شیخ بہائی سے نقل کیا ہے، شیخ فرماتے ہیں ہمارے اساتید نے حضرت امام عصرؑ سے تسبیح کے ذریعہ استخارہ کا طریقہ اس طرح بیان کیا ہے:

تسبیح ہاتھ میں لیں تین مرتبہ پیغمبرؐ اور ان کی آلؑ پر صلوات بھیجیں اور تسبیح کے دانہ کو ہاتھ سے پکڑیں اور ''دو'' ''دو'' دانے کر کے گنیں اگر ایک بچے تو انجام دیں اور اگر دو بچ جائیں تو انجام نہ دیں۔(۳)

(۳) بحارالانوار ج۹۱ ص۲۵۰.

۶: تیسرا طریقہ

صاحب کتاب ''المختار من کلمات الامام المہدی'' فرماتے ہیں:

ہمارے پاس تسبیح سے استخارے کا ایک اور صحیح طریقہ ہے جس کی سند حضرت امام عصر (عج) تک پہنچتی ہے اور بعض علماء نے مجھے اجازت دی ہے کہ اس طریقہ کے مطابق استخارہ کروں اور دوسروں کو بھی اس طریقہ سے انجام دینے کی اجازت دوں، ہم نے کچھ لوگوں کو اس کی اجازت دی ہے، ذیل میں آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ کہنے کے بعد تین مرتبہ کہیں ''أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ

مُـحَمَّدٍ''، پھرمختصر دعا پڑھیں مثلاً کہیں ''یَـامَـنْ یَـعْـلَـمُ إِهْدِ مَنْ لاَیَعْلَمُ'' یا کہے ''یَـا رَبِّ خِـرْ لِـیْ مَاهُوَ الصَّالِحُ '' یا اس طرح کا کوئی دوسرا جملہ، پھر تسبیح کے دانوں کو پکڑ کر شمار کریں اگر بچا ہوا دانہ فرد ہو تو اسے انجام دیں اور اگر زوج ہو تو اسے ترک کر دیں (۱)

(۱) المختار من کلمات الامام المہدی ج ۲ ص ۵۳۹.

۷: چوتھا طریقہ

ایک قدیمی کتاب میں اس طرح مرقوم دیکھا:

حضرت امام عصر (عج) سے منسوب استخارہ کا طریقہ یہ ہے:

پہلے سورہ حمد کو آیت ''إِهْـدِنَـا الـصِّـرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ '' تک پڑھیں اور اس کے بعد تین مرتبہ محمد وآل محمدؐ پر درود بھیجیں اور تین مرتبہ کہیں: ''یَامَنْ یَعْلَمُ إِهْدِ مَنْ لاَیَعْلَمُ''

پھر تسبیح کے دانہ کو پکڑیں اور دو، دو، کر کے شمار کریں اگر ایک باقی بچے تو بہتر ہے انجام دیں اور اگر دو باقی بچے تو انجام نہ دیں۔

اور اگر عمل کی خوبی یا بدی کو جاننا چاہتے ہیں تو دوبارہ استخارہ کریں اور عمل کے ترک کی نیت کریں اب اگر استخارہ اول میں عمل کو انجام دینا بہتر تھا اور دوسری مرتبہ ترک پر استخارہ کرنے کی صورت میں منع آیا تو یہ عمل بہت اچھا ہے اسے انجام دیں اور اگر دوسرے استخارے میں بھی امر ہے تو متوسط خوب ہے اسی طرح اگر استخارہ اول میں منع آیا اور ترک پر دیکھنے کی صورت میں امر آیا تو اس عمل سے شدت سے پرہیز کریں او ر اگر دوسری مرتبہ بھی ترک آیا تو اس صورت میں بھی بہتر ہے پرہیز کریں لیکن پہلی صورت کسی طرح پرہیز لازم نہیں ہے۔

۸:   پانچواں طریقہ

فقیہ عالی مقام شیخ محمد حسن نجفیؒ صاحب جواہر ''جواہرالکلام'' میں فرماتے ہیں ہمارے ہم عصر افراد کے درمیان ایک استخارہ رائج ہے **ممکن ہے اس کی نسبت حضرت امام عصر (عج) کی طرف دی جائے۔**

وہ استخارہ ملاحظہ ہو:

دعا پڑھنے کے بعد تسبیح کے دانے پر ہاتھ رکھیں اور آٹھ آٹھ کر کے گنیں اگر ایک باقی بچے تو نسبتاً بہتر ہے اگر دو باقی بچے تو ایک مرتبہ منع ہے اور اگر تین باقی بچے تو اسے اختیار ہے اس لئے کہ فعل و ترک مساوی ہے اگر چار بچے تو دو مرتبہ منع ہے اور اگر پانچ باقی بچے تو بعض کہتے اس میں سختی اور زحمت ہے اور بعض دوسرے کہتے ہیں اس کام میں ملامت ہے، اگر چھ بچے تو بہت اچھا ہے اس کام میں جلدی کریں اور اگر سات باقی بچے تو اسکا حکم پانچ کا حکم ہے (یعنی دو عقیدے یا دو روایتیں اس کے متعلق موجود ہیں) اور اگر آٹھ باقی بچے تو چار مرتبہ منع ہے۔(۱)

(۱) الباقیات الصالحات حاشیہ کتاب مفاتیح الجنان ۴۱۱.

دسواں باب

وہ دعائیں جن کو حضرت بقیۃ اللہ اروا حنا فداہ نے اپنے اجداد کرام سے نقل فرمایا ہے

۱: مشکلات کے وقت حضرت امیر المومنینؑ کی دعا

(جو کہ حضرت امام عصرؑ سے مروی ہے)

سید علی بن طاؤس نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مشکلات اور پریشانیوں کے رفع ہونے کی دعا نقل کی ہے لیکن اس کی سند نقل نہیں کی ہے البتہ علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں۔

اس دعا کے لئے ہمارے پاس نہایت عالی اور حیرت انگیز سند ہے اس لئے کہ میں اس دعا کو اپنے والد سے اور انھوں نے بعض صالحین سے اور انھوں نے حضرت امام مہدی (عج) سے روایت کی ہے۔(۱)

(۱) بحار الانوار ج ۹۵ ص ۲۶۶.

اللھم...ص ۳۲۱......(۱)

(۱) بحار الانوار ج ۹۵ص ۲۵۹، مہج الدعوات ص ۱۶۱.

حرز یمانی کا واقعہ

محدث نوری کتاب دار السلام میں نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں ہم نے معروف دعا حرز یمانی کی پشت پر علامہ محمد تقی مجلسی کی تحریر میں اس طرح دیکھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ علی اشرف المرسلین محمد وعترتہ الطاھرین.

شریف وادیب سید امیر محمد ہاشم (جو کہ بزرگ سادات سے ہیں انھوں نے ہم سے درخواست کی کہ انھیں حرز یمانی پڑھنے کی اجازت دے دوں) یہ حرز جو کہ حضرت محمد مصطفیؐ کے بعد بہترین خلائق امیر المومنین امام المتقین حضرت علی علیہ السلام (جب تک بہشت نیک افراد کی جگہ ہے خدا ان پر درود وسلام بھیجے) سے منسوب ہے ہم نے اس کی اجازت انھیں دی کہ مجھ سے میری سند کے ساتھ نقل کریں اور میں نے بزرگ سید امیر اسحاق استر آبادی سے (جو کہ جوانان بہشت کے سردار کے جوار کربلائے معلیٰ میں مدفون ہیں) سے اور انھوں جن وانس کے سردار خلیفہ اللہ صاحب عصر والزمان اروا حنا فداہ سے روایت کی ہے۔

امیر استر آبادی کہتے ہیں:

مکہ کی راہ میں تھکان نے ہم کو نڈھال کر دیا میں راستہ نہیں چل سکتا تھا کافلہ سے پیچھے رہ گیا اور اس کیفیت نے ہم کو زندگی سے مایوس کر دیا دنیا سے ہاتھ دھو بیٹھا، مرنے والوں کی طرح پشت کے بل لیٹ گیا اور کلمہ شہادت پڑھنا شروع کر دیا۔

ناگاہ ہمارے سرہانے اور تمام خلائق کے سید ومولا حضرت بقیت اللہ اروا حنا فداہ جلوہ گر ہوئے اور فرمایا: اے اسحاق! اٹھو۔

اٹھا، تشنگی کا مجھ پر غلبہ تھا، مجھے پانی دیا، اپنی سواری پر سوار کیا اور راستہ چلتے ہوئے میں حرز یمانی پڑھتا جارہا تھا اور حضرت اصلاح فرماتے جاتے تھے یہاں تک کہ حرز تمام ہوگیا، اچانک متوجہ ہوا کہ میں سرزمین ''ابطح'' (مکہ) پر ہوں سواری سے نیچے اترا اور آنحضرت (عج) کو نہیں دیکھا۔

میرا قافلہ ۹ روز بعد مکہ میں وارد ہوا اور انھوں نے ہمیں مکہ میں دیکھ کر تعجب کیا اور اہل مکہ کے درمیان مشہور ہوگیا کہ میں طی الارض کے ذریعہ آیا ہوں یہی وجہ تھی کہ مراسم حج کے بعد ایک مدت تک ہم نے چھپ کر زندگی گزاری۔

علامہ محمد تقی مجلسیؒ مزید فرماتے ہیں انھوں نے چالیس مرتبہ خانہ خدا کے حج کا شرف حاصل کیا اور جب کربلا سے مولائے کل حضرت امام رضاؑ کی زیارت کے لئے عازم تھے تو میں اصفہان میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کی اہلیہ کا مہر (جو کہ سات تومان تھا) ابھی آپ کے ذمہ باقی تھا اور مشہد مقدس میں ساکن ایک شخص کے پاس تھا۔

سید نے خواب میں دیکھا کہ ان کی موت نزدیک آگئی ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں: میں پچاس سال سے حضرت امام حسینؑ کے جوار میں ساکن ہوں اور اسی جگہ مرنا چاہتا ہوں اس وقت مجھے خوف لاحق ہے کہ موت آجائے اور میں دوسرے شہر میں مروں۔

احباب میں سے ایک شخص کو اس کی خبر ہوئی اس نے ایک رقم سید کو دیا، ہم نے سید کو ایک دینی برادر کے ساتھ کربلا بھیجا اس کا بیان ہے جیسے ہی سید کربلا پہنچے انھوں نے اپنا قرض ادا کردیا اور اس کے بعد بیمار ہوگئے اور نویں روز اس دنیا سے رخصت ہوگئے ان کو انھیں کے گھر میں دفن کیا گیا وہ جب اصفہان میں ساکن تھے تو ہم نے ان سے کافی کرامات کا مشاہدہ کیا۔

قابل ذکر ہے کہ ہمارے پاس اس دعا کے لئے بہت سے اجازے ہیں لیکن ہم نے صرف اسی پر اکتفا کیا ہے امید ہے ہمیں دعاء خیر میں فراموش نہ کریں گے، استدعا ہے اسے صرف خدا کے لئے پڑھیں اور اپنے دشمن کے لئے جو مومن ہے گرچہ فاسق وظالم ہو نہ پڑھیں، اس دعا کو بے حیثیت دنیا کے حصول کے لئے نہ پڑھیں بلکہ بہتر ہے اسے صرف خدا سے تقرب اور شیاطین اور جن وانس کے ضرر کو دفع کرنے کے لئے پڑھیں۔

غنی و بے نیاز پروردگار کا نیازمند
''محمد تقی مجلسی اصفہانی''

یہ بھی ذکر کرنا ضروری ہے کہ اس حکایت کا پہلا حصہ جو کہ امام زمانہ(عج) کی ملاقات سے متعلق ہے اس کو علامہ مجلسیؒ نے بحارالانوار کی تیرہویں جلد میں کافی اختلافات کے ساتھ نقل کیا ہے۔(۱)

علامہ مجلسی فرماتے ہیں ''حرز یمانی'' نہایت ہی معروف دعا ہے جس کو دعاء سیفی بھی کہتے ہیں اس دعا کے لئے متعدد سند اور مختلف روایتیں دیکھی ہیں لیکن ان میں جو سب سے اہم ہے اسے یہاں نقل کریں گے۔

عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں ایک روز حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں تھے کہ امام حسنؑ تشریف لائے اور فرمایا ایک شخص دروازے پر کھڑا ہے اس سے مشک کی بو آرہی ہے وہ

(۱) دارالسلام ج۲ص۱۲۔

یہاں آنا چاہتا ہے۔

حضرتؑ نے فرمایا: اسے آنے دو۔

اس وقت تندرست، خوبصورت جسم، بڑی آنکھیں، فصیح زبان اور بادشاہوں کے لباس میں ایک شخص داخل ہوا اور کہا: **سلام علیک یا امیر المومنینؑ ورحمته الله وبرکاته**، میں یمن کے دور ترین شہر کے اشراف اور بزرگ اعرب میں سے ہوں (جو کہ آپ سے منسوب ہیں)

میں عظیم ملک اور کافی نعمتیں چھوڑ کر آیا ہوں میری زندگی بہت ہی عیش و آرام کے ساتھ گذر رہی تھی میری کئی بیویاں اور بہت سے بچے تھے امور حسب دستور انجام پا رہے تھے اور زندگی کے انجام کو بہتر دیکھتا تھا ناگاہ ایک ایسا دشمن پیدا ہوا کہ جس کو شکست نہیں دی جا سکتی تھی اس نے ہم پر ظلم کیا، افراد کی کثرت، قدرت منداحباب اور اپنے قبیلہ کی حمایت کی بنا پر مجھ پر غالب آ گیا۔

ہم نے اہم تدبیریں انجام دیں لیکن کارگر نہ ہوئیں اور اب چارہ تلاش کرتے کرتے تھک چکا ہوں ایک شب خواب میں ایک شخص کو دیکھا جو میرے پاس آیا اور کہنے لگا اے شخص اٹھ اور حضرت محمد مصطفیٰ کے بعد بہترین خلائق امیر المومنین حضرت علیؑ کے پاس جا اور ان سے درخواست کر جس دعا کو حبیبؐ خدا نے ان کو تعلیم

دیا ہے مجھے تعلیم فرمایئے کہ اس دعا میں اسم خدا ہے اور اس دعا کو اپنے دشمن کے سامنے اس وقت پڑھ جب وہ جنگ کے لئے آمادہ سامنے کھڑا ہو ۔

یاامیر المومنینؑ میں نیند سے بیدار ہوا اور کسی کام کو ہاتھ نہ لگایا اور چار سو غلاموں کے ساتھ آپ کی طرف چل پڑا میں خدا، پیغمبرؐ اور آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ ان سب کو خدا کے لئے آزاد کر دیا۔

میں دور اور پر پیچ وخم راستے طے کر کے آیا ہوں طولانی مسافت طے کرنے کی وجہ سے میرا بدن کمزور ہو گیا ہے اور سفر کی شدت کی وجہ سے بدن گھل گیا ہے اور مجھے کمزوری کا احساس ہوتا ہے۔

اے امیر المومنینؑ ہم پر احسان کریئے، حق پدری اور اس نسبت کی قسم دیتے ہیں کہ مجھ پر فضل وکرم فرمایئے اور ہم نے خواب میں جس دعا کے متعلق سنا ہے میں اسی کے لئے آپ کے پاس آیا ہوں مجھے تعلیم فرمایئے۔

حضرت امیر المومنین امام علیؑ نے فرمایا: ہاں انشاءاللہ تعلیم دونگا اس وقت حضرت نے قلم وکاغذ طلب کیا اور اس دعا کو تحریر فرمایا۔

۲: حرز یمانی

بسم الله ....(حواشی دعا (۱، ۲، ۳، ۴)..................ص ۴۰۳

(۱) دارالاختبار، بحارالانوار: ۹۵/۲۴۲.

(۲) یہ کلمہ مختلف تعبیروں کے ساتھ استعمال ہوا ہے: بِصٰانِعِ التَّوْحِیْدِ، بِیٰانِعِ التَّوْحِیْدِ، بِنَایِعِ التَّوْحِیْدِ لیکن جو ہم نے ذکر کیا ہے وہ زیادہ صحیح ہے.

(۳) سورۂ آل عمران آیت ۲۶-۲۷.

(۴) بحارالانوار ج ۹۵/ص ۲۴۰، مہج الدعوات میں تھوڑے فرق کے ساتھ.

ابن عباس کہتے ہیں: حضرت نے یہ دعا اس یمنی شخص کو عطا کیا اور فرمایا:

اس دعا کو اچھی طرح محفوظ کرلو اور ہر روز ایک مرتبہ پڑھو امید ہے قبل اس کے کہ تم اپنے وطن پہنچو تمہارا دشمن نابود ہو چکا ہوگا اس لئے کہ ہم نے رسولؐ خدا کو فرماتے ہوئے سنا:

جو بھی اس دعا کو درست اور تواضع کے ساتھ پڑھے تو اس دعا کی برکت سے محفوظ رہے گا، اور اس کا سفر خیر وسلامتی کے ساتھ تمام ہوگا۔

یمنی شخص اپنے شہر واپس ہوگیا ۴۰ روز بعد اس کا ایک خط حضرت علیؑ کے پاس آیا کہ پروردگار عالم نے اس کے دشمن کو نابود کردیا اور اس کے دشمنوں میں حتی ایک آدمی بھی باقی نہیں ہے۔

حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا:

مجھے معلوم تھا ایسا ہی ہوگا رسولؐ خدا نے اس دعا کو ہمیں تعلیم فرمایا تھا اور کوئی ایسی مشکل نہیں کہ جس میں ہم نے یہ دعا پڑھی ہو، اور وہ مشکل آسان نہ ہوئی ہو(۱)

(۱) البلد الامین: ۹۲، مصباح المتہجد: ۲۲۰ پر تھوڑے فرق کے ساتھ.

۳: دعاء حریق

یہ صبح سویرے پڑھی جائے (۱)

اللھم انی...**ص ۴۱۰**

تین مرتبہ کہیں.

پھر گیارہ مرتبہ کہیں: **لاالہ الا** ....**قدیر**

اور اسے پڑھنے کے بعد گیارہ مرتبہ کہیں:

سبحان الله ....نفسه

پھر کہیں: اللهم صلی علی ....(۱) ......(۲)....................شیء قدیر

(۱) یہ دعا امام سجادؑ سے مروی ہے اس کا تتمہ امام عصر سے مروی ہے.

(۲) البلدالامین :۹۱، مصباح المتہجد :۲۲۰.

(۲) البلدالامین :۹۷، مصباح المتہجد :۲۲۷.

محمد بن صلت قمی کے لئے حضرت (عج) نے جو خط تحریر فرمائے ہیں ان میں یہ دعا بھی ہے جو دعاء حریق کے آخر میں اضافہ ہوی ہے دعا ذیل میں مذکور ہے۔

اللهم رب...ص ۴۱۷

۴: حضرت امام صادقؑ سے منقول دعاء الحاح

(جو کہ حضرت بقیۃ اللہ (عج) سے مروی ہے)

ابوتمیم انصاری کہتے ہیں: ہم مسجد الحرام میں تھے اور کچھ افراد عمرہ کی غرض سے مشرف ہوئے تھے ان میں محمودی، علاّن کلینی، ابو ہاشم دیناری، ابو جعفر احول ہمدانی بھی تھے ان کے ساتھ مستجار کے کنارے کھڑے تھے وہ تقریبا تیس آدمی تھے اور جہاں تک ہم کو علم ہے ان کے درمیان محمد بن قاسم عقیقی کے سوا کوئی مخلص فرد نہ تھا۔

وہ ۶ ذی الحجہ ۲۹۳ھ کا دن تھا ہم ویسے ہی کھڑے تھے کہ اتنے میں ایک جوان جو خانہ کعبہ کے طواف سے فارغ ہو چکا تھا ہماری طرف آیا اس نے دو کپڑوں سے احرام باندھا تھا اور جوتی ہاتھ میں تھی جب اسے دیکھا تو اس کی ہیبت اور متانت سے ہم سبھی اٹھ کے کھڑے ہو گئے انھیں سلام کیا وہ بیٹھ گئے اور انھوں

نے داہنے بائیں دیکھا اور فرمایا:

کیا تم جانتے ہو کہ امام جعفر صادقؑ دعاء الحاح میں کیا فرماتے تھے؟

ہم نے کہا: کیا کہتے تھے؟

فرمایا: کہتے تھے۔

اللھم انی ....ص ۴۱۸......(۱)

(۱) کمال الدین: ۴۷۰، بحار ج ۹۵ ص ۱۵۷، الصحیفۃ الصادقیۃ: ۳۶۳ دلائل الامامۃ: ۵۴۳.

''الجنتہ الواقیۃ'' میں لکھتے ہیں حضرت بقیت اللہ ارواحنا فداہ سے روایت ہوئی ہے: حضرت صادقؑ ہر صبح اس دعا کو پڑھتے تھے (۲)

(۲) الجنۃ الواقیۃ میر داماد سے منسوب ہے، قابل ذکر ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ یہ کتاب شیخ کفعمیؒ کی تالیفات میں سے ہے لیکن علامہ مجلسیؒ نے اس کی نسبت شیخ کفعمیؒ کی طرف دینے میں تردید کی ہے، بحار الانوار ج ۱ ص ۱۷ میں کہتے ہیں: کتاب ''الجنۃ الواقیۃ''، بعض متاخرین کی تالیف ہے جس کی ممکن ہے شیخ کفعمیؒ کی طرف نسبت دی گئی ہو، مولا افندی نے بھی الریاض ج ۱ ص ۲۳ پر اس کتاب کی نسبت کفعمیؒ کی طرف دینے میں تردید کی ہے، (المقام الاسنیٰ ص ۱۳)

۵: حضرت امیر المومنینؑ کی دعاء

(جو کہ حضرت امام عصرؑ سے مروی ہے)

ابو نعیم کہتے ہیں اس وقت حضرت اٹھے خانہ کعبہ کا طواف کرنا شروع کر دیا ہم بھی اٹھ کھڑے ہوئے لیکن یہ پوچھنا بھول گئے کہ وہ کون ہیں؟

دوسرے دن اسی وقت اسی جگہ طواف سے باہر آئے اور ہم لوگ بھی اٹھ گھڑے ہوئے، پھر لوگوں کے درمیان بیٹھ گئے اور داہنے بائیں دیکھ کر کہنے لگے کیا جانتے ہو حضرت امیر المومنینؑ واجب نماز کے بعد کونسی

دعا پڑھتے تھے؟

ہم نے کہا: کیا پڑھتے تھے؟

فرمایا: آپ یہ دعا پڑھتے تھے:

اللهم اليک ....(۱، ۲، ۳، ۴)................................**ص ۴۱۹**

(۱) سورۂ غافر آیت ۶۰.

(۲) سورۂ بقرۃ آیت ۱۸۶.

(۳) سورۂ زمر آیت ۵۳.

(۴) کمال الدین: ۴۷۰.

بحارالانوار میں اضافہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لبیک ....**ص ۴۲۰**..................................**جمیعاً** (۵)

(۵) بحارالانوار: ۲۷/۸۶.

۶: حضرت امیر المومنینؑ کی سجدہ شکر میں دعا (جو کہ حضرت امام عصر (عج) سے مروی ہے)

پھر حضرت نے داہنے بائیں دیکھا اور فرمایا:

کیا جانتے ہو کہ حضرت امیر المومنینؑ سجدہ میں کیا پڑھتے تھے؟

ہم نے عرض کیا: کیا پڑھتے تھے؟

فرمایا: آپ اس دعا کو پڑھتے تھے:

یامن ....ص ۴۲۰............ (۱)........................

(۱) کمال الدین:۴۷۱، دلائل الامامۃ ۵۴۴.

۷: مسجد الحرام میں حضرت امام سجادؑ کی دعا
(جوکہ حضرت امام عصر (عج) سے مروی ہے)

ابونعیم کہتے ہیں: دوسرے دن بھی حضرت (عج) اسی وقت تشریف لائے اور ہم لوگوں نے گذشتہ روز کی طرح استقبال کیا، آپ بیچ میں بیٹھے اور داہنے بائیں نظر ڈالنے کے بعد فرمایا:

حضرت علی بن الحسین سید العابدینؑ اس جگہ (پھر آپ نے ہاتھ سے حجر اسود، ناودان کی طرف اشارہ فرمایا)، سجدے میں اس طرح کہتے ہیں:

"عُبَیْدُکَ بِفِنَائِکَ، (فَقِیْرُکَ بِفِنَائِکَ) مِسْکِیْنُکَ بِبَابِکَ، أَسْأَلُکَ مَالایَقْدِرُ عَلَیْهِ سِوَاکَ"

دوبارہ حضرت نے (عج) داہنے بائیں دیکھا اور محمد بن قاسم علوی کو دیکھ کر فرمایا۔

اے محمد بن قاسم علوی! انشاءاللہ تم خیر اور نیکی پر ہو۔

پھر اس کے بعد اٹھے اور طواف میں مشغول ہوگئے جتنی بھی دعا ہم کو تعلیم فرمائی تھی ہم نے یاد کرلیا لیکن ان کے متعلق پوچھنا بھول گئے ہاں آخری روز یاد رہا، آخری روز محمودی نے ہم سے کہا:

دوستوں معلوم ہے یہ کون ہے؟ ہم لوگوں نے کہا نہیں۔

کہا: خدا کی قسم وہ امام زمانہ (عج) ہیں۔

ہم نے کہا: ابوعلی کیسے معلوم ہوا؟

کہا: سات سال سے میں دعا کر رہا ہوں اور پروردگار عالم سے میری درخواست ہے کہ حضرت امام عصر (عج) کی ہمیں زیارت کرائے۔

ایک شب عرفہ ہم نے ان کو خواب میں دیکھا وہ دعا پڑھ رہے تھے اور میں توجہ دے رہا تھا ہم نے دعا یاد کرلیا اور ان سے پوچھا آپ کون ہیں؟

فرمایا: میں لوگوں میں سے ہوں۔

ہم نے کہا: کن لوگوں سے؟ عرب یا عجم؟

فرمایا: عرب ہوں۔

ہم نے کہا: کون سے عرب؟

فرمایا: انمیں سب سے شریف وافضل۔

ہم نے کہا: وہ کون لوگ ہیں؟

فرمایا: بنی ہاشم۔

ہم نے کہا: بنی ہاشم میں کون؟

فرمایا: ان میں سب سے بلند و برتر۔

ہم نے کہا: وہ کون لوگ ہیں؟

فرمایا: جس نے کفار کے سر کو شگافتہ کیا، لوگوں کو کھانا دیا نماز پڑھی جبکہ لوگ سو رہے تھے۔

ہم سمجھ گئے کہ وہ علوی ہیں اور انھیں علوی ہونے کی وجہ سے دوست رکھتے تھے۔ اس کے بعد وہ ہماری بغل سے غایب ہو گئے مجھے نہیں معلوم کہ وہ کہاں گئے؟ آسمان میں یا زمین میں؟ میرے اطراف میں جو لوگ بیٹھے ہوے تھے ان سے پوچھا اس علوی سید کو پہچانتے ہو۔

کہنے لگے ہاں: وہ ہر سال ہمارے ساتھ پیدل مکّہ آتے ہیں۔

ہم نے کہا: سبحان اللہ! خدا کی قسم ہم نے ان میں پیدل چلنے کا اثر نہیں دیکھا۔

ان کی جدائی کے غم واندوہ نے ہمارے وجود کو سمیٹ لیا اسی حالت میں مزدلفہ کی طرف چل پڑا رات کو وہاں سویا عالم خواب میں رسول ؐ خدا کو دیکھا۔

آنخضرتؑ نے فرمایا: اے محمد جوتم چاہ رہے تھے دیکھ لیا۔
ہم نے عرض کیا: میرے آقا وہ کون شخص تھا؟
فرمایا: **جس کوتم نے کل دیکھا وہ تمہارے امام زمانہ (عج) تھے** (۱)

(۱) کمال الدین ۴۷۱.

۸: دعاء عبرات کا واقعہ

آیت اللہ علامہ حلیؒ "منھاج الفلاح" کے آخر میں دعاء عبرات کے متعلق فرماتے ہیں:
یہ نہایت ہی معروف دعا ہے اور امام صادقؑ سے مروی ہے۔
اس دعا کے متعلق سید رضی الدین محمد آویؒ کی معروف حکایت ہے اور اسی کتاب کے حاشیہ پر کسی فاضل کے ہاتھوں مرقوم ہے۔
مولا سعید فخر الدین محمد فرزند شیخ جمال الدین اپنے والد اور فقیہ جد یوسف، سے اور وہ سید رضیؒ مذکور سے نقل کرتے ہیں۔
سید رضی الدین جرماغون کے امیروں میں کسی ایک کے پاس طویل عرصہ تک اسیر رہے اور وہ ان سے نہایت شدت سے پیش آتا تھا کھانے پینے میں بھی سختی سے کام لیتا تھا، **ایک رات حضرت خلف صالح امام منتظر ارواحنا فداہ کو خواب میں دیکھا** تو روکر کہا اے سید وسردار اس ظالم سے رہائی کے لئے میری شفاعت کریئے۔
حضرت نے فرمایا: دعاء عبرات پڑھو۔
عرض کیا: دعاء عبرات کون سی دعا ہے؟
فرمایا: یہ دعا تمہاری کتاب مصباح میں موجود ہے۔

عرض کیا: میرے مولا میری مصباح میں ایسی کوی دعانہیں ہے۔

فرمایا: تلاش کرو ملے گی۔

سید نیند سے اٹھے نماز صبح پڑھی کتاب مصباح کھولی اور اس کے اوراق کے درمیان اس دعا کو ایک ورق پر لکھا ہوا دیکھا اور اسے چالیس مرتبہ پڑھا۔

امیر جرماغون کی دو بیویاں تھیں ان میں ایک عاقل اور باتدبیر تھی جس سے وہ اپنے امور میں مشورہ کیا کرتا تھا اور اس پر اسے اعتماد بھی کافی تھا جس روز اس کی نوبت تھی اس کے گھر آیا اس بیوی نے پوچھا؟ کیا تم نے امیر المومنینؑ کے فرزندوں میں سے کسی کو قید کرلیا ہے؟ کہنے لگا تم کس لئے پوچھ رہی ہو؟

بیوی نے کہا: ایک شخص جس کی صورت سورج کی طرح چمک رہی تھی اس کو ہم نے خواب میں دیکھا اس نے دونوں ہاتھوں سے میرے گلے کو دبایا اور کہا تیرے شوہر نے میرے بیٹے کو قید کرلیا ہے اور کھانے پینے میں بھی اس کے ساتھ سختی کرتا ہے۔

ہم نے عرض کیا: آقا آپ کون ہیں؟

فرمایا: میں علی بن ابی طالبؑ ہوں، اپنے شوہر سے کہہ دو اگر میرے بیٹے کو آزاد نہ کیا تو اسے نابود کردونگا۔

جب یہ خبر سلطان کو معلوم ہوئی تو اس نے لاعلمی کا اظہار کیا اور اپنے امیروں کو بلا کر پوچھا کون تمہارے پاس محبوس ہے

کہا: ایک علوی بوڑھا ہے جس کو قید کرنے کا حکم خود آپ نے دیا ہے۔

کہا: اسے آزاد کردو، اور ایک گھوڑے پر سوار کر کے اسے اس کے گھر کا راستہ بتاوو تاکہ وہ چلا جائے۔

سید علی بن طاؤسؒ "مہج الدعوات" کے آخر میں فرماتے ہیں میرے دوست اور بھائی محمد بن محمد قاضی نے اس دعا کے متعلق حیرت انگیز بات اور تعجب آمیز علت بتائی وہ یہ کہ:

آپ کے ساتھ ایک واقعہ پیش آتا ہے اور اس دعا کو اوراق کے درمیان پاتے ہیں جبکہ اس سے پہلے اس دعا کو ان اوراق میں نہیں رکھا تھا، اور جب اس کو دوسرے ورق پر اتار لیتے ہیں، تو اصل نسخہ گم ہو جاتا

ہے(۱)

(۱)جنت الماوی:۲۲۱.

۸:   دعاء عبرات(۱)

یہ دعاء عبرات اس نسخہ کے مطابق ہے جس کو مرحوم کفعمیؒ نے ذکر کیا ہے آپ ''البلد الامین'' میں فرماتے ہیں۔ دعاء عبرات وہ قیمتی دعا ہے جو حضرت امام عصر ارواحنا فداہ سے روایت ہوئی ہے یہ دعا مہم امور اور بڑی مشکلات میں پڑھی جانی چاہئے دعا ذیل میں ملاحظہ ہو۔

اللهم انی ....ص ۴۲۵......فانتفقض......

تین مرتبہ پڑھا جائے:

رب صل ....جنابا

پھر سجدہ کریں ور کہیں:

الهٰی ان ....الطاهرین (۲)

(۱) جس طرح علامہ حلیؒ ہم سے نقل کیا ہے کہ دعاء عبرات حضرت امام صادق سے مروی ہے اور حضرت امام عصر (عج) نے اسے پڑھنے کے لئے جناب رضی الدین کو تاکید فرمائی ہے لیکن بعض بزرگوں کا خیال کہ یہ دعا حضرت امام عصر (عج) سے مروی ہے۔

(۲) البلد الامین:۴۶۱

گیارہواں باب

زیارتیں

ہروقت اور ہرجگہ حضرت امام عصر (عج) کی زیارت کا استحباب

علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں حضرت بقیت اللہ اروا حنا فداہ کی زیارت ہرجگہ اور وقت مستحب ہے اس کی فضیلت سرداب مقدس، اور آپ کے اجداد کی قبروں کے پاس اور زیادہ ہے(۱)

آپ کی زیارت نیک اوقات بالخصوص میلاد باسعادت شب پندرہ شعبان میں (اور صحیح ترین روایت کے مطابق) شب قدر میں کہ جس میں روح وملائکہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں زیادہ مناسب ہے۔

(۱) بحارالانوار ج۱۰۲ص۱۱۹.

اس سے متعلق ایک روایت ملاحظہ فرمائیں، سلیمان بن عیسی اپنے والد سے نقل کرتے ہوے کہتے ہیں: امام صادقؑ سے عرض کیا: جب آپ کی خدمت میں نہ آسکوں تو کیسے آپ کی زیارت کروں؟

راوی کا بیان ہے: حضرتؑ نے ہماری طرف رخ کیا اور فرمایا:

> اے عیسی اگر تم میرے پاس نہ آسکو تو روز جمعہ غسل کرو یا وضو کرو اور اپنے گھر کی چھت پر جاؤ، دو رکعت نماز پڑھو اور ہماری طرف رخ کرو، اس لئے کہ جو میری زندگی میں میری زیارت کرے گویا اس نے میری وفات کے وقت بھی زیارت کی اور جو وفات کی بعد میری زیارت کرے درحقیقت اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

علامہ مجلسیؒ اس حدیث کی توضیح میں فرماتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امام جو ابھی قید حیات میں ہے اس طرح اس کی زیارت جائز ہے۔ اور حضرت امام عصر (عج) ارواحنا فداہ کی زیارت کے لئے بہترین دلیل ہے کہ انسان جس جگہ بھی چاہے سرداب مقدس کی طرف رخ کرے اور حضرت کی زیارت کرے (۱) شیخ کفعمیؒ کہتے ہیں حضرت بقیت اللہ ارواحنا فداہ کی زیارت کسی بھی جگہ اور کسی بھی وقت مستحب ہے زیارت کے وقت مستحب ہے کہ **تعجیل فرج اور ظہور کے لئے بھی دعا کی جائے، نیز آنحضرت (عج) کی زیارت (سرداب مقدس سر من رای) میں پڑھنے کے متعلق بہت زیادہ تاکید ہوئی ہے۔ (۲)**

(۱) بحار الانوار ج ۱۰۱ ص ۳۶۶.

(۲) البلد الامین: ۴۳۲.

معصومین علیہم السلام کی زیارت

اور اس کا ثواب حضرت بقیت اللہ ارواحنا فداہ کو ہدیہ کرنا

انسان زیارت کے ثواب کو رسول خداؐ یا کسی امام معصومؑ کو ہدیہ کرسکتا ہے۔

شیخ طوسیؒ نے اپنی سند کے ساتھ داؤد صرمی سے روایت کی ہے: داؤد صرمی کہتے ہیں ہم نے حضرت امام ہادیؑ کی خدمت میں عرض کیا:

ہم نے آپ کے والد محترمؑ کی زیارت کی اور اس کا ثواب آپ کے لئے قرار دیا'' کیا یہ عمل جائز ہے''؟

حضرت نے فرمایا:

لک من الله أجر وثواب عظیم ومنا المحمدة. (۱)

تمہیں اس کا خدا کی جانب سے بہت ہی اجر وثواب ملے گا اور ہم تمہارا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

چونکہ اس وقت شیعہ امام عصر (عج) کی غیبت میں ہیں اور درد وفراق تحمل کررہیں لہٰذا وہ افراد جو حضرت سے مخصوص مقدس مقامات جیسے سرداب، مسجد سہلہ، مسجد جمکران وغیرہ پر ہمیشہ شرفیاب نہیں ہوسکتے وہ دیگر مقدس مقامات کی زیارت سے حاصل ہونے والے ثواب کو حضرت (عج) کو ہدیہ کرکے اس کی تلافی کرسکتے ہیں اسی طرح آنخضرت (عج) کی بعض زیارتوں کو حرم یا دیگر زیارت گاہوں میں پڑھنے کے ذریعہ پروردگار عالم سے قربت پیدا کریں اور آنخضرت (عج) کی توجہ اپنی طرف مزید بڑھائیں۔

(۱) مفتاح الجنات: ج۱ص۵۳۱.

ابھی تک بہت سے افراد جو خاندان عصمت کے چاہنے والے تھے ان پر حضرت امیر المومنینؑ کے حرم میں، بقیع، کاظمین، سامرا، مشہد مقدس میں حضرت امام عصر (عج) کی عنایت ہوئی ہے اور اس کا متعدد

کتابوں میں تذکرہ ہوا ہے، جس کے بعض نمونے اس کتاب میں بھی ہم نے ذکر کیا ہے۔

آداب زیارت

اہل بیت علیہم السلام کی زیارت کا ثواب حضرت امام عصر (عج) کی خدمت میں ہدیہ کرنے کے استحباب کے پیش نظر اس جگہ زیارت کے آداب ملاحظہ فرمائیں۔

محدث قمیؒ نے نقل کیا ہے: زیارت کے آداب بہت زیادہ ہیں لیکن ہم یہاں چند چیزوں پر ہی اکتفا کریں گے۔

۱۔ سفر زیارت کے لئے نکلنے سے پہلے غسل کرے۔

۲۔ بیہودہ اور لغو باتوں سے پرہیز کرے اور راستے میں مجادلہ نہ کرے۔

۳۔ ہر امامؑ کی زیارت کے لئے غسل اور ان دعاؤں کو پڑھے جو غسل کے وقت وارد ہوئی ہیں۔

۴۔ طہارت۔

۵۔ پاک و پاکیزہ اور نیا کپڑا پہننا بہتر ہے اور زیارت کی غرض سے جو کپڑا پہنے اسکا رنگ سفید ہو۔

۶۔ جب روضہ مقدس کی طرف جا رہا ہو تو قدم آہستہ بڑھائے اور نہایت ہی آرام اور وقار کے ساتھ چلے، خشوع و خضوع کے ساتھ سر نیچے جھکائے رہے اور داہنے بائیں توجہ نہ دے۔

۷۔ حضرت امام حسینؑ کی زیارت کے علاوہ دیگر زیارتوں میں خوشبو لگائے۔

۸۔ حرم میں جاتے وقت اپنی زبان کو تسبیح، تحلیل، تمجید اور تکبیر میں مشغول رکھے، اور محمدؐ و آل محمدؐ پر صلوات بھیجنے کے ذریعہ اپنے منھ کو معطر کرے۔

۹۔ حرم شریف میں کھڑا ہو اور داخل ہونے کی اجازت طلب کرے۔ **اور اس تصور اور خیال کے ساتھ کہ وہ صاحب مرقد منور اپنی تمام عظمتوں کے ساتھ وہاں کھڑے ہونے والے کو دیکھ رہا ہے، اس کے کلام کو سن رہا ہے اور اس کے سلام کا جواب کو دے رہا ہے** اپنے اندر رقت قلب اور خشوع و خضوع پیدا کرے، چنانچہ ان سب کی گواہی دے اور اذن دخول پڑھتے وقت ان کے اس کرم اور لطف پر توجہ

دے کہ جو شیعوں اور زائرین کے ساتھ ہوتا رہتا ہے اور اس کا بھی تصور کرے کہ جو اس نے غلط کام کئے ہیں اور ان کی مرضی کے خلاف قدم اٹھایا ہے۔

ان کے بیانات کو سنا ہے لیکن وہ اذیت و آزار جو ان کے ساتھ یا ان کے دوستوں کے ساتھ اسنے روا رکھا، جبکہ اس کی برگشت خود ان کی طرف ہے گویا ان کو آزردہ کرنا ہے درحقیقت اگر غور سے خود پر نظر ڈالے تو قدم داخل ہونے سے رک جائیں گے دل خوف زدہ ہوگا اور آنکھیں اشکبار ہو جائیں گی اور یہی تمام آداب کی روح ہے۔

۱۰۔ اور عتبہ عالیہ اور آستانہ کو چومنا (۱)

(۱) مولف کا بیان ہے عتبہ کو چومنا یا ائمہ اطہارؑ کے مقدس آستانہ وضریح کو چومنا اہل بیت علیہم السلام کی بہت ہی اہم عبارتوں میں وارد ہوا ہے۔

ائمہ اطہار کو وداع کرتے وقت زیارت کے متعلق مرحوم علامہ مجلسیؒ نے بحارالانوار میں نقل کیا ہے:

واشوقاه .... ص ۷ ۴۳

(بحارالانوار ج ۱۰۲ ص ۲۰۵)

کس درجہ آپ کی درگاہ کے استانہ کو چومنے کا مشتاق ہوں آپ کی اجازت سے آپ کے گھر وارد ہونے اور اپنے رخسار کو آپ کی معطر خاک سے خاکی کرنے کا متمنی ہوں آپ کی سرائے میں پناہ حاصل کرنے اور آپ کے ابدان اور اشخاص جن کا ملائکہ کرام احاطہ کئے ہوئے ہیں اور پروردگار عالم کی رحمت وسلامتی شامل حال ہوئی ہے۔

لہٰذا درگارہ مقدس کا چومنا اپنے چہرے کو آستانہ کی معطر خاک سے خاکی کرنا نہ صرف اس کی ان بزرگوں نے تائید کی

....

ہے بلکہ اس کی آرزو اور اشتیاق بھی پروردگار عالم سے تقرب کا باعث ہے۔

اہم نکتہ یہ ہے کہ عتبہ چومتے وقت یہ توجہ ہونی چاہیے کہ یہ حرم اور اہل بیتؑ عصمت کا عتبہ ہے اور حضرت بقیت اللہ الاعظم (عج) کی قدم گاہ ہے جہاں حضرت (عج) اپنی غیبت صغری اور کبری کے درمیان مکرر اس مکان کی عظمت وشرافت میں اضافہ کیا ہے اور

اپنے حضور سے انھیں موردتوجہ اوران کی عظمت میں اضافہ کیا ہے۔

ہم قرآن کی جلد کوقرآن کی وجہ سے چومتے ہیں اوراس احترام کی بنا پر جوقرآن مجید کے متعلق قائل ہیں اسی طرح آئمہؑ اطہاراوراہل بیت عصمتؑ کے حرم کواس شرافت کی بنا پر چومتے ہیں جوان کے متعلق قائل ہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس جگہ امام عصر (عج) رفت وآمد فرماتے ہیں آنحضرت (عج) اوراولیاء خدا کی قدم گاہ ہے۔

کیااس کے علاوہ اور کچھ ہے کہ طویل مدت کے دوران اہل بیتؑ کے مقدس عتبات حضرت امام عصر (عج) کی رفت وآمد کی جگہ رہے ہیں پس ان مقدس مقامات کو کیوں نہ چومیں؟

مرحوم آیت اللہ سید احمد مستنبط فرماتے ہیں۔

عتبہ مقدسہ کو چومنا ادب زیارت ہے اورہم نے اپنے رسالہ میں ذکر کیا کہ یہ سجدہ کے مصداق سے خارج ہے بلکہ عشق ومحبت کا اظہار ہے مثلاانسان اپنے بیٹے کو چومنے کے لئے خم ہوتو کوئی یہ نہیں کہتا کہ یہ عمل اس کے لئے سجدہ یارکوع ہے۔

نقل ہوا ہے: شیخ انصاریؒ سے عتبات کو چومنے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

میں حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام کے عتبہ کو چومتا ہوں آئمہؑ اطہارؑ تو کہیں بالا ہیں اوراس لئے چومتا ہوں کہ وہ جگہ حضرت ابوالفضل کی قدم گاہ ہے۔

بعض ربانی علماء کو دیکھا گیا ہے کہ حربن یزید ریاحیؒ کے عتبہ کو چوما کرتے تھے(الزیارۃ والبشارۃ ج ۱ص ۱۳)

نیز آپ نے فرمایا: امام کے مقابل زمین کو چومنا آداب زیارت میں سے ہے اور یہ اس روایت کی بنا پر ہے جو وسائل میں کتاب ''عیون'' باب ۱۲۹ از ابواب ''عشرہ'' از کتاب حج پر صفوان بن یحیٰ کی سند کے ساتھ نقل ہوا ہے ابوقرۃ (مصاحب حاشلیق) نے مجھ سے کہا کہ اسے امام رضاؑ کے پاس پہنچادوں ہم نے اس کے متعلق آنحضرتؑ سے اجازت چاہی

۱۱:۔ داخل ہوتے وقت پہلے داہنا قدم بڑھائے اور خارج ہوتے وقت پہلے بایاں قدم بڑھائے بالکل اسی طرح جیسے مسجد میں داخل اور خارج ہوتے ہیں۔

۱۲:۔ ضریح سے نزدیک ہونا، اس طرح کہ ضریح سے لپٹ جائے اور یہ خیال کہ دور کھڑے ہونا ادب ہے تو ہم ہے، اس لئے کہ ضریح سے لپٹنے اور بوسہ دینے کے متعلق وارد ہوا ہے۔

۱۳:۔ زیارت کے وقت پشت بہ قبلہ اور قبر مطہر کی طرف رخ کر کے کھڑا ہو ظاہراً یہ ادب معصوم سے مختص ہے اور جب زیارت پڑھنے اور کرنے سے فارغ ہوجائے تو اپنے داہنے رخسار کو ضریح پر رکھے اور

تضرع کے ساتھ دعا کرے پھر بائیں رخسار کو رکھے اور خدا سے اس صاحب ضریح کو جو کہ اہل شفاعت ہے واسطہ بنا کر دعا کرے اور دعا وطلب میں مبالغہ کرے پھر سر مطہر کی طرف جائے اور رو بہ قبلہ کھڑا ہو اور دعا کرے۔

۱۴:۔اگر کمزوری، کمر، پیر وغیرہ کے درد کی بنا پر کوئی عذر نہ ہو تو کھڑا رہے۔

۱۵:۔قبر مطہر دیکھتے ہی زیارت شروع کرنے سے پہلے تکبیر کہے اور ایک روایت میں ہے کہ امامؑ کے سامنے تکبیر اور "لاٰاِلٰهَ اِلّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاٰشَرِیْکَ لَهُ" کہے تو اس کے لئے" رضوان الله اکبر" تحریر کیا جائیگا۔

....

حضرتؑ نے فرمایا اسے لاؤ۔

جب حضرت کی خدمت میں پہنچا تو حضرت کی مسند کو چوما اور عرض کیا ہمارے دین میں ضروری ہے کہ اپنے زمانہ کے بزرگوں کا اس طرح احترام کریں۔

امامؑ نے اس کام سے منع نہیں فرمایا یہ واضح ہے کہ غلط امر کے مقابل امام سکوت نہیں کر سکتا۔

اسی طرح دوسری روایتیں بھی اس مطلب کو بیان کرتی ہیں۔

حضرت بقیت اللہ کی خدمت میں اہل قم کا ایک قافلہ پہنچا آنحضرت (عج) نے ان اموال کے متعلق انھیں بتایا جو اپنے ساتھ لائے تھے اور انھوں نے شکر الٰہی بجالانے کے بطور احترام اپنے کو زمین پر گرا دیا اور آنحضرت (عج) کے سامنے کی زمین کو بطور احترام بوسہ دیا (الزیارۃ والبشارۃ: ج ۱ص ۱۷)

۱٦:۔ائمہؑ سے ماثور زیارتیں پڑھنا اور جعلی زیارتیں جن کو احمقوں نے بعض دیگر زیارتوں کے ساتھ ملا دیا ہے اور سادہ لوہ افراد اسے پڑھنے میں مشغول ہیں، ان سے پرہیز کرے۔

شیخ کلینیؒ نے عبدالرّحیم قیصر سے روایت کی ہے: حضرت صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا آپ پر قربان جاؤں ہم نے خود ایک دعا اختراع کی ہے۔

آپ نے فرمایا:

اپنی اختراع سے ہمیں معاف کرو، جب بھی تمہیں کوئی حاجت پیش آئے تو رسولؐ

خدا سے پناہ حاصل کرو، دو رکعت نماز پڑھو اور آنحضرت کو ہدیہ کرو۔

۱۷:۔نماز زیارت بجالائے جو کہ حداقل دو رکعت ہے۔

شیخ شہید نے فرمایا: اگر زیارت، پیغمبرؐ کے لئے ہو تو نماز روضہ مطہر میں بجالائے اور اگر کسی امامؑ کے حرم مطہر میں ہو تو سرہانے بجالائے اور اگر اس دو رکعت کو مسجد محل یعنی حرم کی مسجد میں پڑھنا چاہے تو یہ جائز ہے ۔

علامہ مجلسیؒ نے فرمایا: اگر زیارت وغیرہ سرہانے اور پس پشت انجام دے تو زیادہ بہتر ہے۔

(قبر امامؑ کے سامنے نماز پڑھنا چونکہ ان کی بے احترامی و بے ادبی کا باعث ہے اس لئے جائز نہیں ہے)

۱۸۔ اگر نماز کی کوئی مخصوص صورت ذکر نہ ہوئی ہو تو پہلی رکعت میں ''سورۂ یٰس'' اور دوسری رکعت میں ''سورۂ رحمٰن'' پڑھے اور نماز کے بعد جس کے متعلق کہا گیا ہے یا جو کچھ اس کے ذہن میں آتا ہے دین و دنیا کے لئے، تمام مومنین کے لئے دعا کرے اس لئے کہ یہ قبولیت سے زیادہ قریب ہے۔

۱۹۔ شیخ شہیدؒ نے فرمایا: اگر کوئی حرم مطہر میں داخل ہو اور دیکھے نماز جماعت منعقد ہے تو زیارت کرنے سے پہلے نماز پڑھے (البتہ نماز جماعت میں شرکت کے شرائط اس کے پاس پائے جاتے ہوں تو)

۲۰۔ شیخ شہیدؒ نے ضریح مطہر کے نزدیک تلاوت قرآن کو آداب زیارت میں شمار کیا ہے اور اس کا ثواب اس صاحب ضریح کو ہدیہ کرے جس کا فائدہ اس زیارت کرنے والے کو ہوگا اور یہ صاحب ضریح کی تعظیم کا حصہ ہے۔

۲۱۔ غیر شائستہ، لغو اور بیہودہ باتوں کو ترک کرے، دنیوی باتوں سے گریز کرے، جو ہر جگہ مذموم، قبیح، رزق کے لئے مانع اور باعث قساوت قلب ہے بالخصوص اس پاکیزہ مقام پر جس کی بزرگی وجلالت کے متعلق پروردگار عالم سورۂ نور میں خبر دے رہا ہے ''فِي بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ ''(۱)

۲۲۔ زیارت کے وقت اپنی آواز کو بلند نہ کرنا چنانچہ اس کے متعلق ہم نے ہدیۃ الزائرین میں ذکر کیا ہے۔

۲۳۔ جب اس امامؑ کے شہر سے باہر جا رہے ہوں تو انھیں ماثور یا غیر ماثور طریقہ سے وداع کرنا۔

۲۴۔ گناہوں کے لئے توبہ واستغفار کرنا اور زیارت سے فراغت کے بعد اپنے حال، کردار اور گفتار کو بہتر بنانا۔

۲۵۔ جس درجہ قدرت ہو آستانہ مقدس کے خادموں کی مدد کرے اور بہتر ہے کہ اس کا خادم اہل خیر ،صاحب دین اور با مروت ہو اور زائرین کے مقابل تحمل سے کام لے، اپنے غصہ کو ضبط کرے ان کے ساتھ سختی وشدت سے نہ پیش آئے محتاجوں کی حاجت کو پورا کرنے کے لئے اقدام کرے، (اگر وہ راستہ بھول گئے ہوں تو ان کی راہمائی کرے) خلاصہ یہ کہ خدام کو صداقت وسچائی کے ساتھ ضروری خدمات، صفائی، زائرین کی حفاظت میں مشغول ہونا چاہئے۔

۲۶۔ امام کے شہر کے فقراء، مساکین اور مجاورین کے ساتھ خیرات کرنی چاہئے تاکہ وہ دوسروں سے نہ مانگیں بالخصوص سادات اور اہل علم اور وہ بے چارے جو غربت وتنگ دستی میں مبتلا ہیں اور ہمیشہ شعار الٰہی کی تعظیم کا پرچم بلند رکھا ہے اور ایسے پہلوؤں کے مالک ہیں کہ جن میں سے کسی ایک پر بھی توجہ ان کی اعانت لازم کردیتی ہے۔

(۱) سورۂ نور آیت ۳۶.

۲۷۔ شیخ شہیدؒ نے فرمایا جو کہ باہر جانے میں عجلت کے منجملہ آداب میں سے ہے، جب اس نے زیارت میں لذت محسوس کرلی، تو مزید تعظیم، احترام اور واپسی کے شوق میں شدت پیدا کرے، نیز فرمایا:

اگر عورتیں زیارت کرنا چاہیں تو انھیں مردوں سے جدا ہونا چاہئے اور تنہا زیارت کرنی چاہئے اور اگر رات میں زیارت کریں تو بہتر ہے، اپنی حالت تبدیل کرلیں یعنی اچھے اور بہترین لباس کو پست لباس میں تبدیل کریں تاکہ ان کی شناخت نہ ہوسکے اور چھپ کر باہر آئیں تاکہ دوسروں کو زیادہ نظر نہ آسکیں اور اگر مردوں کے ساتھ زیارت کریں تو جائز ہے گرچہ مکروہ ہے۔

اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غلط اور برائی جس نے رواج پیدا کرلیا ہے اس لئے ہے کہ عورتیں حرم شرفیاب ہونے کے نام پر بناؤ سنگھار کرتی ہیں اچھے کپڑے پہنتی ہیں پھر گھر سے باہر نکلتی ہیں اور حرم مطہر میں نامحرموں کے سامنے مزاحمت کرتی ہیں۔

وہ عورتیں جو مردوں کی طرف قبلہ رخ ہو کے بیٹھتی ہیں اپنی رفتار کے ذریعہ مردوں کے حواس بجا نہیں رہنے دیتیں، زائرین، نماز گذار اور گریہ کرنے والوں کو عبادت سے روکتی ہیں اور یہ اس گروہ میں شمار ہوتیں ہیں جنھوں نے خدا کے راستہ میں رکاوٹ ڈالی ہے درحقیقت عورتوں کی اس طرح کی زیارت منکرات میں شمار ہوتی ہے نہ کہ عبادات میں حضرت امام صادقؑ سے منقول ہے حضرت امیر المومنینؑ نے اہل عراق سے فرمایا:

"یااھل العراق نبّئت أنّ نساؤ کم یوافین الرّجال فی الطریق أما تستحیون"

اے اہل عراق مجھے معلوم ہوا ہے تمہاری عورتیں راستہ میں مردوں سے ملتی ہیں یعنی کوچہ و بازار میں نامحرموں کے آگے آتی ہیں کیا تم حیا نہیں کرتے؟ **وقال لعن الله من لا یغار** اور فرمایا خدا لعنت کرے اس پر جو غیرت نہیں رکھتا۔

۲۸۔ شائستہ ہے اس وقت جبکہ زائرین زیادہ ہوں تو جو پہلے ضریح کے پاس پہنچ گئے ہیں وہ اپنی زیارت کو مختصر کریں اور باہر چلے جائیں تا کہ دوسرے بھی اس کی طرح ضریح سے قربت کا فیض حاصل کرسکیں (۱)

(۱) مفاتیح الجنان: ۳۰۶.

۲۹۔ جب مقدس مقامات اور اہل بیت عصمتؑ کے حرم مطہر میں داخل ہوں تو حضرت امام عصر (عج) کے ظہور میں تعجیل کے لئے دعا کرنے کا سب سے بہترین موقع و محل ہے لہذا محترم زائرین کو اپنے اس بنیادی فریضہ کو مدنظر رکھنا چاہئے۔

۳۰۔ چوں کہ انسان جس جگہ سے چاہے امام عصر (عج) کی زیارت کرسکتا ہے لہذا شائستہ ہے زیارت پڑھنے کے بعد حضرت امام عصر (عج) کی طرف توجہ کرے اور آنحضرت (عج) کی زیارت پڑھنے کے بعد صدق دل سے اپنے فریضہ کو انجام دے اس مقام پر آنحضرت (عج) سے مخصوص بعض زیارتوں کو نقل کریں گے۔

۱: زیارت آل یٰس

شیخ ابومنصور طبرسیؒ کتاب "الاحتجاج" میں فرماتے ہیں محمد بن حمیری کا بیان ہے حضرت (عج) سے کئے گئے سوال کے جواب کے بعد آنحضرت سے اس طرح صادر ہوا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ لاٰلاٰمْرِهِ تَعْقِلُوْنَ، وَلاٰ مِنْ أَوْلِيَائِهِ تَقْبَلُونَ، حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِى النُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لاٰيُؤْمِنُونَ، اَلسَّلاٰمُ عَلَيْنَا وَعَلىٰ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ"

نہ اس کے امر میں غور کرتے ہیں اور نہ ہی اس کے اولیا کو قبول کرتے ہیں، واضح حکمت ہے، ڈرانے والوں کا ڈرانا اور خود ڈرانے والے اس گروہ کے لئے کفایت نہ کریں گے جو ایمان نہیں لایا، ہم پرسلام ہو اور خدا کے نیک بندوں پر۔

جب بھی ہمارے ذریعہ پروردگار عالم اور ہماری طرف توجہ کرنا چاہو تو اسی طرح کہو جیسے پروردگار عالم نے فرمایا ہے۔

سلام علی آل یسن (۱)..............................(۲)

(۱) سورۂ صافات: آیت ۱۳۰ (۲) الاحتجاج: ج ۲ ص ۳۱۶ بحارالانوار: ج ۹۴ ص ۲ معادن الحکمۃ ج ۲ ص ۲۹۱

پھر اس دعا کو پڑھے:

اللھم انی اسئلک ....ص ۴۴۵

۲۔ زیارت ندبہ

علامہ مجلسیؒ کا بیان ہے: ابوعلی حسن بن اشناس نے ابومفضل محمد بن عبداللہ شیبانی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ: ابوجعفر محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری جس نے اپنی تمام روایات میں اجازت دی ہے انھوں نے اس طرح نقل کیا ہے: نماز سے متعلق مسائل کا جواب دینے اور آنحضرت (عج) (کہ جن کا خدا نگہبان و محافظ ہے) کی طرف توجہ کرنے کے بعد اس طرح فرمایا:

بسم الله ....ص ۴۴۷....................

نہ خدا کے امر میں غور کرتے ہیں اور نہ ہی اس کے اولیاء کو قبول کرتے ہیں واضح حکمت ہے۔ ڈرانے والوں کا ڈرانا اور خود ڈرانے والے اس گروہ کے لئے کفایت نہ کریں گے جو کہ ایمان نہیں لاتا ہم پرسلام ہو اور

خدا کے نیک بندوں پر۔

جب بھی ہمارے ذریعہ پروردگار عالم اور ہماری طرف توجہ کرنا چاہو تو اس طرح کہو جیسے پروردگار عالم نے فرمایا ہے۔

سلام علی آل یا سین..............................(۱)..................ص ۴۴۷............

پھر اس دعا کو پڑھے:

اللھم انی ....(۱،۲)......

(۱) الغضبة ، خ، المعصية ، خ،

(۱) بعض نسخوں میں اس طرح آیا ہے ''من ذالک.

(۲) المزارالکبیر: ۵۶۷، بحارالانوار: ۳۶/۹۴، مصباح الزائر: ۴۳۰ پر تھوڑے سے فرق کے ساتھ نق ہوا ہے.

۳۔ حضرت امام عصر (عج) کی زیارت روز جمعہ

السلام علیک ....ص ۴۵۲......

سید بن طاؤس فرماتے ہیں اس زیارت کے بعد حضرت (عج) کو اپنے سامنے تصور کرتا ہوں اور حضرت (عج) کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہوں:

نزیلک حیث ما اتّجهت رکابی وضیفک حیث کنت من البلاد

جس طرف بھی میرا کارواں چلے آپ کے پاس آ کے ٹھہرے گا، اور جس شہر میں بھی ہوؤں آپ کا مہمان ہوں (۱)

(۱) جمال الاسبوع: ۴۱.

۴۔ حضرت بقیت اللہ (عج) کی زیارت

(مشکلات اور خوف و ہراس کے وقت پڑھی جائے)

بسم الله .... ص ۴۵۳ (۱)

(۱) المجموع الرائق ج ۱ ص ۴۵۱.

۵۔ حضرت امیر المومنینؑ کی زیارت

(روز یکشنبہ نقل از حضرت امام عصر (عج))

ایک روایت میں وارد ہوا ہے ایک شخص نے روز یکشنبہ ''جو کہ حضرت امیر المومنینؑ کا دن ہے'' حضرت بقیت اللہ ارواحنا فداہ کو بیداری کے عالم میں دیکھا کہ حضرت اپنے جد حضرت علی علیہ السلام کی زیارت اس طرح پڑھ رہے ہیں۔

السلام علی .... ص ۴۵۴ .... (۱)

(۱) جمال الاسبوع: ۳۸: جنۃ الماویٰ ۲۷۱.

٦:   زیارت ناحیہ

علامہ مجلسیؒ بحارالانوار میں تحریرفرماتے ہیں : شیخ مفیدؒ نے روایت کی ہے کہ جب کبھی روز عاشورا حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنا چاہیں تو آنحضرتؑ کی قبرمطہر کے پاس کھڑے ہوں اور کہیں:

السلام علی آدم ....(١).......................ص ۴۵۵

(١) اُحرام جمع حرم: خانہ کعبہ کے اطراف کوکہا جاتا ہے.

پھر رو بہ قبلہ ہوں اور دو رکعت نماز پڑھیں پہلی رکعت میں ''سورہ انبیاء'' اور دوسری رکعت میں ''سورہ حشر'' اور قنوت میں یہ دعا پڑھیں:

لااله ....ص ۴٦٧

اور جب نماز تمام کرلیں اور تسبیح پڑھنا چاہیں تو اپنے رخسار کو مٹی پر رکھیں اور چالیس مرتبہ کہیں:

'' **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاٰإِلٰهَ إِلّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ** ''

اور پروردگار عالم سے طلب کریں کہ گناہوں کو بخش دے، مہلکوں سے نجات دے، نیک اعمال کی توفیق عطا کرے اور جس کو خدا کی بارگاہ میں آنحضرت کے وسیلہ سے حاصل کیا ہے اور جو آبرو اس کے نزدیک میسر ہوئی ہے قبول کرلے اور پھر حضرت کے سرہانے پہلے بیان کئے گئے طریقہ کے مطابق دو رکعت نماز ادا کریں۔

اور اپنے کو قبر پر گرادیں اسے بوسہ دیں اور کہیں:

'' **زَادَ اللّٰهُ فِي شَرَفِكُمْ ، وَالسَّلاٰمُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ**''(١)

اور اپنے لئے، والدین کے لئے، یا جس کے لئے بھی چاہتے ہوں دعا کریں۔

علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں کتاب ''المزار الکبیر'' کا بیان ہے کہ روز عاشورا کی ایک دوسری زیارت نواب اربعہ میں سے کسی ایک کے لئے حضرت امام عصر (عج) نے صادر فرمایا:

کہتے ہیں: قبر شریف کے کنارہ کھڑے ہوں اور کہیں:

"اَلسَّلامُ عَلٰی آدَمَ صِفْوَةِ اللّٰهِ مِنْ خَلِیْقَتِهِ"

پھر پوری زیارت جیسے ہم نے بیان کیا نقل فرمایا ہے۔

لہذا واضح ہے کہ یہ زیارت بھی علماء سے نقل ہوئی ہے **اور راویوں نے بھی روایت کی ہے۔**

احتمال ہے کہ روز عاشورا سے مخصوص نہ ہو بلکہ اسے ہر وقت پڑھا جا سکتا ہو جیسا کہ سید مرتضی

(۱) بحار الانوار ج۱۰۱ص ۳۱۷.

نے نقل کیا ہے (۲)

مرحوم آیت اللہ سید احمد مستنبط نے تحریر کیا ہے: کہ زیارت ناحیہ کی روایت اسے صرف روز عاشورا سے مخصوص ہونے پر دلالت نہیں کرتی (۳)

(۲) بحار الانوار ج۱۰۱ص ۳۲۸.

(۳) الزیارة والبشارة ج۲ص ۴۸۸.

(۴) سورۂ اعراف آیت ۱۵۷.

۷: زیارت رجبیہ

(جو کہ اہل بیتؑ کے حرم مطہر میں پڑھی جاتی ہے)

حضرت بقیت اللہ ارواحنا فداہ کے نائب جناب ابوالقاسم حسین بن روح فرماتے ہیں جو بھی آل محمدؐ کی کسی فرد کے حرم میں مشرف ہو اور اس زیارت کے ذریعہ ان کی زیارت کرے تو ابھی وہ اپنے گھر بھی نہ پہنچے گا کہ اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔ اور دین و دنیا دونوں کے لئے دعا مستجاب ہوگی۔

لہذا جب بھی کسی امام کے حرم میں اس زیارت کو پڑھنا چاہیں تو قبر شریف کے مقابل کھڑے ہوں او

رکھیں:

الحمد لله...ص...... ۴۶۹............(۱)

(۱) مصباح المتہجد ص ۸۲۱، مصباح الزائر ص ۴۹۳، المزار الکبیر ص ۲۰۳، اقبال الاعمال ص ۱۲۴.

۸: حضرت صاحب الامر (عج) کی زیارت حضرت امام رضاؑ کے حرم میں

السلام علیک ....(۲)

(۲) ضیاء الصالحین ص ۲۴۳، ملحقات التحفة الطّوسیة ۱۴۰.

۹: ائمہ کے حرم اور سرداب مقدس میں داخل ہونے کے لئے اجازت (۱)

علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں: ہمارے ایک عالم اور دانشور کی تالیف کے قدیمی نسخہ میں اس طرح تحریر تھا:
سرداب مقدس اور ائمہ علیہم السلام کے حرم میں داخل ہونے کی اجازت:

اللھم ان ....ص ۴۷۰

پھرآستانہ کو بوسہ دیں،اورخشوع خضوع اوراگرگریہ کناں انکساری کے ساتھ وارد ہوں اس لئے کہ ان حضرات نے داخل ہونے کی اجازت دے دی۔(۲)

(۱) یہ دعا ائمہ اطہار کے حرم اور سرداب مقدس میں داخل ہونے کی اجازت ہے اس لئے اسے گیارہویں باب میں ذکر کیا ہے.

(۲) بحارالانوار ج ۱۰۲،ص ۱۱۵.

۱۰: حضرت بقیۃ اللہؑ کی پہلی زیارت

(سرداب میں)

جب کبھی حضرت بقیت اللہ اروا حنا فداہ کی سرداب مقدس میں زیارت کرنا چاہیں تو پہلے حضرت امام ہادیؑ اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی زیارت کریں اور جب ان دونوں بزرگوں کی زیارت سے فارغ ہوجائیں تو سرداب مقدس کی طرف جائیں اوراس کے دروازے پر کھڑے ہوں اور دعاء اذن دخول پڑھیں:

الٰھی انی..............................(۱)..............................ص ۴۷۰......

پھر پہلے داہنا قدم بڑھائیں اور داخل ہوں اور کہیں:

بسم اللہ..............................ص ۴۷۲............

پھر تکبیر تمجید اور تسبیح وتہلیل کریں اور جب اس مقدس مکان پر مستقر ہوجائیں تو قبلہ رخ کھڑے ہوکر کہیں:

سلام اللہ ....(۱،۲،۳،۴)........................ص ۴۷۳......

(۱) بدر التمام چاند جب کامل ہو اور پوری روشنی دے رہا ہو،التمام میں تاء کسرہ کے ساتھ پڑھی جائے،فتحہ کے ساتھ بھی

پڑھنا جائز ہے لیکن کسرہ کے ساتھ زیادہ فصیح ہے.

(۲) الصمصام یعنی وہ شمشیر براں جو کند نہ ہو.

(۳) فلاق الُہام: سروں کا کاٹنے والا.

(۴) الھمام: بلند ہمت بادشاہ، شجاع وسخاوت مند آقا.

(۵) القمقام: (بفتح قاف یا بضم قاف) وسیع دریا.

(۶) سورۂ احزاب آیت ۵۳.

اس کے بعد پھر اپنے ہاتھوں کو بلند کریں اور کہیں:

اللھم انت .... ص ۴۷۸

اسے پڑھنے کے بعد بارہ رکعت نماز جس سورہ کے ساتھ چاہیں پڑھیں اور حضرت بقیت اللہ ارواحنا فداہ کی خدمت میں ہدیہ کریں اور جب یہ "دو رکعت نماز پڑھ رہے ہوں تو ہر دو رکعت کے بعد حضرت فاطمہؑ کی تسبیح پڑھیں اور پھر یہ دعا پڑھیں:

اللھم انت.. ۴۷۹........................(۱)

(۱) مصباح الزائر ص ۴۱۸.

سید علی بن طاؤسؒ فرماتے ہیں: نماز کے بعد معروف دعا جو غیبت امام عصرؑ کے دوران پڑھی جاتی ہے اس کو پڑھیں۔(۲)

(۲) اس دعا کو اس کتاب کے ۲۹۴ پر نقل کیا ہے۔

۱۱: حضرت امام عصر (عج) کی دوسری زیارت

حضرت بقیت اللہ ارواحنا فداہ کے لئے دوسری زیارت بھی نقل ہوئی ہے جو زیارت ندبہ(۱) سے معروف ہے یہ زیارت حضرت امام زمانہ(عج) نے محمد بن عبداللہ حمیری کے لئے صادر فرمایا اور اسے سرداب مقدس میں پڑھنے کے متعلق تاکید کی گئی ہے۔(۲)

(۱) جس کو صفحہ...... پر ذکر کیا ہے.
(۲) مصباح الزائر: ۴۳۰.

۱۲: آنحضرت(عج) کی تیسری زیارت

تیسری زیارت جس کے ذریعہ مولانا حضرت بقیت اللہ ارواحنا فداہ کی زیارت کی جاتی ہے اس کا طریقہ یہ ہے۔

پہلے دو رکعت نماز پڑھیں اور اس کے بعد کہیں: سَلاٰمُ اللّٰهِ اَلْكَامِلُ التَّامُ...... (۱)،(۲)

(۱) مصباح الزائر: ص ۴۳۵.
(۲) اس زیارت کو ص...... پر بھی نقل کیا ہے.

۱۳: حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کی چوتھی زیارت

جلیل القدر سید علی بن طاوٴس فرماتے ہیں گذشتہ زیارت میں حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کی زیارت کے لئے اذن دخول کا تذکرہ کیا ہے، لہٰذا دیگر زیارتوں کے شروع میں اسے تکرار کرنے سے گریز کرتے ہیں یہاں اس مقدس مقام کے لئے دوسری زیارت حاضر خدمت ہے۔

جب اذن دخول کے بعد اس مقدس مقام پر وارد ہوں تو کہیں:

السلام علیک ....ص ۴۸۱.............

پھر پہلی زیارت میں نماز زیارت کا جو طریقہ ذکر کیا ہے اسی طرح نماز پڑھیں اور نماز کے بعد اس دعا کو پڑھیں:

اللھم صل علی ....ص ۴۸۳

اور اس وقت جو چاہیں دعا کریں (۱)

(۱) مصباح الزائر: ص ۴۳۷، مزار شھید: ص ۲۲۶ پر کافی فرق کے ساتھ بیان ہوا ہے.

۱۴: حضرت بقیۃ اللہ کی پانچویں زیارت

السلام علی الحق ....ص ۴۸۴ (۱)

(۱) مزار شہید میں اس طرح بیان ہوا ہے: وَالْعَالِمِ الَّذِیْ عِلْمُهُ لایَبِیْدُ.

پھر جس طرح نماز زیارت نقل کی ہے بجالائیں اور نماز کے بعد کہیں

اللھم صل علی حجتک......................................ص ۴۸۵........................(۱، ۲)

(۱) مصباح الزائر ۴۴۱، مزار شہید ۲۳۰

(۲) مصباح الزائر ص ۴۴۲.

۱۵: حضرت امام عصر کے لئے ذکر صلوات

زیارت کے بعد حضرت (عج) کے لئے اس صلوات کو پڑھیں

اللھم صل علی ....ص ۴۸۶......(۱)

(۱) مصباح الزائرص۴۴۲ ظاہراپانچویں زیارت سرداب مقدس سے مخصوص نہیں ہے نیز دوسری وتیسری وزیارت بھی اسی طرح ہے لیکن پہلی اور چھٹی اور چوتھی زیارت کے مخصوص ہونے کے متعلق شھید کے نسخہ میں تصریح ہوئی ہے

۱۶: حضرت بقیۃ اللہ (عج) کی چھٹی زیارت

جب حضرت امام ہادیؑ اور امام حسن عسکری کی زیارت کرلیں تو سرداب مقدس کی طرف جائیں اور اس پر ہاتھ رکھکر اس طرح کھڑے ہوں کہ جیسے کوئی داخل ہونے کی اجازت چاہتا ہو، اور کہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيم اورنہایت وقار کے ساتھ سرداب کی سیڑھیاں اتریں اور اس کے آستانہ پر دو رکعت نماز پڑھیں اور کہیں:

الله اکبر ....ص۴۸۷......................(۴)

(۴) سورۂ صف آیت۴.

پھر سرداب مقدس میں داخل ہوں اور دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد کہیں:

اللهم عبدک .... (۱)........................ص ۴۸۸

(۱) مصباح الزائر: ۴۴۴.

سید علی بن طاؤس فرماتے ہیں جب دونوں اماموں (امام ہادیؑ و امام حسن عسکریؑ) کی زیارت کرلیں تو سرداب کی طرف واپس آئیں اور جس درجہ نماز پڑھ سکتے ہیں نماز پڑھیں اور قبلہ رخ کھڑے ہوکر کہیں: **اَللّٰهُمَّ ادْفَعَ عَنْ وَلِيِّکَ وَ خَلِيْفَتِکَ** ....(۲)

(۲)اس دعا کو صفحہ ۲۸ پر نقل کیا ہے.

۱۷: حضرت امام عصر (عج) کو سلام کرنے کا طریقہ

امام باقرؑ فرماتے ہیں:

تم میں سے جو بھی ہمارے قائم اہل بیت کی زیارت کرے تو جب ان پر نظر پڑے تو اس طرح عرض کرے:

"اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ یا أَهْلَ بَیْتِ النُّبُوَةِ وَمَعْدَنَ الْعِلْمِ وَمَوْضِعَ الرِّسالَةِ.(۱)

(۱) بحارالانوار ج۵۱ ص۳۶ منتخب الاثر:۵۱۷.

۱۸: آنحضرت کو سلام کرنے کا دوسرا طریقہ

ایک دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ حضرت بقیت اللہ ارواحنا فداہ کو اس طرح سلام کریں۔

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یا بَقِیَّةَ اللّٰهِ فِی أَرْضِهِ (۲)

(۲) بحارالانوار ج۵۱ ص۳۶ منتخب الاثر ص۵۷۱.

بارہواں باب

حضرت امام عصر کے نواب اربعہ کی زیارت،

کچھ دعائیں اور......جن کو آنحضرت (عج) کے اصحاب نے نقل کیا ہے

غیبت صغریٰ کے زمانہ میں چار نائب تھے جن کے اسماء اس طرح ہیں جناب ابوعمرو عثمان بن سعید بن عمرو عَمری اسدی، آپ کے فرزند جناب ابوجعفر محمد بن عثمان بن سعید عَمری، ابوالقاسم حسین بن روح بن ابو بحر نوبختی، اور ابوالحسن علی بن محمد سمری (۱) یہ وہ افراد تھے جو حضرت (عج) کی غیبت کے زمانہ میں حضرت (عج) کے خطوط کو شیعوں تک پہنچانے کا ذریعہ تھے اور ان کی رحلت کے بعد نیابت خاصہ کا زمانہ ختم ہوگیا اور غیبت کبریٰ شروع ہوگئی۔

(۱) مرحوم آیت اللہ مستنبط فرماتے ہیں:

ممکن ہے نواب اربعہ تمام اصحاب آئمہ علیہم السلام سے افضل ہوں بلکہ ان کی عصمت کا قول بھی بعید نہیں ہے وہ اس زمانہ میں بھی شیعوں اور امام عصر (عج) کے درمیان واسطہ ہیں بالکل اسی طرح جیسے اپنی زندگی میں تقریبا ۷۰ سال غیبت صغریٰ کے دوران اس منصب کے مالک تھے. (الزیارۃ والبشارۃ ج ۱ ص ۱۳۲)

۱: حضرت امام زمانہ (عج) کے نواب کی زیارت

شیخ طوسیؒ نے کتاب ''تہذیب الاحکام'' میں سید علی بن طاؤوس نے مصباح الزائر میں فرمایا ہے: کہ حضرت کے نائبین کی جناب شیخ ابوالقاسم حسین بن روحؒ سے منسوب زیارت کے ذریعہ زیارت پڑھی جائے ۔

چنانچہ عثمان بن سعیدؒ کے مرقد کے کنارہ کھڑے ہوں اور کہیں:

السلام علی رسول .... ص ۴۹۲

اور دوبارہ پیغمبرؐ، آئمہ معصومینؑ اور حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کو سلام کریں اور کہیں:

جئتک مخلصا .... ص ۴۹۳ ....

پھر دعا کریں اور اپنی حاجت خدا سے طلب کریں،

اس کے بعد حضرت (عج) کے دیگر نائبین کی اسی طرح زیارت کریں اور جس نائب کے عوض زیارت کرنا چاہتے ہوں اس کا نام لیں (۱)

(۱) مفتاح الجنات ج ۱ ص ۴۶۲ نقل از مصباح الزائر: ۵۱۴.

۲: نائب اول جناب عثمان بن سعید رضوان اللہ علیہ کی زیارت

علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں ہمارے ایک عالم کی تالیف کے قدیمی نسخہ میں جناب ابومحمد بن عثمان بن سعید عمری اسدی کی زیارت اس طرح نقل ہوئی تھی

السلام علیک .... ص ۴۹۳ ....

اس کے بعد نماز زیارت پڑھیں اور اسے حضرت بقیۃ اللہؑ اور آنحضرت کے نائبین کو ہدیہ کریں او

رپھران کی طرف رخ کر کے وداع کہیں انشاءاللہ۔(۱)

(۱)بحارالانوار ج۱۰۲ص۲۹۲.

۳: نماز حاجت

جو کہ جناب محمد بن عثمانؒ سے مروی ہے

مبشر بن عبدالعزیز کہتے ہیں: حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ اتنے میں ہمارے اصحاب میں سے ایک آیا اور کہنے لگا: آپ پر قربان جاؤں میں فقیر ہوں کیا کروں؟

حضرت نے اس سے فرمایا:

روز چہارشنبہ روزہ رکھو اور روز پنجشنبہ و جمعہ بھی اس کے ساتھ شامل کرو تا کہ تین روز ہو جائیں اور روز جمعہ ظہر کے وقت اپنے گھر کی چھت سے یا ایسے بیابان میں جہاں تمہیں کوئی دیکھ نہ سکے ، رسول خداؐ کی زیارت پڑھو اور پھر دو رکعت نماز پڑھو پھر دونوں زانوؤں کے بل بیٹھ جاؤ اس طرح کہ زانو زمین سے لگے ہوئے ہوں اور قبلہ رخ ہو کر داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھو اور کہو:

اللھم انت ....(۱)......................ص ۴۹۵..........................

پھر سر کو سجدہ میں رکھو اور کہو: ''یَا مُغِیْثُ اِجْعَلْ لِیْ رِزْقاً مِن فَضْلِکَ''

اگر اس عمل کو انجام دو تو ابھی روز شنبہ نہ آئیگا کہ تمہاری نئی روزی آ جائے گی۔

احمد بن مابنداذ (اس حدیث کے راوی) کہتے ہیں: محمد بن عثمان بن سعید عمریؒ سے کہا: جو روزی کے لئے دعا کرنا چاہتا ہو اگر شہر مدینہ میں نہ ہو تو کیا کرے؟

(۱)حَین: (حاءِ مفتوحہ کے ساتھ) ہلاکت و نابودی کے معنی میں ہے.

فرمایا: جس امامؑ کا حرم اس شہر میں ہواس میں جائے اور حضرتؑ کے سرہانے ہمارے سید وسردار رسول خداؐ کی زیارت کرے۔

ہم نے عرض کیا: اگر خود اس کے شہر میں کسی امام کا مرقد نہ ہوتو کیا کرے؟

فرمایا: صلحاء اور برگزیدہ افراد میں سے کسی ایک کی زیارت کرے اور صحرا میں جائے اور صحرا کے دا ہنی طرف ہم نے جو کہا انجام دے انشاء اللہ اس کی حاجت پوری ہوگی۔(۱)

(۱) مصباح المتہجد ص ۳۲۹، البلد الامین ص ۴۷۵.

۴: دعاء عظیم الشان

جو کہ جناب محمد بن عثمان سے منقول ہے

یہ دعا حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہم السلام پڑھتے تھے، **اس دعا کو جناب ابوجعفر محمد بن عثمان ؓ کو دکھایا تو آپ نے فرمایا: کسی بھی دعا کی عظمت اس کے برابر نہیں ہوسکتی**، اور اضافہ کیا اس دعا کا پڑھنا سب سے بڑی عبادت ہے وہ دعا یہ ہے:

اللهم انت .... ص ۴۹۷ ....(۲)

(۲) بحار الانوار ج ۹۵ ص ۴۰۲، بہ نقل از مہج الدعوات.

۵: دعاء سمات

جو کہ نائب دوم جناب محمد بن عثمان سے نقل ہوئی ہے

محمد بن علی کہتے ہیں: **میں جناب محمد بن عثمان بن سعید عمری اسدی منتجیؒ** کے حضور میں تھا، انھوں نے فرمایا: مفضل بن عمر جعفی نے اس دعا کو حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور روایت کے آخر میں کہتے ہیں: مستحب ہے اس دعا کو روز جمعہ آخر وقت پڑھا جائے۔

مرحوم شیخ طوسی کہتے ہیں: وہ **دعاء سمات جو عمریؒ** سے نقل ہوئی ہے مستحب ہے اسے روز جمعہ آخر وقت پڑھا جائے۔

ذیل میں مرحوم کفعمی کی روایت کے مطابق متن دعا ملاحظہ ہو:

اللھم انی .... **تیسر (۲)**

(۲) دعا کا یہ فقرہ دعاؤں کی دیگر کتب میں اس طرح بیان ہوا ہے "**واذا دعیت به علی العسر للیسر تیسّرتْ**" بہ صورت تانیث لیکن " **تیسر**"، صحیح ہے۔

علامہ شیخ علی اکبر نھاوندی العبقری الحسان میں کہتے ہیں:

خطیب زاہد حاجی مرزا حسن نجل امین الواعظین اردبیلی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں ۱۳۴۳ھ شمسی میں عراق کی زیارت سے مشرف ہوا اور عتبات عالیات کی زیارت میں ہماری سب سے اہم آرزو حضرت ولی عصر ارواحنا فداہ کی خدمت میں شرفیاب ہونا تھا توشہ راہ لیتا تھا اور نجف اشرف، کربلا، مسجد اعظم کوفہ، مسجد سہلہ اور کاظمین مشرف ہوتا تھا ہمارا جو پروگرام تھا اس کے تحت روز جمعہ غسل کرتا تھا، حرم میں وارد ہوتا تھا، نماز ظہر و عصر ادا کرنے کے بعد اعمال اور روز جمعہ کے مستحبات جو کہ وارد ہوئے ہیں بجالاتا تھا اور نماز مغرب و عشاء کے وقت تک حرم میں ہی رہتا تھا پھر حرم سے باہر آتا تھا۔

....

ایک مرتبہ روز جمعہ حرم جوادین علیہما السلام میں مشرف ہوا حضرت امام جواد علیہ السلام کے سرہانے بیٹھ کر قرآن پڑھنے میں مشغول ہوا یہاں تک دعاء سمات کا وقت "دن کا آخری حصہ" آ گیا اور اس وقت کے ثواب کو حاصل کرنے کے لئے لوگوں کا مجمع زیادہ

ہو گیا اور بھیڑ کی وجہ سے جگہ بہت مختصر ہوگئی، دوسری طرف غروب میں تھوڑا ہی وقت بچا تھا اور مغرب کا وقت ہونے میں پندرہ منٹ باقی تھے، جلدی سے دعاء سمات پڑھنے میں مشغول ہو گیا۔

اتنے میں متوجہ ہوا کہ کوئی خوبصورت اور جمیل شخص میرے بغل میں بیٹھا ہوا ہے اس کا عمامہ سفید اور ڈاڑھی سیاہ قد معتدل اور تن پر معمولی لباس تھا ڈاڑھی خوبصورت اور معمولی تھی داہنے رخسار پر ایک تل تھا، میں دعا پڑھ رہا تھا اور وہ دعا کو سن رہا تھا جہاں غلط پڑھتا تھا وہاں تصحیح کرتا تھا

جب میں اس عبارت پر پہنچا تو اس طرح پڑھا:

اذا ادعیت علی العسر للیسر تیسرت،،

فرمایا کیوں فعل کو مونث پڑھا؟ جب کہ فاعل مونث نہیں ہے، ہم نے کہا افعال ماقبل و مابعد کے ہم جنس ہونے کی رعایت کی ہے چونکہ اس میں ااستعمال ہونے والے افعال مونث ہیں.

فرمایا غلط ہے البتہ اس جملہ سے میرا مقصود تم پر تنقید نہ تھی فقط چاہتا تھا تمہیں معلوم ہو جائے چونکہ تم اہل علم ہو ہم نے ان کا اس بابت شکریہ ادا کیا اچانک وہ اٹھے لیکن میرے دل میں آیا کہ دیکھیں یہ محترم ایسی صفات کے ساتھ ہیں کون؟ یہ اتنی بھیڑ کے باوجود جبکہ میری بغل میں ذرا بھی جگہ نہیں تھی کیسے آ کے بیٹھے؟ ہم نے دعا ترک کیا اور ان کے پیچھے گیا تا کہ انہیں پہچانوں نہایت دقت کے ساتھ ہر جگہ تلاش کیا لیکن وہ کہیں نظر نہیں آے غمگین ہو کر بیٹھ گیا، دعا گریہ وزاری کے ساتھ تمام کی اس کے بعد جب بھی یہ واقعہ یاد آتا آہ بھرتا تھا، اپنے وطن واپس آ گیا اور اس واقعہ کو بھی بھول گیا، تین سال گذرنے کے بعد ایک شب عالم خواب میں دیکھا حرم مطہر کاظمین میں مشرف ہوا ہوں حضرت امام جواد علیہ السلام بیٹھے ہوے ہیں اور ان کا رنگ گندم گوں ہے ہم نے آنحضرتؑ سے بعض مشکل سوال پوچھے جن میں سے بعض کو بھول گیا۔

....

اس کے بعد کہیں:

اللھم بحق ھذا الدعا ....ص ۵۰۵ ....(۴)

اور پھر کہیں:

اللھم بحق ھذ ا الدعا تفضل ....ص ۵۰۵،(۵)

حضرتؑ سے سوال کیا: میں تمام مشاہد مشرفہ میں پروردگار عالم سے دعا کی اور طیب و طاہر آئمہ معصومینؑ سے بھی متوسل ہوا کہ حضرت امام عصر ارواحنا فداہ کے دیدار سے مشرف ہوؤں لیکن میری دعا مستجاب نہیں ہوئی۔

حضرتؑ نے فرمایا: نہیں ایسا نہیں ہے تم نے دو مرتبہ امام کو دیکھا، ایک مرتبہ سامرا کے راستہ میں اور دوسری مرتبہ جب حرم میں سرہانے بیٹھے ہوے تھے اور دعاء سمات پڑھ رہے تھے ان اوصاف کے ساتھ تمہیں یاد ہے تمہاری بغل میں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا اور تم دعا کا ایک فقرہ اس طرح پڑھ رہے تھے۔

"**واذا دعيت بـه لليسر تيسّرت** "، اس نے تمھیں غلط پڑھنے سے روکا اور فرمایا کیوں فعل کو مؤنث پڑھ رہے ہو جبکہ فاعل مونث نہیں ہے وہ تمہارے امام زمانہ علیہ السلام تھے، یہ فرمایا اور میں نیند سے بیدار ہوگیا۔

(العبقری الحسان، المسک الاذفر ج ا ص ۱۲۰)

(۳) البلد الامین: ۱۳۴، جمال الاسبوع: ۳۲۱، المصباح ۵۵۹، مصباح المتہجد: ۴۱۶، الصحیفۃ الصادقیۃ ص ۹۳۰.

(۴) المجموع الرائق ج ا ص ۲۵۸.

(۵) بحار الانوار ج ۹۰/ ۱۰۱.

(۶) مکیال المکارم ج ۲/ ۳۳.

(۷) جمال الاسبوع ۳۲۵

جمال الصالحین میں اس دعا کو ذکر کیا ہے:

اللهم انی اسئلک ....(۶)............ص ۵۰۶..................

سید علی بن طاؤوسؒ فرماتے ہیں: دعا کے بعض کلمات کی توضیح وتفسیر کی ضرورت ہے جن میں سے بعض کو ہم یہاں نقل کریں گے۔

''حوریث'' یا ''حوریثا'' ایک پہاڑ ہے جس پر پروردگار عالم نے سب سے پہلے حضرت موسیٰؑ سے خطاب کیا اور حضرت یوسف کا تابوت طور سینا سے طور حوریثا کی طرف اٹھایا گیا۔

اور دریائے ''سوف'' عبری زبان میں ''یومسوف'' گہرے سمندر کے معنی میں ہے۔

ساعید''ایک پہاڑ ہے بنام کوہ ''سرا'' جس پر حضرت عیسیٰؑ خدا سے مناجات کیا کرتے تھے اور کوہ فاراں'' مکہ کے نزدیک ایک پہاڑ تھا جس پر رسول اکرمؐ خدا سے مناجات کیا کرتے تھے۔(۷)

محمد بن علی راشدی دعاء سمات کی فضیلت واہمیت کے بارے میں کہتے ہیں:

اس دعا کو ہم نے جس مشکل، گرفتاری اور بلاء میں بھی پڑھا بہت جلدی ہی رفع ہوگئی جو بھی اس دعا کو جس پہلو سے اور جس حاجت وغرض کے لئے پڑھے یا کسی دشمن کے روبرو، یا سلطان کے سامنے جس سے ڈرتا ہو اس دعا کو پڑھے تو کسی سے نہ ڈرے گا، اور اس کی حاجت پوری ہوگی اور اگر نہیں پڑھ سکتا تو ایک کاغذ پر لکھ کر اپنے پاس رکھے رہے۔

علامہ شیخ محمد باقر بیرجندی کتاب ''فاکهة الذاکرین ''میں تحریر فرماتے ہیں: اجابت کے لحاظ سے اس دعا کی نظیر نہیں ہے۔

مرحوم سید خامنۂ تبریزی اپنی تحریر کے مجموعہ میں اس طرح بیان کرتے ہیں:

حاجت پوری ہونے کے لئے روز جمعہ آخر وقت دعاء سمات پڑھنا مجرب ہے بالخصوص دشمنوں کے شر کو دفع کرنے کے لئے، اس دعا کی قبولیت یقینی اور قطعی ہے بالخصوص اگر چالیس جمعہ پڑھی جائے۔(۱)

(۱) التحفۃ الرضویۃ ۱۱۹.

٦: دعاء روز عید فطر

جس کو جناب محمد بن عثمان نے نقل کیا ہے

جس دعا کو جناب محمد بن عثمان نے قرائت فرمایا اور آپ کی وہ ڈائری جس میں ماہ رمضان کی دعائیں ذکر ہوئی ہیں موجود تھی یہ دعا نماز صبح کے بعد روز عید فطر پڑھی جاتی ہے:

اللهم ....(۱،۲،۳).............................ص......۵۰۷

ایک دوسری روایت میں اس حصہ کا اضافہ کیا گیا ہے:**مننت علی بھم** ......ص۵۱۱.......(۴)

(۱)سورۂ طلاق آیت۳.

(۲)سورۂ بقرہ آیت۱۸۵.

(۳)سورۂ قدر آیت۳-۵.

(۴)اقبال الاعمال ص۵۸۰.

۷: زیارت حضرت امام صادق علیہ السلام

جوکہ جناب عثمان بن سعید اور حسین بن روح (قدس سرھما) سے نقل ہوئی ہے

ابوالحسین احمد بن حسین صیداوی نے اس زیارت کو جناب عثمان بن سعید عمری جو کہ جناب ابوالقاسم بن روح کے ہمراہ تھے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں یہ دونوں حضرات باب السلام کے قریب کھڑے ہوئے او رحضرت امام صادقؑ کی اس طرح زیارت کی:

السلام علیک ....ص................... ۵۱۱

علامہ مجلسیؒ کہتے ہیں: بعید نہیں ہے کہ یہ زیارت زیارت حضرت ابی عبداللہ الحسینؑ ہو جس میں نسخہ اتارنے والوں نے تحریف کی ہے۔(۱)

(۱)بحارالانوار ج۱۰۰ص۲۱۱.

۸: دعاء حضرت خضرؑ

جو کہ دعاء کمیل سے معروف ہے (۱)

اللھم انی .... ۵۱۲ ....تا۵۱۸ ....(۲)

(۱) دعاء کمیل حضرت خضر کی دعا ہے جس کو حضرت امیر المومنینؑ نے جناب کمیل کو تعلیم فرمایا اسی لئے یہ دعاء کمیل کے نام سے معروف ہوگئی، یہ نکتہ بھی ذکر کرنا ضروری ہے کہ حضرت خضرؑ، حضرت الیاسؑ اور حضرت عیسیٰؑ جو کہ آنحضرت (عج) کے ہمراہوں میں سے ہیں ان سے بہت سی دعائیں ہیں لیکن اختصار کے پیش نظر ہم نے اسی پر اکتفاء کی ہے، مستحب ہے دعاء کمیل شب پندرہ شعبان او رشب جمعہ میں پڑھی جائے۔

(۲) المصباح المتہجد ص۸۴۴، مفاتیح الجنان ۱۲۶.

خاتمۂ کتاب

یا
ملحقات

بعض وہ عبادتیں جن پر حضرت بقیۃ اللہ (عج) کی خاص توجہ ہے

کتاب کے آخر میں وہ بعض عبادتیں جن پر حضرت (عج) کی خاص عنایت ہے یا انھیں انجام دینے کا حکم فرمایا ہے آپ کی خدمت میں عرض کریں گے۔

اس بحث کا سید احمد رشتی موسویؒ کے واقعہ سے آغاز کریں گے جس میں حضرت کا حکم بھی شامل ہے۔

مرحوم محدث نوری لکھتے ہیں: سید رشتی موسویؒ ناقل ہیں کہ وہ ۱۲۸۰ھ ش میں حج کی غرض سے شہر رشت سے اپنے سفر کا آغاز کیا اور تبریز کے معروف تاجر حاجی صفر علی تبریزی کے گھر مہمان ہوئے لیکن کافلہ جاچکا تھا اور میں حیرت زدہ تھا کہ کیسے سفر کروں؟ البتہ اسی دوران پتہ چلا کہ حاجی جبار جلودار سدہی اصفہانی کا قافلہ ''طربوزن'' کی طرف چل پڑا ہے۔

ہم نے تنہا ایک گھوڑا کرائے پر لیا اور چل پڑا جب پہلے مسافر خانہ پر پہنچا تو حاجی صفر علی کے شوق دلانے پر دوسرے تین افراد حاجی ملا باقر تبریزی، حاجی سید حسین تبریزی اور حاجی علی بھی مجھ سے ملحق ہو گئے۔

ہم آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہو گئے اور سفر شروع کر دیا ارضروم پہنچے اور وہاں سے طربوزن جانے کا ارادہ کیا لیکن ان دونوں شہروں کے درمیان ایک سرائے میں حاجی جبار ہمارے پاس آئے اور کہا جو سرائے آنے والی ہے وہ خطرناک ہے لہٰذا جلدی کریں اور قافلہ کے ساتھ رہیں چونکہ قافلہ سے تھوڑے ہی فاصلہ پر چل رہے تھے۔

ہم نے تقریباً دو یا تین گھنٹہ آذان صبح سے پہلے سفر شروع کیا ابھی نصف یا ۳ چہارم حصہ راستہ چلے ہوں گے، کہ بادل نے گھیر لیا اور چاند کی روشنی ختم ہوگئی، تاریکی پھیل گئی اور بارش اور برف گرنے لگی برف

اتنی تیزی سے گر رہی تھی کہ دوستوں نے اپنا سر ڈھانک لیا اور تیزی سے راستہ طے کرنے لگے۔

ہم نے جتنی بھی تیز چلنے کی کوشش کی ان کے ہمراہ نہ ہوسکا وہ دور ہوگئے، چلے گئے میں تنہا رہ گیا۔

گھوڑے سے اترا اور راستے کے کنارے بیٹھ گیا بہت ہی مضطرب تھا، زادراہ کے لئے میرے پاس چھ سو تومان تھا، تھوڑی دیر غور کیا اور یہ طے کیا کہ دن نکلنے تک یہیں رہوں اور پہلے والی سرائے واپس پلٹ جاؤں، اور وہاں سے کچھ محافظ لے کر اپنے بھائی کے ہمراہ قافلہ سے ملحق ہوؤں۔

اسی فکر میں تھا کہ اچانک اپنے سامنے ایک باغ دیکھا، باغبان بھی وہاں موجود تھا اور بیلچہ لئے ہوئے درختوں کو مار رہا تھا تا کہ برف اس پر سے گر جائے وہ میرے پاس آیا اور تھوڑے فاصلہ پر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا تم کون ہو؟

ہم نے عرض کیا: میرے دوست چلے گئے میں تنہا رہ گیا ہوں اور راستہ سے واقف بھی نہیں ہوں۔

فارسی زبان میں فرمایا: نافلہ پڑھو تا کہ راستہ مل جائے میں نماز شب پڑھنے میں مشغول ہو گیا نماز تمام کی دوبارہ آیا اور فرمایا: **کیوں نہیں گئے؟** ہم نے کہا خدا کی قسم مجھے راستہ معلوم نہیں۔

فرمایا: **جامعہ پڑھو.**

مجھے زیارت جامعہ یاد نہیں تھی اور ابھی تک یاد نہیں ہوئی جب کہ میں بار بار عتبات کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں اس کے باوجود کھڑا ہوا اور زیارت جامعہ کامل زبانی پڑھ گیا وہ پھر آئے اور کہنے لگے نہیں گئے؟ ابھی تک یہیں ہو؟

میں بے اختیار رونے لگا اور کہا: ابھی تک یہیں ہوں کیونکہ راستہ نہیں معلوم۔

فرمایا: **زیارت عاشورا پڑھو۔**

مجھے زیارت عاشورا ابھی یاد نہیں تھی اور ابھی بھی یاد نہیں ہے لیکن اٹھا اور زیارت عاشورا پڑھنے میں مشغول ہو گیا اور زیارت کو لعن وسلام اور دعاء علقمہ کے ساتھ پڑھا۔

وہ حضرت پھر آئے اور کہنے لگے ابھی تک نہیں گئے، یہیں ہو؟

ہم نے کہا: نہیں گیا صبح تک یہیں ہوں۔

فرمایا: میں تمہیں ابھی قافلہ تک پہنچا دیتا ہوں۔

پھر گئے اور ایک گدھے پر سوار ہوئے بیلچہ کندھے پر رکھا اور آئے۔

فرمایا: میرے پیچھے گدھے پر سوار ہو جاؤ میں سوار ہو گیا گھوڑے کی لجام کھینچی لیکن گھوڑا اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں۔

فرمایا: گھوڑے کی لگام مجھے دیدو، بیلچے کو بائیں شانہ پر رکھا اور گھوڑے کی لجام کو داہنے ہاتھ سے پکڑا وہ بہت ہی آرام سے پیچھے پیچھے آنے لگا۔

پھر اپنے ہاتھ کو میرے زانو پر مارا اور کہا: **کیوں تم نافلہ نہیں پڑھتے** ؟ نافلہ! نافلہ! نافلہ تین مرتبہ اس کی تکرار کیا...... **کیوں عاشورا نہیں پڑھتے ؟ عاشورا! عاشورا! عاشورا! تین مرتبہ تکرار فرمائی۔**

پھر فرمایا: **کیوں تم جامعہ نہیں پڑھتے ؟ جامعہ! جامعہ! جامعہ!**

وہ دائرہ کی شکل میں راہ چل رہے تھے اچانک میری طرف رخ کیا اور فرمایا: دیکھو تمہارے احباب ''فلاں چشمہ'' کے قریب رکے ہوئے ہیں'' وہ نماز صبح کے لئے وضو کرنے میں مشغول تھے میں گدھے سے اترا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہونا چاہ رہا تھا کہ سوار نہ ہو سکا، حضرت خود بھی اترے بیلچے کو برف کے اندر دھنسایا اور مجھے سوار کیا اور گھوڑے کے سر کو میرے احباب کی طرف کر دیا اس وقت میرے ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ یہ حضرت کون ہیں جو ہم سے فارسی میں بات کر رہے تھے جب کہ اس علاقہ میں سبھی ترک اور مسیحی ہیں اور ترکی بولتے ہیں اور کیسے اتنی جلدی میرے احباب کے پاس پہنچا دیا ؟!

مڑ کر پیچھے دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا ان کا کہیں پتہ نہیں تھا میں اپنے احباب سے ملحق ہو گیا (۱)

نماز شب مرحوم محدث نوریؒ کہتے ہیں نماز شب کے فضائل واوصاف بیان سے خارج ہیں اس کے جو رموز واسرار قرآن مجید اور روایات میں اجمالاً بیان ہوئے ہیں ان میں چند جگہوں پر انجام دینے کے لئے تین بار تکرار کی گئی ہے

شیخ کلینیؒ مرحوم صدوقؒ اور شیخ برقیؒ نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے ایک روایت نقل کی ہے، حضرتؑ نے فرمایا: رسولؐ خدا نے حضرت امیر المومنینؑ سے چند چیزوں کی تاکید فرمای کہ انھیں انجام دو اور پھر دعا فرمائی کہ پروردگارا انھیں انجام دینے میں حضرتؑ کی مدد فرما جن چیزوں کی تاکید فرمائی انھیں میں سے ایک ذیل میں ملاحظہ ہو:

نماز شب پڑھو! نماز شب پڑھو! نماز شب پڑھو!

قابل ذکر ہے اس روایت کا مضمون کتاب ''فقہ الرضا'' میں بھی موجود ہے۔

(۱) نجم الثاقب:............

زیارت جامعہ

یہ زیارت بعض دانشوروں کے بقول سب سے بہترین اور کامل ترین زیارت ہے۔

علامہ مجلسی کتاب مزار ''بحار الانوار'' میں اس زیارت کے بعض فقروں کو دیگر زیارتوں سے زیادہ تشریح کی ہے اور اس کے متعلق کہتے ہیں:

اس زیارت کی شرح میں اختصار سے کام لیا ہے گرچہ طولانی ہونے کا خوف دامن گیر تھا لہٰذا حق سخن ادا نہ ہوا اس لئے کہ یہ زیارت سند کے لحاظ سے صحیح ترین اور قابل اعتماد زیارت ہے عمومی لفظ کے لحاظ سے سب سے زیادہ فصیح، معنی کے اعتبار سے سب زیادہ بلیغ اور شان ومقام کے لحاظ سے سب سے زیارہ باعظمت ہے۔

زیارت عاشورا

زیارت عاشورا کی شان وفضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ یہ کوئی معمولی زیارت نہیں ہے کہ جسے معصومؑ نے انشاء اور املا فرمایا ہو گرچہ ان کے پاک وطاہر قلوب سے جو چیز باہر آئے وہ عالم بالا سے ہے، یہ زیارت حدیث قدسی میں سے ہے اسی ترتیب (زیارت، لعن اور سلام) کے ساتھ حضرت احدیت سے جبرئیل امین تک اور ان سے رسول خداؐ تک پہنچی ہے۔

اس زیات کا پڑھنا اور چالیس روز تک یا اس سے کم جاری رکھنا مراد پانے اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے میں بے نظیر ہے، اور یہ تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے

اس کی پابندی سے سب سے بہتر نتیجہ جو حاصل ہوتا ہے وہ فائدہ ہے جسے ہم نے کتاب ''دار السلام'' میں ذکر کیا ہے ذیل میں بطور خلاصہ ملاحظہ ہو:

نجف اشرف کے مجاوروں میں سب سے نیک حاجی ملاحسن یزدی جو کہ شائستہ اور پرہیزگار بھی تھے ہمیشہ زیارت وعبادت میں مشغول رہا کرتے تھے، انھوں نے یزد کے موثق اورامین فرد حاجی علی یزدی جو کہ آخرت کی اصلاح کی کوشش میں رہا کرتے تھےاور بافضل شخص سے نقل کیا:

میں اپنی راتوں کو یزد کے باہر قبرستان میں جہاں کچھ صالح افراد دفن ہیں اوراسے مزار کہا جاتا ہے گذارتا تھا میرا ایک پڑوسی تھا جوطفولیت سے ہی ہمارے ساتھ رہاایک ساتھ پڑھااور ٹیکس وصول کرنا مشغلہ بنایالیکن کچھ ہی دن زندہ رہااور دینا سے رخصت ہوگیا، اسے اسی مقبرہ میں دفن کر دیا گیا۔

ابھی ایک ماہ بھی نہ گذرا تھا ہم نے اسے اچھی حالت میں خواب میں دیکھا اس کے قریب گیااوراس سے کہا: تم ان افراد میں سے نہ تھے کہ جس کے نیک باطن کا احتمال دیا جائے البتہ تمہارے برے ہونے میں شک نہیں اورتم نے جو پیشہ اختیار کر رکھا تھا وہ بھی تمہیں عذاب ہی میں مبتلا کر رہا تھا پس کس عمل کے ذریعہ اس مقام پر پہنچے؟

کہنے لگا تم نے صحیح کہا میں جس روز مرااور جب مجھے دفن کیا اس وقت سے لے کر کل تک میں شدید ترین عذاب میں مبتلا تھا کل استاد اشرف لوہار (آہنگر) کی زوجہ کا انتقال ہوااورانھیں اسی جگہ دفن کیا گیا (اور اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جو اس سے سومیٹر کے فاصلہ پر تھی) اور دفن ہونے کی شب میں حضرت امام حسین علیہ السلام تین مرتبہ اسے دیکھنے کے لئے آئے اور تیسری مرتبہ فرمایا کہ اس قبرستان سے عذاب اٹھالیا جائے، اس وقت سے ہماری حالت بہتر ہے اوروسعت ونعمت ہمارے شامل حال ہوئی۔

نیند سے اٹھا متحیر تھا اس لئے کہ نہ میں کسی لوہار کو جانتا تھا نہ اس کے محلّہ سے واقف تھا لوہاروں کے بازار میں گیااوراسے تلاش کرنا شروع کیا بالآخر مل گیا اس سے پوچھا کیا تم شادی شدہ ہو؟

اس نے کہا: ہاں لیکن میری بیوی کا کل انتقال ہوگیااورفلاں جگہ (اس قبرستان کا نام لیا) دفن کر دیا۔

ہم نے کہا: کیا وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے گئی تھی، کہا: نہیں۔

ہم نے کہا: کیا وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے لئے مجلس قائم کرتی تھی؟ کہا نہیں۔

ہم نے کہا: کیا وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے مصائب پڑھا کرتی تھی؟ کہا نہیں۔

لوہار نے کہا: تم یہ سارے سوال کیوں کر رہے ہو؟ کیا معلوم کرنا چاہتے ہو؟

ہم نے اس سے خواب بیان کیا تو وہ سن کر کہنے لگا میری بیوی زیارت عاشورا پابندی سے پڑھتی تھی۔

قابل ذکر ہے کہ خود سید احمد رشتی کہ جن کے حوالہ سے گذشتہ واقعہ نقل کیا شائستہ اور پرہیزگار شخص تھے، اطاعت، عبادت، زیارت کی پابندی کرتے تھے، حقوق کی ادائیگی، بدن ولباس کی طہارت، شبہ والی چیزوں سے پرہیز کرتے تھے، اہل شہر کے درمیان سچائی اور پرہیزگاری میں مشہور تھے اور زیارتوں میں ایسے الطاف الٰہی ان کے شامل حال تھے کہ جن کے بیان کرنے کی گنجائش یہاں نہیں ہے(۱)

(۱) نجم الثاقب:۶۰۱.

نماز شب

ہم یہاں پر نماز شب کی کیفیت بیان کریں گے اس کے بعد زیارت عاشورا اور.................. کے متعلق روشنی ڈالیں گے۔

نماز شب: کا وقت نصف شب سے شروع ہوتا ہے اور نماز صبح سے جتنا نزدیک ہو اس کی فضیلت اور زیادہ ہے اور اگر چار رکعت پڑھنے کے بعد اذان صبح ہو جائے تو بقیہ اس کے بعد صرف سورہ حمد کے ساتھ (ادا کی نیت سے) پڑھ سکتا ہے۔

شروع کی آٹھ رکعت نماز شب کی نیت سے اور دو، دو رکعت کر کے پڑھے اور ہر دوسری رکعت کے بعد سلام پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ پہلی دو رکعت میں سورہ حمد کے بعد ساٹھ مرتبہ سورہ توحید پڑھے یعنی پہلی رکعت میں تیس مرتبہ اور دوسری رکعت میں بھی تیس مرتبہ اور اگر اس ترتیب سے پڑھے تو نماز تمام کرنے کے بعد اس کے اور خدا کے درمیان کوئی گناہ باقی نہ بچے گا۔

یا پھر پہلی رکعت میں سورہ توحید اور دوسری رکعت میں سورہ کافرون پڑھے اور بقیہ چھ رکعت میں سورہ حمد اور جو بھی سورہ پڑھنا چاہے پڑھے اگر ہر رکعت میں سورہ حمد اور سورہ توحید پڑھے تو کافی ہے۔

نماز شب صرف سورہ حمد کے ساتھ بھی پڑھی جاسکیتی ہے اور جس طرح واجب نمازوں میں قنوت مستحب ہے اس نماز میں بھی مستحب ہے اوراگر تین مرتبہ ''سبحان اللہ'' کہےتو کافی ہے یا پھر کہے:

''أَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَعَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ إِنَّکَ عَلٰى كُلِّ شَيٍْ قَدِيْرٌ''

یا یہ کہے:

''رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمّا تَعْلَمُ إِنَّکَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الأجَلُّ الْأَكْرَمُ ''

روایت ہوئی ہے کہ حضرت امام موسی بن جعفرؑ وقت شب مہراب عبادت میں کھڑے ہوتے تھے اور اس دعا کو پڑھتے تھے:أَللَّهُمَّ إِنَّکَ خَلَقْتَنِي سَوِيّاً ...... یہ صحیفہ کامل کی پچاسویں دعا ہے اور جب آٹھ رکعت نماز شب تمام ہوجائے تو دو رکعت نماز شفع کی نیت سے پڑھے اور ایک رکعت نماز وتر کی نیت سے بجالائے اوران تین رکعتوں میں سورہ حمد کے بعد ''قل هو الله احد'' پڑھے یہ ختم قرآن کا درجہ رکھتا ہے اور سورہ توحید ایک تہائی قرآن ہے۔

یا نماز شفع کی پہلی رکعت میں سورہ حمد اور'' قل اعوذ بربّ الناس ''پڑھےاور دوسری رکعت میں سورہ حمد اور''سورہ قل اعوذ بربّ الفلق ''اورنماز شفع میں قنوت کے لئےنہیں کہا گیا ہےاسے رجاء کی نیت سے پڑھ سکتا ہے۔

نماز شفع کے بعد اٹھے اور ایک رکعت نماز وتر سورہ حمد اور سورہ توحید کے ساتھ پڑھے یا پھر سورہ حمد کے بعد تین مرتبہ(قل هو الله احد)اورمعوذتین یعنی''قل اعوذ بر ب الفلق ''اور''قل اعوذ بربّ الناس'' پڑھے پھر قنوت کے لئے ہاتھوں کو بلند کرے اور جو چاہے دعا کرے۔

شیخ طوسیؒ فرماتے ہیں جو دعائیں اس نماز کے قنوت میں پڑھی جاتی ہے بے شمار ہیں گر چہ ہر دعا کا معین وقت ہےلیکن اس کے علاوہ بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔

مستحب ہے اس نماز کے قنوت میں خدا اور عذاب خدا کے خوف سے گریہ کرے یا گریہ کرنے کی صورت بنائے اور مومنین کے لئے دعا کرے۔

مستحب ہے چالیس مومنین کا نام لے اور ان کے لئے دعا کرے اور جو بھی چالیس مومن کے لئے

دعا کرے اس کی دعا مستجاب ہوگی انشاءاللہ۔

شیخ صدوقؒ ''من لا یحضرہ الفقیہ''میں کہتے ہیں: حضرت رسول خداؐ نماز وتر کے قنوت میں یہ دعا پڑھتے تھے:

اللھم اھدنی ....ص...... ۵۲۹

بہتر ہے کہ قنوت میں ستر مرتبہ ''**استغفر الله(ربی) و اتوب الیہ** کہے، بہتر ہے بائیں ہاتھ کو دعا کے لئے بلند رکھے اور داہنے ہاتھ سے استغفار شمار کرے۔(۱)

جس نے اذان صبح سے پہلے چار رکعت نماز شب پڑھ لی ہے اسے چاہئے بقیہ نماز کو بھی ادا کی نیت سے پڑھے اور جو نماز شب نصف شب کے بعد نہیں پڑھ سکتا اسے نصف شب سے پہلے پڑھ سکتا ہے۔

(۱)الباقیات الصالحات (حاشیہ مفاتیح الجنان ص۲۶۰)

زیارت عاشورا

السلام علیک ....ص...... ۵۲۹

اس کے بعد سو مرتبہ کہیں:

اللھم العن ....ص ۵۳۱

پھر سو مرتبہ کہے:

السلام علیک ....ص ۵۳۲

اسے تمام کرنے کے بعد کہے:

اللھم خص ....ص...... ۵۳۲

اور اب سجدے میں جائے اور کہے:

اللھم لک الحمد..(۱،۲)

(۱)البلدالامین ص۳۸۲،مفاتیح الجنان۹۰۲.

(۲)علامہ امینیؒ نے نقل کیا ہے کہ علامہ مولیٰ شریف شیروانی نے کتاب ''الصدف'' ج۲ص۱۹۹پر بزرگوں سے اورانھوں نے امام ہادیؑ سے روایت کی ہے جوبھی زیارت عاشوراپڑھےاوراسکے بعدایک مرتبہ کہے:أَللّٰهُمَّ الْعَنْ أَوَّلَ ظَالِمٍ ظَلَمَ ،تا آخراس کے بعد کہے:أَللّٰهُمَّ الْعَنْهُمْ جَمِيْعاًتِسْعاً تِسْعِيْنَ مَرَّةً اوراس کے بعد کہے:اَلسَّلامُ عَلَيْكَ يا اَباعَبْدِ اللّٰهِ وَعَلٰى الاَرْوَاحِ الَّتِى حَلّتْ بِفِنَائِكَ...... تا آخراوراَلسَّلامُ عَلَى الْحُسَيْنِ وَعَلٰى عَلِيِّ بْنِ الحُسَيْنِ وَعَلىٰ أَوْلادِ الْحُسَيْنِ وَعَلٰى أَصْحَابِ الحُسَيْنِ تِسْعاً وَتِسْعِيْنَ مَرَّةٍ کہےتو ایسا ہے گویااس نے سومرتبہ لعن اورسلام اول سے آخرتک پڑھا(ادب الزائر:۶۰)

اس عبارت کے معنی میں چنداحتمال پائے جاتے ہیں:

۱۔جب ایک بارکاملاً پڑھےتوایک مرتبہ کہے: أَللّٰهُمَّ الْعَنهُمْ جَمِيْعاً تسعاً وتسعين مرةً اوراس کے بعدسلام کوبطور کامل پڑھےاورایک بار کہے: اَلسَّلامُ عَلٰى الحُسَيْنِ وَعَلٰى عَلِيِّ بْنِ الحُسَيْنِ وَعَلىٰ أَوْلادِ الْحُسَيْنِ وَعَلٰى أَصْحَابِ الحُسَيْنِ تِسْعاً وَتِسْعِيْنَ مَرَّةٍ

۲۔دوسرااحتمال یہ ہے کہ ایک باربطورکامل لعن پڑھے،اور۹۹مرتبہ کہےأَللّٰهُمَّ الْعَنْهُمْ جَمِيْعاًاور جب سلام کوپوری طرح پڑھ لے،تو۹۹مرتبہ کہے:السَّلامُ عَلٰى الحُسَيْنِ وَعَلٰى عَلِيِّ بْنِ الحُسَيْنِ وَعَلىٰ أَوْلادِ الْحُسَيْنِ وَعَلٰى أَصْحَابِ الحُسَيْنِ......

پہلے معنی کی طرح روایت میں حضرت نوحؑ کے متعلق ذکر ہوا ہے کہ جب حضرت نوح نے کشتی پر سوار ہونے کا قصد کیا تو پروردگار عالم نے وحی کی کہ ہزارمرتبہ ''لاإِلٰهَ إِلّا اللّٰه '' کہوچونکہ آنخضرت کے پاس وقت نہیں تھااس لئے کہا:لاإِلٰهَ إِلّا اللّٰه أَلفَ مَرَّةٍ'' (سوائے اللہ کے کوئی خدانہیں ہے ''ہزارمرتبہ''اور پھرکشتی پرسوار ہوگئے،(مراجعہ کریں بحارالانوارج۱۱ص۶۱.

اس کے بعددورکعت نمازاوردعاءعلقمہ پڑھے۔

دعاءعلقمہ(۱)

یا اللہ یا اللہ ....ص......۵۳۳ (۲)

(۱)مرحوم رشتی کے واقعہ میں نقل ہوا کہ جب ان سے کہا زیارت عاشورا پڑھو تو انھوں نے زیارت عاشورا اور دعا علقمہ زبانی پڑھی جب کہ ان دونوں میں سے کوئی بھی ان کو پہلے یاد نہ تھی یہ ایک خاص نکتہ ہے جس پر توجہ دینا ضروری ہے.

(۲)مفاتیح الجنان ۹۰۸.

حضرت بقیۃ اللہ کی جانب سے زیارت جامعہ کی تجلیل

مرحوم علامہ مجلسیؒ اس زیارت کے متعلق نقل کرتے ہیں: یہ زیارت تمام ائمہ معصومینؑ کے حرم میں پڑھی جاسکتی ہے، اور انسان کسی ایک امامؑ کے حرم میں تمام ائمہ کی زیارت کا (چاہے نزدیک ہو یا دور) قصد کرے اور زیارت کرے اور اگر ہر مرتبہ ترتیب کے ساتھ ان میں سے ایک ایک کی نیت کرے اور بقیہ کی اس کے ضمن میں زیارت کرے تو بہتر ہے میں تو اسی طرح زیارت کرتا ہوں۔

ہم نے ایک سچے خواب میں حضرت امام رضا علیہ السلام کو دیکھا حضرتؑ نے اس زیارت کی تعریف اور تاکید فرمائی اور جب پروردگار عالم نے مجھے حضرت امیر المومنینؑ کی زیارت کی توفیق دی تو حضرت کے مقدس روضہ میں تہذیب، تزکیہ اور مجاہدۂ نفس میں مشغول ہوگیا پروردگار عالم نے ہمارے مولا کی برکت سے ایسے مکاشفات کے دروازے ہم پر کھول دیئے کہ جن کو ضعیف عقلیں درک اور تحمل نہیں کرسکتیں۔

اس عالم میں (یا یوں کہوں عالم خواب اور بیداری کے بیچ کی کیفیت میں) جب میں رواق عمران'' میں بیٹھا ہوا تھا تو دیکھا کہ حضرت امام ہادیؑ اور امام حسن عسکریؑ کا حرم نہایت بلندی پر ہے اور نہایت خوبصورت انداز میں سجایا گیا ہے ان دو بزرگوں کی قبر پر سبز رنگ کا بہشتی لباس پڑا ہوا، چونکہ ہم نے اس طرح کا تو دنیاوی کپڑوں کے درمیان کوئی لباس نہ دیکھا۔

اچانک میرے اور ساری دنیا کے مولا حضرت صاحب الزمان نظر آئے ان کا چہرہ دروازہ کی طرف

اور پشت قبر کی طرف تھی اور آپ بیٹھے ہوئے تھے، جب آنحضرتؑ کو دیکھا تو مداحوں کی طرح تیز آواز میں زیارت جامعہ پڑھنا شروع کر دیا جب تمام کر چکا تو حضرت نے فرمایا:

کیا اچھی زیارت ہے؟!

ہم نے عرض کیا: میرے مولا آپ پر قربان جاؤں اپنے جد کی زیارت کے متعلق فرما رہے ہیں (اور قبر منور کی طرف اشارہ کیا)؟

فرمایا: ہاں، اندر آؤ، جب میں داخل ہوا تو دروازے کے پاس کھڑا ہو گیا حضرت نے فرمایا: اور آگے آؤ۔

ہم نے عرض کیا: میرے آقا ڈرتا ہوں کہیں بے ادبی کی وجہ سے کافر نہ ہو جاؤں۔

فرمایا: اگر میری اجازت سے آگے آؤ گے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

خوف ولرزش کے ساتھ آگے بڑھا، فرمایا: اور آگے آؤ اور آگے آؤ یہاں تک کہ حضرت کے قریب پہنچ گیا۔

فرمایا: بیٹھ جاؤ، ہم نے عرض کیا آقا میں ڈرتا ہوں۔

فرمایا: مت ڈرو۔

حضرت کی خدمت میں جیسے ایک غلام آقا کی خدمت میں بیٹھتا ہے بیٹھا، حضرت نے فرمایا:

اطمینان سے رہو، اور چارزانو بیٹھ جاؤ اس لئے کہ تم تھکے ہوئے ہو اور پیدل آئے ہو۔

خلاصہ یہ کہ حضرت اپنے غلام کے لئے محبت وشفقت فرما رہے تھے حضرت کے کلمات بہت زیادہ ہیں البتہ ان میں اکثر کو فراموش کر چکا ہوں۔

اس خواب سے بیدار ہوا، ایک مدت سے سامراء کا راستہ بند تھا اور وہاں جانا ممکن نہ تھا اس واقعہ کے بعد اسی روز زیارت کے اسباب فراہم ہو گئے اور خدا کے فضل سے بڑی رکاوٹ دور ہو گئی اور جیسا کہ آنحضرتؑ نے فرمایا تھا پیدل زیارت کرنے میں کامیاب ہو گیا اور ہر شب اس زیارت کو کئی مرتبہ پڑھ کر حضرتؑ کی زیارت کی، راستہ اور روضہ میں عجیب وغریب کرامتیں (بلکہ حیرت انگیز معجزے دیکھے) اگر ان سب کو بیان کروں تو بحث طولانی ہو جائے گی۔

خلاصہ یہ کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ زیارت جامعہ حضرت امام زمانہ کے بیان کی مطابق حضرت امام ہادیؑ سے ہے اور یہ کامل ترین اور زیبا ترین زیارت ہے میں اس خواب کے بعد غالباً اسی زیارت کے ذریعہ ائمہ علیہم السلام کی زیارت کرتا ہوں اسی وجہ سے اکثر زیارتوں کی شرح میں تاخیر کی تاکہ اس زیارت کی شرح پہلے کرسکوں۔(۱)

(۱) دارالسلام ج۲ص۴۳.

زیارت جامعہ کبیرہ

شیخ صدوقؒ کتاب ''من لایحضرہ الفقیہ'' اور ''عیون اخبار الرضاؑ'' میں اس طرح روایت کرتے ہیں: موسیٰ نخعی کا بیان ہے: حضرت امام ہادیؑ سے عرض کیا: اے فرزند رسول خدا! مجھے بلیغ ترین اور کاملترین زیارت تعلیم فرمایئے تاکہ آپ میں سے اگر کسی کی زیارت کرنا چاہوں تو اسے پڑھ لوں۔

حضرت نے فرمایا:

جب بھی ہم میں سے کسی کی زیارت کرنا چاہو تو پہلے غسل کرو اور جب کسی ایک امام کے حرم کے آستانہ پر پہنچو تو کھڑے ہو اور شہادتین کہو:

اشھد .... ص ۵۴۰

اور جب حرم مطہر میں داخل ہو اور قبر کو دیکھو تو تیس مرتبہ اللہ اکبر کہو، اور نہایت جسمی و

روحی آرام کے ساتھ قدم اٹھاؤ او رقدموں کو ایک دوسرے کے قریب رکھو اور کھڑے ہوکرتیس مرتبہ اللہ اکبر کہواور جب قبرمطہر کے قریب پہنچ جاؤ تو چالیس مرتبہ اللہ اکبر کہو،سب ملا کر۱۰۰تکبیریں ہوں گی ،اس کے بعد کہو:

السلام علیک .... ۵۴۰......تا ۵۴۵

اوراگرحضرت امیرالمومنینؑ کی زیارت ہوتو'' **الیٰ جدکم**'' کے بجائے ''**الی اخیک بعث الرّوح الامین**'' کہو:

اتاکم اللہ.................(۱)..................۵۵۴ ......تا ۵۴۶ .

(۱)مفاتیح الجنان:۱۰۷۱،مزارآ قاجمال خوانساری:۶۰.

زیات امین اللہ اوراس کی فضیلت

تین مناسبوں کی بناپرزیارت امین اللہ کا تذکرہ یہاں کررہے ہیں۔

۱۔حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی اس زیارت کو پڑھےتو اسےایک نورانی تحریر میں قلم بند کر کے حضرت بقیۃ اللہ (عج) کی خدمت میں پیش کیا جا تا ہے۔

۲۔زیارت امین اللہ وہ زیارت ہے کہ حضرت ولی عصر ارواحنا فداہ نے خود پڑھا ہے جیسا کہ حاجی علی بغدادی کے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت میں خاضر ہونے کے واقعہ میں اس کی تصریح ہوئی ہے

۔

۳۔آنخضرت (عج) نے اس زیارت کوافضل ترین زیارت قرار دیا ہےاس کے متعلق بھی حاجی علی بغدادی کے واقعات میں حضرت (عج) نے تصریح فرمائی ہے۔

اہم مطلب جو مذکورہ واقعہ سے ہاتھ آتا ہے یہ کہ زیارت امین اللہ زیارت جامعہ سے ہے، یہی

زیارت ائمہ اطہارؑ کے تمام حرم میں پڑھی جاتی ہے بالکل اسی طرح جیسے حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ نے اس زیارت کو کاظمین کے حرم میں قرائت فرمایا۔

بزرگ محدث مرحوم محدث قمی کہتے ہیں:

وہ زیارت جو ''امین اللہ'' کے نام سے معروف ہے نہایت معتبر زیارت ہے تمام کتب زیارت ومصابیح میں نقل ہوئی ہے، علامہ مجلسیؒ اس زیارت کے متعلق کہتے ہیں یہ زیارت متن وسند کے لحاظ سے بہترین زیارت ہے اور تمام روضوں میں اسے پابندی سے پڑھا جانا چاہئے۔

یہ زیارت معتبر سند کے ساتھ جناب جابر کے ذریعہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہوئی ہے، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

امام زین العابدینؑ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی قبر کے کنارے کھڑے ہوئے، گریہ کیا اور آنحضرتؑ کی زیارت میں اس طرح کہا:

السلام علیک....................

پھر اپنے مبارک رخسار کو قبر پر رکھا اور فرمایا:

اللھم ان..ص ۵۴۸......

کتاب کامل الزیارات میں اس زیارت کے بعد اس فقرے کو بھی بیان کیا ہے:

انت الھی.............................. ....ص

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

ہمارے شیعوں میں جو بھی (اس زیارت کو) حضرت امیر المومنینؑ یا ائمہ کی قبر کے قریب پڑھے تو پروردگار عالم اسے ایک نورانی خط کی صورت میں اوپر لے جائے گا اور اس پر حضرت محمدؐ کی مہر ہوگی اس خط کو محفوظ رکھا جائے گا، یہاں تک کہ حضرت قائمؑ کے حوالہ کیا جائیگا اور وہ خط بشارت، تحیت اور کرامت کے ساتھ اپنے صاحب کے استقبال کو آئے گا انشاءاللہ۔(۱)

(۱) مفاتیح الجنان ص ۳۵۰، مصباح المتہجد ص ۷۳۸ اور مصباح الزائر ص ۴۷۴، مزار آقا جمال خوانساری ۱۹۸ میں تھوڑے سے فرق سے ساتھ.

زیارت وارث (۱)

السلام علیک.......................

(۱) حرم مطہر کاظمین علیہما السلام میں حضرت امام عصرؑ کی خدمت میں مرحوم حاج علی بغدادی کے شرفیاب ہونے کے واقعہ میں (موجود ہے کہ) آنحضرت (عج) نے زیارت امین اللہ کے بعد زیارت وارث قرائت فرمایا۔

اس کے بعد اپنے کو قبر پر گرا دیں اسے بوسہ دیں اور کہیں:

بابی انت...

اس کے بعد کھڑے ہوں سرہانے دو رکعت نماز کسی بھی سورہ کے ساتھ پڑھیں اور نماز کے بعد کہیں:

اللھم انی ....ص ۵۵۱

اس کے بعد حضرت کی قبر کے پائے مبارک کی جانب اور حضرت علی بن حسینؑ کے سرہانے کھڑے ہوں اور کہیں:

السلام علیک...

پھر اپنے کو قبر مطہر پر گرا دیں اور اسے بوسہ دیں اور کہیں:

السلام علیک...................

پھر جو دروازہ حضرت علی بن الحسین کے پیر کی طرف ہے اس سے باہر جائیں اور تمام شہدا کی طرف رخ کر کے کہیں:

السلام علیکم..ص ۵۵۲

اس کے بعد امام حسین علیہ السلام کے سرہانے واپس آئیں اور اپنے لئے، اپنے اہل وعیال کے لئے، والدین کے لئے، بھائیوں کے لئے جتنا ممکن ہو سکے دعا کریں اس لئے کہ اس مقدس روضے میں کوئی

دعا کرنے والا اور سوال کرنے والا ردّ نہ ہوگا۔

پروردگار عالم نے حضرت بقیت اللہ اروا حنا فداہ کی برکت سے اس کتاب کی تالیف کی توفیق فرمائی اورآنحضرت (عج) ہی کی عنایت سے کامل ہوئی۔

عبدہ العاصی
سید المرتضیٰ المجتہدی